بسم الله الرحمن الرحيم

THE
NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

Thursday, the 18th June, 2026

TABLE OF CONTENTS

1. RECITATION FROM THE HOLY QUR`AN 1
2. RECITATION OF HADITH 1
3. RECITATION OF NAAT 2
4. NATIONAL ANTHEM 2
5. LEAVE OF ABSENCE 2
6. FURTHER GENERAL DISCUSSION ON THE BUDGET FOR THE YEAR 2026-27 – *(CONTINUED)* 3
7. ANNOUNCEMENT *REG*: PRESENCE OF STUDENTS AND FACULTY MEMBERS FROM GOVERNMENT DEGREE COLLEGE, GUL ABAD IN THE GALLERY 15
8. FURTHER GENERAL DISCUSSIN ON THE BUDGET FOR THE YEAR 2026-27 – *(CONTINUED)* 15
9. ANNOUNCEMENT *REG*: PRESENCE OF THE FACULTY MEMBERS AND STUDENTS FROM BAKHTAWAR CADET COLLEGE FOR GIRLS, SHAHEED BENAZIRABAD, SINDH, IN THE GALLERY 53
10. FURTHER GENERAL DISCUSSION ON THE BUDGET FOR THE YEAR 2026-27 – *(CONTINUED)* 53

NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN
ASSEMBLY DEBATES

———————

Thursday, the 18th June, 2026

———————

The National Assembly of Pakistan met in the National Assembly Hall (Parliament House) Islamabad, at 11:00 a.m. with the honourable Deputy Speaker (Syed Ghulam Mustafa Shah) in the Chair.

———————

RECITATION FROM THE HOLY QUR`AN

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۱﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾

(سورۃالحجرات،آیات:11تا12)

[ترجمہ: پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کی شیطان مردود سے۔ اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

اے ایمان والو! نہ تو مرد دُوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ (جن کا مذاق اُڑا رہے ہیں) خود اُن سے بہتر ہوں، اور نہ عورتیں دُوسری عورتوں کا مذاق اُڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ (جن کا مذاق اُڑا رہی ہیں) خود اُن سے بہتر ہوں۔ اور تم ایک دُوسرے کو طعنہ نہ دیا کرو، اور نہ ایک دُوسرے کو بُرے القاب سے پکارو۔ ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام لگنا بہت بری بات ہے۔ اور جو لوگ ان باتوں سے باز نہ آئیں، تو وہ ظالم لوگ ہیں۔ اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو، بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور کسی کی ٹوہ میں نہ لگو اور ایک دُوسرے کی غیبت نہ کرو۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرے گا کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تو خود تم نفرت کرتے ہو! اور اللہ سے ڈرو۔ بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا، بہت مہربان ہے۔]

RECITATION OF HADITH

وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "مَنْ يُّحْرَمِ الرِّفْقَ يُحْرَمِ الْخَيْرَ كُلَّهُ"

[ترجمہ: حضرت جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص نرمی سے محروم کر دیا گیا وہ ہر قسم کی بھلائی سے محروم کر دیا گیا۔]

RECITATION OF NAAT

دل مقام رسول ہو جائے

ایک کانٹا ہے پھول ہو جائے

چھیڑ دو ذکر سید عالم

رحمتوں کا نزول ہو جائے

در پہ حاضر ہے یہ ریاض حزیں

چاکروں میں قبول ہو جائے

NATIONAL ANTHEM

جناب ڈپٹی سپیکر: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

LEAVE OF ABSENCE

Mr. Speaker: Leave applications.

Mr. Speaker: Rana Atif has requested for the grant of leave from 18th to 20th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Mr. Usama Ahmed Mela has requested for the grant of leave for 14th and 16th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Syed Hussain Tariq has requested for the grant of leave for 11th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Mr. Shehryar Afridi has requested for the grant of leave from 18th to 22nd May and 16th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Mr. Muhammad Moin Aamer Pirzada has requested for the grant of leave from 10th to 14th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Choudhary lftikhar Nazir has requested for the grant of leave from 13th to 16th June, 2026.Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Mr. Muhammad Azhar Khan Leghari has requested for the grant of leave from 10th to 15th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Mr. Mehmood Khan Achakzai, Leader of the Opposition has requested for the grant of leave from 14th to 16th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

FURTHER GENERAL DISCUSSION ON THE BUDGET FOR THE YEAR 2026-27

Mr. Deputy Speaker: Budget discussions, جناب رضا علی گیلانی صاحب۔

سید رضا علی گیلانی: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ Thank you very much, جناب سپیکر! آج بھی میں اپنی تقریر کا آغاز ایک قصے سے کروں گا۔ جناب سپیکر! ایک گاؤں تھا۔ اس میں ایک مریض تھا، بہت غریب آدمی تھا، بیمار تھا۔ اس کے پاس پیسے نہیں تھے، تو گاؤں والوں نے چندہ اکٹھا کیا اور شہر سے جا کر ڈاکٹر کو لے آئے۔ ڈاکٹر کو لا کر کہا کہ جی، اس مریض کا علاج کریں۔ ڈاکٹر نے مریض کو دیکھا، اور جب علاج کی باری آئی تو وہ کبھی ادھر بھاگے، کبھی ادھر بھاگے، اور کبھی ادھر بھاگے۔ اس اثنا میں اس مریض کا انتقال ہو گیا۔ گاؤں والے اس ڈاکٹر کو پکڑ لیتے ہیں۔ بھائی، تم نے یہ کیا کیا؟ انہوں نے کہا، بھائی! patient تو بیمار تھا، میں تو علاج ہی کر رہا تھا۔ آپ نے میرا بھاگنا نہیں دیکھا؟ کبھی میں ادھر بھاگ رہا ہوں، کبھی میں ادھر بھاگ رہا ہوں۔ تو آپ کو تو مجھ پر شک نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ تو اللہ کا حکم تھا، patient نے تو مرنا تھا، وہ تو مر گیا۔

جناب سپیکر! آج یہ بجٹ بھی ایسے ہی پیش کیا گیا۔ معیشت کا جنازہ نکل گیا، مگر یہاں پہ یہ کھڑے ہو کر کہہ رہے ہیں کہ کتنا خوبصورت بجٹ پیش کیا ہم نے۔ آپ نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے کتنا اچھا سوٹ پہنا ہوا تھا بجٹ پیش کرتے ہوئے؟ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ کتنے نمبرز ہم نے یہاں پہ پیش کیے بجٹ کے لیے؟ کیا آپ نے یہ نہیں دیکھا کہ اتنا سوچ و بچار کے بعد ہم نے یہ بجٹ پیش کیا؟ اور جنابِ سپیکر! جو حقیقت ہے، وہ یہ ہے کہ باہر غریب مر رہا ہے، کسان مر رہا ہے، مزدور مر رہا ہے، نوکری پیشہ انسان مر رہا ہے، جنابِ سپیکر! اور یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں دیکھو کہ ہم نے کتنا خوبصورت بجٹ پیش کیا۔ جناب سپیکر! میں یہاں پہ آج ان کی تعریف نہیں کروں گا بلکہ ان کی competency پر بات کروں گا۔ یہ کتنے بڑے blunders کر چکے ہیں، میں اس پر بات کروں گا۔

جناب سپیکر! یہ ان کا consecutive پانچواں بجٹ ہے۔ اس پانچویں بجٹ تک کسان کو انہوں نے اس نہج پر لا کے کھڑا کر دیا ہے کہ اس کے پاس اس وقت پیسے نہیں ہیں کہ وہ اپنی اگلی فصل کاشت کر سکے۔ وہ اس وقت ادھار پر مکئی کی فصل کو کاشت کر رہا ہے، اور اس مکئی کی فصل کے اوپر

وہ یہ امید لگا کے بیٹھا ہے کہ شاید اس سے مجھے کچھ بچت ہو جائے اور میرے بچے پل جائیں۔ یہ وہ بجٹ ہے، جنابِ سپیکر! جس نے کسان کو مار دیا۔ یہ وہ بجٹ ہے، جناب سپیکر! جس نے مزدور کو ختم کر دیا۔ جناب سپیکر! میں آج آپ کو یہ بتانا چاہوں گا کہ اس کسان کا قصور کیا تھا؟ اس کسان کا قصور یہ تھا، جناب سپیکر! کہ اس نے کسی وقت اس ملک کو دیوالیہ ہونے سے بچایا تھا۔ اور وہ وقت تھا، جنابِ سپیکر! جب بڑے بڑے ملک دیوالیہ ہو گئے تھے۔ میں بات کر رہا ہوں Covid کے وقت کی۔ اس ملک کی 70 to 75% agri-based economy ہے جناب سپیکر! یہ کسان جو ہے، یہ ریڑھ کی ہڈی کا کام کرتا ہے اس پاکستان کے لیے۔ اس نے Covid کے وقت اگر support نہ کی ہوتی پاکستان کو تو پاکستان اس وقت ہی دیوالیہ ہو جاتا۔ اس کو اس مدد کی سزا دی جا رہی ہے۔ سزا کیا دی جا رہی ہے، جناب سپیکر؟ کہ اس وقت کی جو حکومت تھی اور اس وقت کا جو Prime Minister تھا، یہ credit اس کو جاتا تھا، اس لیے اس کو سزا دی جا رہی ہے۔ اور میں وہ نام لینا ضرور چاہوں گا، جنابِ سپیکر! اس مردِ مومن کا نام عمران خان تھا۔ جناب سپیکر! یہ سزا کسان کو اسی وجہ سے دی جا رہی ہے کہ اس نے اس کی حکومت کو سہارا کیوں دیا، اس نے پاکستان کو سہارا کیوں دیا، اور اس نے پاکستان کو دیوالیہ ہونے سے کیوں بچایا۔ جناب سپیکر! کیا یہ قصور ہے اس کسان کا، جس کو انہوں نے پانچ سال لگاتار بجٹ پیش کر کے آج اس نہج پر لا کے کھڑا کر دیا ہے جہاں اس کے پاس پیسے نہیں ہیں اپنی اگلی فصل کے لیے؟

اور یہ امید کرتے ہیں، جناب سپیکر! کہ ہم ان کی تعریف کریں گے۔ جنابِ سپیکر! تعریف وہ کریں جو unelected Members ہیں۔ یہ جو یہاں پہ بیٹھے ہیں، elected Members ہیں، ہم نہیں تعریف کر سکتے، کیونکہ ہم جواب دہ ہیں اس عوام کو جنہوں نے ہمیں elect کر کے یہاں پہ بھیجا ہے۔ ہم نے جواب دینا ہے we are answerable to those people جنہوں نے ہمیں یہاں پہ بھیجا ہے، اور پھر یہ امید کرتے ہیں کہ ہم خوشامد کے پل باندھیں گے ان کے لیے۔ کیا کیا انہوں نے، جنابِ سپیکر؟ Name one project جس سے ہمیں، کسی شعبے کو فائدہ ملا ہو۔ جو ملک اپنے اثاثے بیچ کے چل رہا ہو، کیا اس ملک کا بجٹ appreciable ہے؟ کیا اس ملک کے یہ جو Finance Minister ہیں، جو میرے خیال میں خود imported ہیں، کیا ان کا لباس دیکھ کر ہم نے یہ کہنا ہے کہ جناب، یہ بہترین بجٹ پیش کیا ہے؟ ہر گز نہیں، کسی کا دیا ہوا بجٹ ہمارے ملک میں نافذ کیا جا رہا ہے۔ یہ ہمارا بجٹ نہیں ہے، جنابِ سپیکر! اگر یہ ہمارا بجٹ ہوتا تو ہماری عوام اس سے خوشحال ہوتی۔ یہ تعریف عوام سے کراتے، نہ کہ اپنے unelected Members سے۔

جناب سپیکر! دوسرا blunder جو انہوں نے مارا، دوسرا blunder یہ ہے کہ انہوں نے ہمارے نوجوان، جو پچیس تیس سال سے نیچے عمر کے ہیں، انہوں نے اپنی مدد آپ کے تحت روزگار اکٹھا کیا۔ وہ e-commerce کے تحت روزگار اکٹھا کرتے تھے۔ انہوں نے digital iron wall کھڑی کر دی ان کے درمیان۔ ان کے businesses کو انہوں نے تباہ و برباد کر دیا۔ جنابِ سپیکر! جو e-commerce کرتے تھے، جو internet پہ اور online business کرتے تھے، ان small businesses کا انہوں نے بیڑا غرق کر دیا۔ جناب سپیکر! وہ بچہ جو اپنے ماں باپ، اپنے بھائی بہنوں اور اپنی بیوی بچوں کا پیٹ پالتا تھا اپنے ان small businesses سے، اس کو انہوں نے کنگال کر

دیا، بلکہ اس کے منہ سے بھی نوالہ کھینچ لیا۔اور آج expect کرتے ہیں، جنابِ سپیکر! کہ ہم appreciate کریں گے ان کے اس بجٹ کو، جس سے لوگ مر رہے ہوں۔

جناب سپیکر! ان کی IT services ختم ہو گئیں، ان کے businesses ختم ہو گئے، اور آج یہ مان پتہ ہے کس بات پر کر رہے ہیں؟ یہ مان کر رہے ہیں کہ ہم نے اپنا brain، جو ہمارا future تھا، ہمارا مستقبل تھا، وہ جوان نسل جس نے اس پاکستان کی باگ ڈور سنبھالنی تھی، اس کو export کر دیا۔ وہ باہر چلا گیا اور انہوں نے دوسرے ملکوں کی نوکری کرنا شروع کر دی، اور یہ سمجھتے ہیں کہ باہر سے foreign remittance آئے گی اور یہ اپنا ملک چلائیں گے۔

کیا یہ ہے ان کی planning، جنابِ سپیکر؟ کیا یہ ہے سوچ اس حکومت کی؟ کہ یہ باہر سے، وہی بات، جو بھیک مانگنی ہے، بھیک مانگ کے اپنا قرضہ، قرضے پر قرضہ چڑھانا، اور اس قرضے کو بھی بھیک مانگ کے اتارنا۔ کوئی ایسا کام مجھے بتادے، جناب سپیکر! جو ملک اپنے اثاثے بیچتا ہو، جو حکومت اپنے اثاثے بیچ کے تعریف کروانا چاہتی ہو، تو جنابِ سپیکر! ہم ان کی تعریف کیا کریں؟ ہم آج ان کے پول کھولیں گے۔

جناب سپیکر! Digital infrastructure کی تباہی ہو گئی، آپ نے سنا۔ دوسرا انہوں نے ایک consultant trap پیدا کیا ہمارے درمیان، انہوں نے اپنی طرح unelected, unanswerable people اپنے Advisor رکھے، جن کی تنخواہیں یہ dollars میں دیتے ہیں اور وہ تنخواہیں ہمارے غریب عوام کے tax سے دی جاتی ہیں ان کی عیاشیوں کے لیے، جن کا کوئی پرسانِ حال نہیں۔ یہ کسی کو جواب دہ نہیں ہیں۔ ان کا بھی خرچہ ہم اپنے اس tax کے پیسوں سے پورا کرتے ہیں اور وہ بھی dollars میں۔

جناب سپیکر! The 3rd blunder of the century, rather of the decade, capacity payments ایک ایسا bomb ہے جو ہم پہ پھینکا جا رہا ہے۔ ان کی مجبوریاں، ان کے kickbacks، جو ان کی corruption کا منہ بولتا ثبوت ہے، جو IPPs کے ساتھ انہوں نے contract کیے ہیں، وہ contract اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ آج تک وہ دوبارہ put نہیں کیے گئے، ان کو انہوں نے دوبارہ revisit نہیں کیا، صرف اس لیے کہ اس میں kickbacks اور corruption involved ہے۔

جناب سپیکر! بجلی ہم use کریں نہ کریں، صارفین کو capacity charge کی مد میں پیسے دینے پڑیں گے۔ Capacity charge وہ ہے کہ اگر ان کا power plant چل رہا ہے یا نہیں چل رہا، but we are bound, they are not. But we are bound. یعنی پاکستانی عوام bound ہے ان کو payment کرنے کے لیے۔

کیا یہ عوام کے مخلص ساتھی ہیں؟ ان کو درد تب ہوتا عوام کا، اگر یہ عوام کے منتخب کردہ لوگ ہوتے۔ ان کو درد نہیں ہے۔ آخر میں یہی کہیں گے کہ آپ نے دیکھا نہیں کہ ہم نے اتنے Budget پیش کیے ہیں، ہماری کاوشوں پر آپ شک کرتے ہیں۔ آگے تو اللہ کا حکم یہ ہونا تھا، پاکستان کے

ساتھ ہو گیا، مگر جناب سپیکر! Under these ninety-nine names of Allah، میں اللہ کا نام گواہ کر کے کہتا ہوں کہ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے ان شاءاللہ تعالیٰ۔

جناب سپیکر! یہ مکافاتِ عمل ہے۔ انہوں نے ایک اچھی حکومت کو گرایا تھا۔ اس انسان کی حکومت کو گرایا تھا جو اس ملک کو آگے لے کے جا رہا تھا۔ وہ اس ملک کو اس وقت بھی اس بحران سے نکال گیا۔ اگر وہ کوشش نہ کرتا تو پاکستان default کر جاتا اور default کرنے سے جس بندے نے بچایا، اس کو انہوں نے جیل میں ڈال دیا اور اس کو جیل میں تب تک رکھنا چاہتے ہیں جب تک ان کی عیاشیاں ختم نہیں ہوں گی۔ یہ چاہتے ہیں کہ جب تک وہ اندر رہے، ہم یہاں بیٹھے رہیں، مگر میں پھر کہوں گا کہ ایک عدالت اوپر بھی ہے۔ جو اس کی بھی عدالت ہے اور اس کا فیصلہ بہت جلد آنے والا ہے ان شاءاللہ تعالیٰ۔ وہ فیصلہ کیا ہو گا؟ میں وہ بھی بتانا چاہتا ہوں۔ وہ فیصلہ یہ ہو گا کہ جیسے انہوں نے کیا، یہ وہ بھریں گے۔ جناب سپیکر! گھنٹی بج چکی ہے اور چھٹی ہونے والی ہے۔ That's a warning for them آج بھی اپنے صفیں درست کر لیں۔ تھوڑا سا ٹائم بھی مل گیا ہے تو اس غریب عوام کا سوچ لیں۔

جناب سپیکر! میں ان کا شکریہ بھی ادا کروں گا۔ انہوں نے پانچواں Budget پیش کیا ہے۔ میں آپ سے اپنے دل کی بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں سمجھتا تھا کہ بڑے تجربہ کار لوگ ہیں، 40 سال سے اس ملک کے اوپر قابض ہیں، حکمران ہیں، آتے ہیں Government میں، تو ان کو تجربہ اتنا ہو گیا ہو گا کہ جو 90 فیصد لوگ ہیں پاکستان کے، جن کے دلوں میں عمران بستا ہے، کہیں یہ اچھے کام اتنے کر دیں، لوگوں کو روزگار دے دیا، ان کو 2,3 وقت کی روٹی دے دی، ان کی نوکری محفوظ کر دی، ان کا مستقبل محفوظ ہو گیا، تو کہیں وہ عمران خان کو دلوں سے نہ نکال دیں۔ مگر شکریہ اس حکومت کا کہ جو 10 فیصد ان کے لوگ بھی تھے، ان کے دلوں میں بھی اب عمران خان بستا ہے۔ لہٰذا میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمیں % 100 پاکستانی عمران خان کے نام کر دیے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ آخری بات کریں۔ 3 minutes extra ہو گئے ہیں۔

سید علی رضا گیلانی: جناب سپیکر! یہاں پر 27 minute دیے گئے ہیں۔ میں آپ کا سید بھائی ہوں۔ I raise my case to you, and I raise my case to Allah Subhanahu wa Ta'ala.

جناب سپیکر! ہمیں وہ انصاف دینے والا ہے جس پہ ہم امید لگا کے بیٹھے ہیں اور وہ انشاءاللہ تعالیٰ ہمیں ضرور انصاف دے گا۔ جناب سپیکر! یہ ملک ترقی کرے گا اور اس ملک کو ترقی کرانے والا بہت جلد باہر آئے گا۔ جناب سپیکر! میں آج آپ کے سامنے یہ case rest کرتا ہوں۔ میرے پاس یہاں یہ 103 blunders ہیں۔ میں نے صرف 3 پیش کیے ہیں۔ اگر ان 3 میں سے ذرہ سا بھی کوئی number ادھر ادھر ہو تو I stand responsible for this, but I rest my case to you. Thank you very much. پاکستان زندہ باد، عمران خان پائندہ باد۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترمہ فرح ناز اکبر۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قومی ورثہ وثقافت (محترمہ فرح ناز اکبر): شکریہ، honourable ڈپٹی سپیکر صاحب! بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ Before I start my speech, I would like to tell my brother کہ at least you should have acknowledged, what our PM and Field Marshal has done. ان کو کہنا چاہیئے تھا کہ ہم بڑا proud feel کر رہے ہیں جو انہوں نے کیا ہے۔ بہر حال ان کی سوچ ہے۔ بہر حال I cannot control his سوچ۔ ایران، امریکہ کے درمیان تاریخی امن معاہدے پر اس House، پوری قوم اور قیادت کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ وزیر اعظم شہباز شریف، نائب وزیر اعظم، سینیٹر اسحٰق ڈار، وزیر داخلہ محسن نقوی اور خاص طور پر فیلڈ مارشل عاصم منیر، جن کو امن کا سفیر کہنا درست ہو گا، خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ اگر یہ جنگ نہ روکی جاتی تو تیسری جنگ عظیم میں تبدیل ہو سکتی تھی۔ اسرائیل نے پوری کوشش کی کہ ceasefire ہو اور جنگ ہو۔ And we all know if we were facing a 3rd world war, all would have broken. اگر جنگ ہوتی۔ پاکستان نے وہ کر دکھایا جو UN اور عرب ممالک نے نہیں کیا۔ This was started on the 11th of Ramadan and we all were very shaken up کہ اس کا کیا بنے گا۔ Pakistan played a very pivotal role and we ended the US-Iran war which lasted for 84 days. سوشل میڈیا دیکھ لیں کہ پوری دنیا پاکستان کے کلیدی کردار پر مبارکباد پیش کر رہی ہے۔ ان شاءاللہ جمعہ کو یہ معاہدہ sign بھی ہو جائے گا۔ برطانوی پارلیمنٹ میں بھی ''پاکستان شکریہ'' کی گونج تھی۔

وزیر اعظم میاں محمد شہباز شریف صاحب، آپ نے دنیا کو امن کا پیغام دیا اور امن تاریخ میں سنہری الفاظ سے لکھا جائے گا اور دنیا میں پاکستان کا سر فخر سے بلند کر دیا۔ وزیر اعظم شہباز شریف کی حکومت کا یہ پانچواں مشکل ترین حالات میں بہترین بجٹ ہے۔ بجٹ پر بہت زیادہ بحث ہو گئی ہے۔ With the figures and speeches and everything, I would just like to highlight a few salient features of the Budget 2026-27. یہ basically قومی مفادات کے تحفظ، معاشی ترقی اور عوامی ریلیف پر مبنی بجٹ ہے۔ بجٹ سے تنخواہ دار طبقے کو 7 % کا relief ملا ہے لیکن but personally I feel کہ اس کو اگر 30 % کر دیا جائے تو بہتر رہے گا۔ سپر ٹیکس ختم کر دیا، جائیداد کی خرید و فروخت پر withholding tax میں کمی سے کاروباری شعبے کو فائدہ ملے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر! وزیر اعظم میاں محمد شہباز شریف صاحب نے 38 % مہنگائی کو single digit پر واپس لائے، policy rate میں نمایاں کمی سے کاروباری برادری کو ایک نیا اعتماد دیا۔ بھارت سے جنگ میں تاریخی فتح حاصل کی۔ سیلاب کا مقابلہ کیا اور متاثرین کی مدد کی، عالمی معاشی بحران کے باوجود معاشی استحکام برقرار رکھا۔ یہ وزیر اعظم شہباز شریف صاحب کی انتھک محنت، درست پالیسیوں اور قابلیت کا ثبوت ہے۔ بجٹ میں زراعت، صنعتی اور IT سمیت تمام شعبوں میں ترقی ہوئی ہے اور ٹھوس اقدامات تجویز کیے گئے ہیں۔

Shipping industry پر عائد 80% sales tax ختم کرنے سے Maritime شعبے کو بھی ترقی میں شامل کر دیا گیا ہے اور اس ایک initiative سے روزگار بڑھے گا Solar Panels پر tax ختم کر دیا گیا ہے۔ جس سے عوام کو فائدہ ملے گا، خام تیل پرزہ جات اور machines پر duties کم ہونے سے صنعتی ترقی رفتار تیز ہو گی۔ NFC Award میں بلوچستان کا حصہ 100% بڑھانا بہت خوش آئند ہے۔

Now, I would like to come to education because I was the parliamentary secretary of the Education Ministry a few months back, and I personally experienced how dedicated the Ministry was and how much our Prime Minister was taking interest in it.

Especially when he started the initiative of the Daanish schools project in Punjab in 2010, he felt that this should not be continued only in Punjab. When he became Prime Minister, he extended it to different districts and different provinces.

So, I would just like to mention the salient features, that in Azad Kashmir there are 3 schools, in GB there are 2, in Islamabad 1, in Balochistan 5, in Sindh 2, and now in KP also 1.

As an educationist, I feel that when it comes to the rights of students, there are special children who used to come there who could not afford to study in private institutes. But our Prime Minister took the initiative of establishing a proper artisan center, which I would say is one of the best initiatives that could be possible in the education system of Islamabad.

I would still request my Prime Minister to improve the Budget, as the biggest problem we are facing is that 26 million children are out of school. This was also taken very seriously by our Prime Minister on 8th May 2024 during the national conference, when he was informed that 26 million children are out of school.

So I think that was a very good initiative he took, like holding the bull by the horns, which is what I am saying he did.

اب میں ادھر خواتین کے بارے میں بات کروں تو اس کے لیے انہوں نے گھریلو خواتین کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے روزمرہ استعمال کی اشیاء کے اوپر taxes میں کمی اور سہولیات فراہم کرنے کے اقدامات کیے ہیں۔ And now as a Parliamentary Secretary of Heritage and Culture میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہمارا already soft image بن چکا ہے۔ اس کو مزید بنانے کے لیے ثقافتی ورثے کے تحفظ، سیاحت کے فروغ اور قومی تشخص کو عالمی سطح پر اجاگر کرنے کے لیے مزید توجہ اور وسائل کی ضرورت ہے۔ کیونکہ یہ شعبہ نہ صرف

ہماری شناخت اور معاشی ترقی کا بھی اہم ذریعہ بن سکتا ہے۔ بجٹ تمام شعبوں کے مشاورت سے تیار ہوا ہے، زراعت سمیت دیگر شعبوں سے تجاویز لی گئی ہیں۔

At this stage, my speech would be incomplete if I did not mention the Chief Minister of Punjab, Madam Maryam Nawaz Sharif. I would like to extend my heartfelt congratulations and profound appreciation to the energetic, visionary, and dynamic leader, Madam Maryam Nawaz Sharif. Her unwavering commitment and tireless efforts have ushered in a new era of governance and public service in the province.

Under her leadership, Punjab has undergone a remarkable transformation through comprehensive administrative reforms and institutional restructuring. By establishing new authorities, agencies, and departments, she has challenged outdated practices and fostered a modern, efficient, and citizen-centric culture of governance focused on performance, transparency, and service delivery.

Flagship initiatives such as Saaf Suthra Punjab, the Crime Control Department, and the expansion of the Punjab Disaster Management Authority down to the tehsil level reflect her determination to strengthen institutions and bring services closer to the people. From health, education, environment, culture, agriculture, industry, and information technology to youth empowerment, road infrastructure, transport networks, and social welfare services and the list goes on. The pace of development has been exceptional and transformative.

Today, we celebrate not only the achievements of a leader but also the vision of a stronger, more prosperous, and more inclusive Punjab that has been built under her leadership.

For Chief Minister Maryam Nawaz Sharif, I would just like to say that she has turned the smallest spark into a blazing model of resilience and transformed every trial into a moment of leadership.

میں آخر میں اپنی تقریر ختم کرنے سے پہلے یہ ضروری سمجھتی ہوں کہ speeches میں سب نے کہا کہ چائنہ میں یہ ہو رہا ہے، جرمنی میں یہ ہو رہا ہے۔ مجھے کسی ملک سے کوئی غرض نہیں، مجھے صرف اپنے پاکستان سے غرض ہے اور میں چاہتی ہوں کہ پاکستان کی ترقی سے ہم سب مستفید ہوں اور یہ تب ہی ہو گا جب ہم سب متحد ہوں اور positive سوچ رکھیں، Opposition ذرا پریشان ہے کہ مشکل ترین حالات کے باوجود اتنا

اچھا بجٹ کیسے دے دیا۔اگلے دوسال میں ترقی کا پہیہ تیزی سے گھومے گا،پاکستانی معیشت ترقی کی مثال بنے گی اور عوام خوشحال ہو گی۔ہمارے قائد نواز شریف اور وزیر اعظم محمد شہباز شریف نے ہمیشہ وعدوں کو پورا کر کے دکھایا ہے، کیونکہ ہمارا عہد ہے۔

ہزار برق گرے لاکھ آندھیاں اٹھیں

وہ پھول کھل کے رہیں گے جو کھلنے والے ہیں

پاکستان زندہ باد۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ،اسد عالم صاحب۔

جناب اسد عالم نیازی: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ جناب سپیکر! یہ بجٹ ایک ایسے موقع پر پیش کیا جا رہا ہے۔جب پاکستان اور پاکستان کی عوام دنیا کی نظر میں بہت عزت سے جانی جا رہی ہے اور ہر آدمی، ہر ملک ہماری دوستی کے ساتھ ہمارے willing ہیں کہ we want a friendship with Pakistan جناب سپیکر! یہ کوئی ایک دن کی بات نہیں ہے یہ last year یہ بات مئی میں شروع ہوئی تھی اور اس کے بعد میں اس کی detail میں نہیں جاؤں گا۔ جس طریقے سے ایک دشمن ملک نے پاکستان کے اوپر جب حملہ کیا تو جناب سپیکر! جب صبح پاکستانی قوم اٹھی اور انہوں نے دیکھا there was a chaos, there was a confusion, some say the Pakistan will be banned, some say Pakistan will be broken but our Field Marshal gave a statement and he said we will take the revenge but at the given time and of our own choice اس کے بعد جناب سپیکر! دنیا نے دیکھا کہ جو ہم نے جواب دیا یہ record ہے کہ 52 minutes dog fight ہوتی رہی، world record اس سے پہلے 17 minutes کا تھا۔ لیکن یہ 52 minutes جاری رہی اور جس میں ہم نے دشمن کے چھ جہاز گرائے۔جناب سپیکر! اس کے پیچھے ایک leadership کا ہاتھ تھا۔اگر weapons کی بات ہوتی تو انڈیا کے پاس latest Rafael تھے۔ لیکن ان کو بھی ہم نے گرایا اور ان کی company کی بعد میں یہ inquiry بھی ہوئی۔لیکن اس کے بعد میں جناب سپیکر! Supreme Commander پرائم منسٹر،ڈپٹی پرائم منسٹر اور فیلڈ مارشل کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے پاکستان کو اتنی عزت دی۔ لیکن میں یہاں پر یہ mention کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد respectable Prime Minister Sahib نے ایک ٹیم بنائی جس میں ہمارے چیئرمین صاحب کو اس ٹیم کا in charge بنایا اور دنیا میں بھیجا کہ دنیا کو جا کر بتائیں ہم peaceful country ہیں، ہم terrorist نہیں ہے۔ جناب سپیکر! یہ ہمارے لیے بہت بڑی game changer تھا جب دنیا کو اس بات کا پتہ چلا اور دنیا کو منوایا گیا کہ ہم ایک Peace چاہتے ہیں، ہم کبھی بھی جنگ کے خواہاں نہیں ہیں، لیکن ہم نے دنیا کو یہ بڑا واضح کیا کہ ہمارے ایک ہاتھ میں امن ہے، دوسرے ہاتھ میں strong defence ہے،اور اس کے بعد جنابِ سپیکر! سب سے بڑی پاکستان کی achievement جو Saudi Arabia کے ساتھ ہم نے ایک

Strategic Partnership signکی،اوراس کے بعد جو آپ نے دیکھا کہ ایک بہت بڑی جنگ تھی دنیا کی،اور وہ جنگ کو ختم کرانے میں،اور آج جو کل MOU sign ہونے جا رہا ہے،اس میں ہمارے Supreme Commander،ہمارے Prime Minister، Deputy Prime MinisterاورField Marshalکا خصوصاً بہت بڑا ہاتھ ہے۔ جس کی بدولت دنیا ایکworld warسے بچ گئی۔

جناب سپیکر! اب میں بجٹ کی طرف آؤں گا،یہ Budget comes at a time when Pakistan faces multiple challenges, rising lot of debt obligations, inflationary pressures, regional security concerns, unemployment and the need to accelerate our economic growth. The Government has proposed a Budget outlay of approximately 18.77 trillion. So I wish them the best. It's very wishful thinking but let's see how they achieve it.

جناب سپیکر! یہ بجٹ اس سے پہلے پیش کیے گئے ہیں بجٹوں سے بہت differentہے،اور وہ کیسے؟ پہلے ہمیشہ جو بجٹ بناتے تھے وہی enforceکرتے تھے۔ لیکن اس دفعہ یہ بجٹ Finance Ministryنے بنایا ہےاورFBRاس کوenforceکرے گی اور اس میں ایک اور importantچیز یہ ہے۔ کہ provinceنےاس میں step forwardکر کے Federal Governmentکی helpکی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پہ یہ بات ضرور کہوں گا کہ Federal Governmentکے پاس پیسے نہیں ہیں، یہ بات ٹھیک ہے۔ لیکن ہمیں یہ بتایا جائے کہ Federal Government نے deficitکو پورا کرنے کے لیے کیا اقدامات کیئے ہیں ۔ لیکن انہوں نے ابھی تک two and a half yearsمیں we have not seen any reforms which they have done, whether it's in the Budget, whether it's in the implementation, whether it's on ground to enforce the things.

لیکن جناب سپیکر! یہ enforceکرنا Governmentکا کام ہے اور میں یہ Prime Minister Sahib سے requestکروں گا کہ جوان کی ٹیم ہے،اس کی مثال میں اس طرح دوں گا کہ آپ Finance Minister کو کہیں کہ آغا خان میں جا کے کسی heart patientکا stentڈال دیں۔

جناب سپیکر! اس وقت جتنے Headsہیں،اگر آپ ان کو دیکھیں تو کسی ایک کمپنی کا بورڈ complete نہیں ہےاور اگر بورڈ صحیح ہے بھی تو they are not professional to the concerned department.یہGovernmentکو ضرور کرنا چاہیئےاور یہ elementدیکھنا چاہیئے۔

جناب سپیکر! بجٹ صرف نمبروں کا نام نہیں ہوتا، یہ نمبر بنانا بہت بہت آسان ہے۔ لیکن ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اس بجٹ کا ایک عام آدمی کو کیا ریلیف ملا ہے؟ جب کل میں اپنے حلقے میں جاؤں گا تو مجھ سے یہ question کیا جائے گا کہ آپ ہمارے لیے کیا لے کے آئے ہیں؟ میں ان کو یہ نہیں کہہ سکتا ہم نے بجٹ بڑھا دیا ہے، ہم نے inflation بڑھا دی ہے، وہ کہیں گے کہ دال کا کیا rate ہے؟ Milk کا کیا rate ہے؟ سبزی کا کیا rate ہے؟ ان کا اسی چیز سے concern ہے۔

تو جناب سپیکر! آج یہ بہت عجیب بات ہے کہ ایک طرف ہم salaried طبقے کی تنخواہ 7% بڑھائی ہے جو چار سال کے بعد بڑھائی ہے۔ لیکن جناب سپیکر! میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ آپ inflation کو دیکھیں تو وہ 60% ہے۔ تو آپ نے کیا بڑھایا ہے الٹا آپ نے ان کو پیچھے لے گئے ہیں۔

دوسری بات جناب سپیکر! جو بجٹ پیش کیا جاتا ہے، اس کی ایک continuity ہوتی ہے، وہ continuity ایک دن کی نہیں ہوتی، وہ پانچ سال کے لیے ہوتی ہے۔ آپ اس میں modify کر سکتے ہیں۔ لیکن آپ کو لوگوں کو اس بجٹ کے پر trust دینا بہت ضروری ہے جو کہ میرے خیال میں بہت مشکل نظر آ رہا ہے۔

جناب سپیکر! ہم نے ابھی تک کوئی structural reform نہیں کیں، جو ہمیں بہت ضروری ہیں۔ جب تک ہم structural reform نہیں کریں گے ہم اس وقت تک economic growth کو آگے نہیں لے کے جا سکتے۔ جو میں نے پہلے کہا کہ Government نے کیا اقدامات لیے؟ جب Government نے جب یہاں پہ کہا کہ ہم یہ ڈیپارٹمنٹ بند کریں گے، ہم SOEs کو جو non profitable ہیں، ہم ان کو بند کر دیں گے۔ لیکن ہم نے ان کو کہا تھا کہ جن کو آپ بند کریں گے ان کے لوگوں کو آپ کہیں اور ضرور adjust کریں گے۔ لیکن آپ ان کو بند ضرور کریں تاکہ جو پیسہ آپ ان کو دے رہے ہیں کم از کم وہ پیسہ تو وہ بچ جائے۔ آپ یہ دیکھیں کہ two and a half year میں ہم صرف پی آئی اے کو privatize کر سکے ہیں اور کسی کو نہیں کر سکے۔

جو figures سب نے دی ہیں، وہ میں بھی ضرور دوں گا کہ ٹوٹل 18.73 trillion کا بجٹ دیا ہے، 15.2 revenue اور gap 3.5 trillion ہے۔ جناب سپیکر! مجھے افسوس ہے کہ آج ہم اس طرح speech کر رہے ہیں۔ یہاں Finance کا کوئی rep بھی نہیں ہے کہ وہ ہمیں کم از کم یہ بتا تو سکے کہ یہ gap کہاں سے fill کریں گے؟ جناب سپیکر! ہم جو mark up دے رہے ہیں وہ 8000 ارب روپے ہے اور ہمارا جو Defence بجٹ ہے which is the most important thing وہ صرف تین ہزار ارب ہے۔ تو اس کا جو total ratio ہے وہ 33.5% بنتا ہے اور tax to GDP وہ 10.3% ہے۔

جناب سپیکر! یہ fiscal deficit جو ہے یہ ہم کیسے پورا کریں گے؟ اس کا جواب اگر ہے تو میں چاہوں گا کہ وہ جواب ہمیں ضرور دیں۔ جناب سپیکر! میں یہاں یہ ضرور mention کرنا چاہوں گا جو سب سے important ہے اور ہمارا ایک national security

جس population اگر آپ اس کو غور سے دیکھیں تو یہ and that is the population because بن چکا ہے threat حساب سے increase ہو رہی ہے میں اس کے figures بھی دوں گا because this is the most important thing کہ اسی population کے اندر water, food, health energy اور security آتی ہیں۔

جناب سپیکر! ابھی جو ہماری population ہے 256 million and as per the Government figures یہ population 2050 تک 390 million تک چلی جائے گی which is a very alarming figure.

جناب سپیکر! اس کا مطلب یہ ہے کہ 100 million children کو آپ کو ہر سال job دینی پڑے گی، آپ کیسے دے پائیں گے؟ 40% جناب سپیکر! اس وقت جو situation ہے 40% بچے under the age of 5 are mentally slow or they have health issues. This is Government and UNICEF figures. If this is the case, how will we feed them?

جناب سپیکر! آپ بہت حیران ہوں گے یہ بات سن کے کہ 100 بچوں میں سے 80 بچے ایسے ہیں۔ جن کی mental and nutrition level below the standard ہے۔ آپ ان کو کل کیسے کام پہ بھیج سکیں گے؟ اور This is a cycle اگر اس کو ہم long run میں دیکھیں تو، جناب سپیکر! آج آپ بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ہماری remittance 40 billion dollar ہے، لیکن آج سے سات، دس سال آگے دیکھیں، جو government figures کے مطابق ہے، جس طریقے سے ہم ان بچوں کی پرورش کر رہے ہیں اور جس طریقے سے ہم food کے اوپر taxes لگا رہے ہیں اس وقت food اور nutrition کے اوپر جو security threat ہے، وہ 14.5 percent ہے۔

جناب سپیکر! جو taxes salaried class کے اوپر لگائے جا رہے ہیں۔ وہ اس لیے لگائے جا رہے ہیں کہ، جناب سپیکر! کیونکہ وہ hide نہیں ہو سکتے۔ جس طرح ان کی pay آتی ہے، اس سے tax کاٹ لیا جاتا ہے، لیکن جب وہ بازار میں کوئی چیز خریدنے کے لیے جاتا ہے، تو وہ 18 percent tax دیتا ہے۔ تو، جنابِ سپیکر! اس کو تو کوئی فائدہ نہ ہوا، لیکن جہاں سے اس نے چیز خریدی، اس نے تو اس کو reclaim کر لیا، جبکہ آپ نے inflation اور بڑھا دی۔

جناب سپیکر! Government کو ایک آسان task مل گیا ہے اور وہ ہے levy کا، کہ petroleum کے اوپر levy لگا دیں۔ جناب سپیکر، مجھے صرف پانچ منٹ دیں، آپ levy کے اوپر جو tax ہے، اس tax کو چھوڑ دیں، لیکن آپ دوسری طرف یہ نہیں دیکھ رہے کہ آپ اس کی inflation کتنی بڑھا رہے ہیں۔ اگر اس کے اوپر آپ نے 118 روپے levy لگا دی ہے تو جو bus کا کرایہ پہلے پانچ روپے تھا، وہ اب چھ روپے ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز wind up کریں، آخری بات، کافی ٹائم ہو گیا ہے۔

جناب اسد عالم نیازی: جنابِ سپیکر! ہمارا جو agriculture sector ہے، وہ totally neglected ہے، اور یہ بھی inflation میں آتا ہے کہ جس پر آپ نے tax لگایا ہے، ان بچوں کو نہ food ملے گا اور نہ ہی وہ چیز ملے گی because it will be so expensive.

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز wind up کریں۔

جناب اسد عالم نیازی: جنابِ سپیکر! میں نے Climate Change کی بات کرنی تھی۔ ہمارے پاس کوئی plan نہیں ہے۔ ہمارے پاس National Security کے لیے جب ایک چیز آتی ہے، جیسے ابھی oil کی ہوئی تھی، ہمارے strategic اور economic reserve میں کوئی difference نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں ایک بات اور کہوں گا جو بہت important ہے۔ مجھے اس بات کا بڑا افسوس ہوا ہے کہ Government نے Karachi to Chaman وہ بھی میرا پاکستان ہے، اس کے لیے سوا ارب روپے رکھے ہیں، لیکن Sukkur to Hyderabad کے لیے صرف بیس ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ یہ بہت عجیب بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آخری بات کریں، please windup کریں۔

جناب اسد عالم نیازی: ٹھیک ہے سر wind up کرتا ہوں۔ سر میں صرف آخر میں یہی کہوں گا We must also strengthen our social programmes so that vulnerable families are protected from the economic shocks'Economics reforms succeeded only when the weakest segments of society are not left behind. Pakistan has very brave and immensely talented people, very hardworking, very patriotic, but what they seek from this House is a unity of purpose and a clear vision for prosperity. Let us ensure that the Budget becomes a tool for economic growth, social justice and national progress. Mr. Speaker! I will just say at the last:

مجھے شعر تو آتا نہیں ہے، میں یہی کہوں گا کہ

May Allah guide us in making decisions that strengthen our nation and improve the lives of our people; and I will say may Allah give us the courage to keep the flag of Pakistan fluttering high,

پاکستان ہمیشہ زندہ باد۔ بہت شکریہ۔

ANNOUNCEMENT *REG*: PRESENCE OF STUDENTS AND FACULTY MEMBERS FROM GOVERNMENT DEGREE COLLEGE, GUL ABAD IN THE GALLERY

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ایک announcement ہے۔

May I have the attention of the House; the honourable Members are informed that the students and faculty Members from Government Degree College, Gul Abad, Dir Lower, are sitting in the Visitors' Gallery. We welcome them.

FURTHER GENERAL DISCUSSIN ON THE BUDGET FOR THE YEAR 2026-27

جناب ڈپٹی سپیکر: شہریار آفریدی صاحب۔

جناب شہریار آفریدی: شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر۔بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔(عربی)۔تمام تعریفیں رب کی، کروڑوں درود وسلام، امام الانبیاء، حضرت مُحمّد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم پر۔

ڈپٹی سپیکر صاحب! آج دو محرم الحرام 1448 ہجری ہے۔ سن 2026-27 کا بجٹ قومی اسمبلی میں اس حکومت نے پیش کیا ہے جو کہ سیاست کے نام اور اپنی بنیاد کے حوالے سے نہ صرف سوالیہ نشان بن چکی ہے بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو کہ اپنی ذاتی حیثیت میں خود بھی پریشان ہیں۔ان کو اس چیز کا احساس ضرور ہے کہ یہ جس چیز کا حصہ بنیں گے، یہ داغ کبھی بھی نہیں دھو سکیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر صاحب! ریاست کا اپنے عوام کے ساتھ ایک معاہدہ ہوتا ہے جسے social contract کہتے ہیں، عمرانی معاہدہ۔جان ومال کے تحفظ کے علاوہ ریاست پابند ہوتی ہے کہ وہ اپنے باسیوں کو ان کی ضروریاتِ زندگی فراہم کرے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کے لیے عزت اور تکریم کا ذریعہ بنے۔لیکن ڈپٹی سپیکر صاحب! اس خداداد پاکستان کے اس ایوان میں ہر سال بجٹ پیش کیا جاتا ہے اور ہر سال اللہ اور اللہ کے محبوب کے ساتھ لڑائی کا یہ اعلان ہوتا ہے، کیونکہ سودی نظام بنیادوں کو کھوکھلا کرنا، اپنی ذات کی تذلیل کا سبب بننا اور جگ ہنسائی کا سبب بننا ہے۔

ڈپٹی سپیکر صاحب! IMF, World Bank کے جتنے بھی surveys ہوئے، وہ چیخ چیخ کے کہہ رہے ہیں کہ یہ لوگ بری طرح ناکام ہو چکے ہیں۔انہوں نے desired objectives حاصل نہیں کیے، اور ان کے شکار اب کون ہیں؟ عام پاکستانی۔پاکستان کے 29% to 30% تک لوگ below poverty line ہیں، یہ ابھی recently خود انہوں نے تسلیم کیا۔وہ لوگ جن کی بنیادی ضروریاتِ زندگی اس وقت آزمائش کے منجدھار میں ڈوبی ہوئی ہیں۔وہ تقریباً ساڑھے سات، آٹھ کروڑ بنتے ہیں، اور overall 45% پاکستانی آبادی سطح غربت کے نیچے رہتی ہے۔لیکن Form 47 کے وزیر اعظم فرماتے ہیں کہ جس کے پاس ساڑھے آٹھ ہزار روپے ہوں، وہ سطح غربت سے اوپر ہے۔

جناب سپیکر! 2022 میں، انہوں نے ایک ایسی حکومت کو گرانے کی سازش رچائی جس کی یہ سوچ تھی کہ ریاست فلاحی ہو، عوام کی عزت نفس مجروح نہ ہو، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ قوم کی مائیں، بہنیں، بیٹیاں، قوم کے بزرگ، قوم کے جوان، قوم کی تمام سوچ وفکر، چاہے وہ کشمیر ہو، چاہے

گلگت بلتستان ہو، سندھ ہو، پنجاب ہو، خیبر پختونخوا ہو یا بلوچستان، پاکستان کی تمام اکائیوں کی ہر سوچ کا محور اور زندگی کا مقصد اُس حکومت کے پیش نظر تھا، اس سازش میں انہوں نے کس کا ساتھ دیا؟ ان آقاؤں کا، جو آج پوری دنیا کو جکڑے ہوئے ہیں، وہ جو تگنی کا ناچ نچاتے ہیں۔ وہ لوگ جو سب سے پہلے آپ کے ملک کے اندر مایوسی پھیلاتے ہیں، پھر آپ کے معاشی نظام کو کنٹرول کرتے ہیں، پھر آپ کی آزادی سلب ہو جاتی ہے۔ Because the economically dependent cannot be politically independent. جب آپ معاشی طور پر مقروض ہوں، تو آپ کی آزادی آپ سے لے لی جاتی ہے۔ آج کیا وجہ ہے کہ IMF and World Bank کی dictation پر یہ حکومت آنکھیں بند کرکے عمل کر رہی ہے at the cost of Pakistan, at the cost of the federating units of Pakistan, at the cost of the interests of Pakistan and at the cost of the sovereignty of Pakistan.

جناب سپیکر! آج کیا وجہ ہے کہ بلوچستان کے لوگ مایوس ہیں؟ آج وہاں کی مائیں، بہنیں، بیٹیاں اس حد تک چلی گئی ہیں کہ انہوں نے اسلحہ اٹھا لیا ہے۔ جنرل جنجوعہ کو یاد کرو۔ انہوں نے engage کیا تھا بلوچستان کی بلوچ ماں کو، پشتون ماں کو، ہر سوچ کی ماں کو، ان تک reach out کیا تھا اور انہوں نے کہا تھا کہ ہماری اولادیں قربان، لیکن پاکستان پر compromise نہیں ہوگا۔ آج سوالیہ نشان ہے کہ جب معاشی آزمائش میں لوگوں کو مبتلا کریں گے، جب آپ basic utilities نہیں دیں گے، جب آپ ان کے حقوق پر ڈاکہ ڈالیں گے، تو پھر آپ کیسے توقع کرسکتے ہیں کہ امن آئے گا؟

سندھ کی دھرتی، جناب ڈپٹی سپیکر صاحب! آپ کا تعلق وہاں سے ہے، پاگل کتّے کی ویکسین سندھ میں نہیں ملتی۔ سندھ کے لوگ آزمائشوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ وہاں پر بنیادی ضروریات چھین لی گئی ہیں۔ وہاں پر بدمعاش کلچر ان کے بنیادی حقوق کو سلب کر چکا ہے۔ وہ سسک رہے ہیں۔ اللہ کے بعد وہ پاکستان کے اس ایوان کی طرف دیکھتے ہیں، لیکن جب اس ایوان میں بیٹھنے والے چند ٹکوں کے لیے ایمان فروشی کریں، جس کے ذریعے اللہ نے ان کو ان ایوانوں میں بھیجا ہو، ان کے ساتھ دھوکہ کریں، تاریخ ان کو کبھی معاف نہیں کرتی۔

اسی طرح پنجاب کی ماں ظلم اور جبر، آزمائشوں کے امتحان، لوٹ کھسوٹ، کرپشن کے شکنجے میں جکڑی ہوئی سہتی رہی۔ جہاز کے لیے سب کچھ ہے، ذاتی جہاز کے لیے پیسے ہیں، عام پاکستانی اور عام پنجاب کے لوگوں کی بنیادی ضروریات کی تذلیل انہوں نے مقصد بنا لیا ہے۔ تھانہ، کچہری، مہنگائی، بجلی، غربت، تنگدستی، بیروزگاری نے عام پنجاب اور پاکستان کی سوچوں کو جکڑ میں لیا ہوا ہے۔ خیبر پختونخوا میں بدامنی، دہشت گردی، غربت، مہنگائی ہے، ذلیل کرلو، بے عزت کرلو، پھر بجلی نہیں، گیس نہیں، annual development میں ان کے لیے حصہ نہیں، ضروریاتِ زندگی کے لیے وہ جائیں تو کس کے پاس جائیں؟

پھر خیبر پختونخوا کا جوان بچہ اگر غلطی سے مری چلا جائے، اگر غلطی سے کراچی چلا جائے، اُس کو روک دیا جاتا ہے، اُس سے Form-B مانگا جاتا ہے، اُس سے شناختی کارڈ مانگنے کے بعد اُس کو detention میں رکھا جاتا ہے۔ کیا message دے رہے ہیں آپ؟ Mock

What are you trying to portray? Pashtuns are ہوتی ہے، دہشت گرد کا حلیہ پٹھان کا بنایا جاتا ہے۔exercise the best line of this motherland of ours. Pashtuns are the first line of defence of Pakistan.آپ کیوں دیوار سے لگا رہے ہیں؟ کیوں اُس کی تذلیل کا ذریعہ بن رہے ہیں؟

کشمیر میں کیا ہو رہا ہے؟ 35-(A) and 370 abrogate کرنے کے بعد ہندوستان پوری دنیا میں ذلیل ہو رہا تھا۔ 1800 سے لے کر اب تک کشمیریوں نے ہمیشہ ایک بات کی، آزادی کی۔ انہوں نے ہمیشہ پہلے سکھ، پھر اس کے بعد ہندوستان کو سوالیہ نشان بنایا۔ کٹہرے میں کھڑا کیا، افسوس، صد افسوس! آپ نے کچھ سیٹوں کے لیے جس طرح گلگت میں آزاد ارکان کو اٹھا کر کسی کی جھولی میں بٹھا دیا، آج دنیا آپ کی بات سننے کے لیے تیار نہیں۔

آپ global level پر engagements چاہتے ہیں۔ ہمیں کوئی شک نہیں کہ پاکستان کا role بڑا کلیدی ہے۔ Recent timesمیں Israel versus Iran جو کچھ ہوا، پوری دنیا نے دیکھا۔ لیکن اگر آپ global level پر engagements رکھتے ہیں، تو بلوچ کی ماں کے پاس بھی جائیں، بلوچوں کے بزرگوں کے پاس جائیں، ان کی روایات اور ان کے اقدار کو بھی value کریں۔ یہ نہ ہو کہ آپ کا ایک cabinet Member کہے کہ یہ ایک SHO کی مار ہے۔ Who are you trying to challenge? Whom are you trying to convince? You cannot dictate through force. You cannot undermine any federating unit of Pakistan. کیونکہ ہر پاکستانی کی زندگی کا مقصد کیا ہے؟ پاکستان کا مطلب کیا؟ لاالٰہ الااللہ۔

اسی طرح جب آپ غیروں کو engage کرتے ہیں، ایک پرویز مشرف تھے، انہوں نے واجپائی صاحب سے آگے بڑھ کے ہاتھ ملایا، خدا کے لیے پاکستان کی سب سے بڑی political party، سلام ہے ان parliamentarians کو اس بجٹ میں ان کی speeches، ان کی courage ان کی commitment، ان کی dedication کو سلام ہے۔ یہ وہ عمران خان کے سپاہی ہیں، جو پنجاب اسمبلی، خیبر پختونخواہ، سندھ، قومی اسمبلی اور سینٹ میں ہر حربہ استعمال کیا گیا، ان کی چادر اور چار دیواری کو پامال کیا گیا، ان کے کاروبار بند ہوئے، ان کی تذلیل کا ہر ذریعہ استعمال کیا گیا، لیکن یہ نہ جھکے اور نہ بکے پھر لوگ plant ہوئے کہ PTI کے اندر ان کی تذلیل کریں، ان کو ڈرایا، دھمکایا جائے۔

ڈپٹی سپیکر صاحب! خوف صرف رب کا ہے، پاکستان ہمارا ہے، پاکستان کے ادارے بھی ہمارے ہیں عمران خان جو قوم کے دلوں میں دھڑکتا ہے۔ وہ اندر اطمینان سے بیٹھا ہے، کیونکہ وہ ایک آزاد شخص ہے، ایک ایسا شخص، جس کا ہونے کا یقین اللہ سے ہے، وہ آپ لوگوں کا امتحان لے رہا ہے، وہ آپ کو expose کر چکا ہے، آپ آج اپنے گھروں میں جاتے ہیں تو سر جھکے ہوئے ہیں۔ گھر میں آپ کے فیملی ممبرز آپ سے متنفر ہیں کیونکہ آپ کے گھر کا جو خدمت گزار ہے، اس کو آپ لوٹ رہے ہیں، آپ یتیموں، ناداروں، مسکینوں کو لوٹ رہے ہیں، ان لوگوں کو جو غلاف کعبہ پکڑ کر پاکستان کے

لیے دعائیں کرتے ہیں۔وہ overseas Pakistanis جن کی second or third generation اب پاکستان سے متنفر اس لیے ہے کہ آپ کی FIA ان کی تذلیل کا سبب بن رہے ہیں۔وہ کیسے اعتماد کریں گے۔

ڈپٹی سپیکر صاحب! خدا کے لیے .financial independence is the need of the hour بیرسٹر عمیر نے ایک figure quote کیا کہ 1935 Act پاکستان میں آج بھی لاگو ہے۔ Charged expenditures کے لیے 30% پہ voting ہوتی ہے۔عقل مندو! 50،45 سال کا تجربہ رکھنے والو! اقتدار کے مزے لوٹنے والو، سن لو، پاکستان کا 70% بجٹ جو air-condition میں بیٹھا بابو بنا رہا ہے۔آپ اس پہ voting ہی نہیں کر سکتے، آپ اس پارلیمان کو آزاد ہی نہیں کر سکتے۔آپ اپنی حیثیت اور اہمیت کھو چکے ہو۔آپ کو نہیں پتا کہ آپ نے بنیادوں کا جنازہ نکال دیا ہے، بد قسمتی سے۔

ڈپٹی سپیکر صاحب! یہ IMF کا بجٹ، آپ کیسے آنکھیں دکھا سکتے ہیں، مقروض کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی، خیبر پختونخواہ، جنوبی اضلاع، کوہاٹ، ہنگو، کرک oil and gas producing divisions ہیں۔اربوں روپے national exchequer میں دے رہے ہیں۔ 10% of the total amount سال میں صوبے کو دیا جاتا ہے، وہ بھی peanuts میں۔ممبران اپوزیشن کو ایک ٹکا، روپیہ نہیں۔بجلی، گیس کی لوڈشیڈنگ۔آٹا مجھے بھیجا جاتا ہے روک روک کر ذلیل کر کر کے۔آپ ہر قسم کے میرے اوپر کیسز لگاتے ہیں۔وہ لوگ جو حق اور سچ کی بات کرتے ہیں، میں لاہور جاؤں، کوہاٹ کا کوئی باسی لاہور جائے، پشاور جائے، کنٹونمنٹس میں جائے تو وہاں flyovers ہیں underpasses ہیں۔Approved schemes ہماری نہیں وہاں پہ چل رہیں، ہمیں اجازت ہی نہیں ہے، oil and gas producing district میں ایک exemplary ٹیکنکل کالج نہیں ہے۔کوئی گرلز کیڈٹ کالج نہیں ہیں۔آپکے پاس state of the art hospital نہیں ہے۔ سارا کچھ کہتے ہیں وفاق control کر رہا ہے۔وفاق تو یہ وہی تھا جب عمران خان کی حکومت تھی۔ COVID کے باوجود تمام indicators کیا show کر رہے تھے؟ Larger manufacturing units دن رات کام کر رہے تھے۔ 6% to 6.5% growth تھی۔

جناب سپیکر! میں صرف آپ کو ایک بات بتانا چاہوں گا، وہ لوگ جو kinetic energy پر belief رکھتے ہیں، گھر کے باسیوں کے ساتھ kinetic energy نہیں چلتی۔آپ نے ان کو جیتنا ہے، ان کے دلوں کو جیتنا ہے۔آپ کیوں بھول گئے ہیں کہ وہ لوگ جنھوں نے اسلحہ اٹھایا تھا KP میں، وہ خود کش بمبار بن رہے تھے۔آپ نے اُن کو engage کیا تو آج وہ پاکستان کے ریاستی اداروں میں key stakeholders ہیں، بلوچستان میں جنرل جنجوعہ نے engage کیا، surrender کیا، انہوں نے وہ معاشرے کا حصہ بنے، جائیں لوگوں کو گلے لگائیں، خدا کا واسطہ ہے for the sake of Pakistan۔

میری humble submission ہے کہ محرم کا مہینہ آزمائش اور امتحانات کا مہینہ ہے۔آپ کا سر تب اٹھے گا جب آپ گھر سے مضبوط ہوں گی، جب ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی عزت اور عزت نفس مجروح نہیں ہو گی، جب جوان خوشحال ہو گا۔آپ youth کو humiliate

نہیں کریں گے، youth پر investment کریں گے، human dignity آپ کی priority ہو گی۔ اگر آپ اس چکر میں ہیں کہ کس طریقے سے کس کی تضحیک کا سبب بنا تجائے تو اس سے کیا ہو گا؟ خدا نخواستہ anti Pakistan پاکستان قوتیں فائدہ اٹھائیں گی۔ آپ کی fault lines پہلے ہی اتنی ہیں ان کیلئے units کو engage کریں، پشتون کو engage کریں۔ افغانستان کو engage کریں قبائل کے through۔ بلوچستان میں سب کو گلے لگائیں، سندھ میں تمام سوچوں کو، تمام مکاتیب فکر کو اور پھر آخر میں آپ اُس شخص کو engage کریں جس کا نام عمران احمد خان نیازی ہے، وہ ایک ایسا کردار ہے، ان کی عزت و عظمت کو سلام۔ ان کی wife، ان کی بہنیں، ان کا پورا خاندان، ان کا بھانجا، political prisoners کو سلام ہے، ان لوگوں کو سلام ہے جو آج بھی عمران خان کے ساتھ ڈٹے ہوئے ہیں تو let me conclude with this.۔

یہ بجٹ اعداد و شمار کا گورکھ دھندہ ہے، deception ہے، فریب ہے، دھوکہ ہے، غیروں کے اشاروں پر چلنے والا ہے، تعلیم اور صحت نام کی چیز پہلے ہی 18th Amendment کے ذریعے bulldoze کر دی گئی، عوام کی sovereignty پر سوالیہ نشان ہے wake up before it's too late for heaven's sake, for the sake of Allah. خدا کیلئے، جب قوم متفق اور متحد ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، بس بات ہوئی، آپ کے 7 منٹ extra ہو گئے ہیں۔ آخری بات کریں۔

جناب شہریار آفریدی: جیسے میں نے ڈپٹی سپیکر صاحب! پاکستان آپ سے ایک ہی چیز مانگ رہا ہے، محنت کش، مزدور، کسان اور سفید پوش کی چادر و چار دیواری کو پامال نہ کیا جائے، اس کی ضروریات زندگی اس کو مل سکیں، اس کی عزت و نفس کا جنازہ نہ نکلے اور آخر میں پاکستان کا سبز ہلالی پرچم کبھی بھی سرنگوں نہ ہو۔ اللہ میرے ملک پاکستان کو قائم و دائم رکھے، اللہ ہمیں عزتوں کا محور بنائے۔ Better days will definitely come. Future belongs to Pakistan. Imran Khan is not only a leader but a states man. عمران خان اور پاکستان زندہ باد۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، راجہ اسامہ سرور صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے دفاع (راجہ اسامہ سرور): اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ۔ (عربی)

جناب سپیکر! آئینِ پاکستان کے مطابق کائنات پر حاکمیت صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ ہم صرف اپنے نمائندوں کے through اپنی خدمات اپنے لوگوں تک پہنچاتے ہیں، موجودہ حکومت اور تمام ادارے کوشش کرتے ہیں کہ اپنے جو بھی کام پورے کریں وہ ملک کے مفاد میں ہوں۔

جب میاں وزیراعظم شہباز شریف صاحب کو آئینِ پاکستان کے تحت پاکستان کے وزیراعظم کی ذمہ داری سونپی گئی تو ملک دشمن لوگوں نے کہا کہ ملک default کر جائے گا۔ سابق حکمران پاکستان کو سفارتی محاذوں پر تنہا کر چکے تھے۔ توشہ خانہ کے cases پوری دنیا میں discuss ہو رہے تھے۔ ایسے موقع پر ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف صاحب نے کہا، سیاست نہیں، ریاست بچانی ہے۔ یہاں سے پاکستان کا دوبارہ دنیا میں ایک ابھرتی ہوئی طاقت کے طور پر سفر شروع ہوا، جو میرے قائد میاں محمد نواز شریف صاحب کا vision تھا، اور ان کے پچھلے دور میں اُن کو اس سے دور

رکھا گیا، زبردستی روکا گیا۔ پھر اللہ پاک نے ہم پر مہربانی کی، اس عظیم قوم کو ایک عظیم سپہ سالار ملا، جس نے پاکستان کے ہر دشمن کو نیست و نابود کر دیا، اور دنیا کے طاقتور ترین President Donald Trump کو مجبوراً اپنی تقریروں میں کہنا پڑا my favorite Field Marshal, a great fighter, a brave General. اس بہادر فیلڈ مارشل نے انڈیا کو دن میں تارے دکھائے۔ مجھے یقین ہے، فتنہ الخوارج اور دہشت گردوں کے لیے کوئی معافی نہیں، اور جن کا اِن سے گٹھ جوڑ ہے، اُن کے لیے بھی کوئی معافی نہیں ہے۔ ہمارے سپہ سالار کے ایک نعرے نے اس پوری قوم کو ایک کر دیا۔ پاکستان ہمیشہ زندہ باد ہے۔

جناب سپیکر! سال 2026-27 کا جو Budget ہے، وہ بڑے مشکل دور میں آیا۔ اس وقت Iran-America کی جنگ کی وجہ سے عالمی معاشی بحران، پوری دنیا میں تھا۔ اس وقت ہمارے PM اور Finance Minister نے غریبوں کے لیے relief دینا اور tax چوری کو روکنے کے لیے جو کاوشیں کیں، اس پر میں اپنے Finance Minister، ان کی team اور اپنے PM صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ بطور Parliamentary Secretary Defence، میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ملک کو توڑنے کے لیے دشمنوں نے بہت سی سازشیں کیں، جنہیں ہماری افواج، ہمارے Field Marshal صاحب اور ہمارے PM صاحب نے ناکام بنایا۔ regional security, border, تحفظات، modernization of armed forces اور defence Budget میں جو اضافہ کیا گیا، میں اس کی پوری طرح حمایت کرتا ہوں، اور پوری قوم اپنی افواج کے ساتھ کھڑی ہے۔ ہم جن پہاڑوں سے تعلق رکھتے ہیں، وہاں کوئی ایسا گاؤں یا قصبہ نہیں جہاں ماؤں نے اپنے بچوں کو اس پاک وطن اور پاک دھرتی پر قربان نہ کیا ہو۔ الحمدللہ، میں جن پہاڑوں سے تعلق رکھتا ہوں، وہاں ہم تین نسلوں سے اپنے لوگوں کی خدمت کر رہے ہیں۔ میں اپنے لوگوں کا بہت شکر گزار ہوں جو ہر مشکل وقت اور دور میں اس party اور ہمارے ساتھ کھڑے رہے۔ میرا حلقہ وہ حلقہ ہے جس میں نہ صرف پورے Pakistan سے بلکہ پوری دنیا سے لوگ آتے ہیں۔ اس وجہ سے میری آپ سے گزارش ہے کہ کچھ بنیادی ضروریات ہیں جن پر آپ کو اور ہماری Cabinet کو غور کرنا چاہیئے، جن میں گیس، university, hospital اور پانی شامل ہیں۔ سپیکر صاحب! میری constituency میں 4 تحصیلیں ہیں، مری، کوٹلی ستیاں، کہوٹہ اور کلر سیداں۔ مری میں سابقہ دور میں، افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے، دو government colleges ختم کر کے university کا board لگایا گیا۔ ہماری گزارش ہے کہ مری میں پانی کے projects چاہئیں اور university چاہیئے۔ اسی طرح سپیکر صاحب! ہماری CM صاحبہ کے vision کے مطابق ان کی مہربانی سے کوٹلی ستیاں کو tourist spot declare کیا گیا، جہاں آج بہت کام ہو رہا ہے، مگر کوٹلی ستیاں میں اس وقت گیس اور sub-division کی بہت ضرورت ہے۔ اسی طرح کہوٹہ میں، ہمارے وزیراعظم صاحب کی مہربانی سے، میں نے ان سے گزارش کی کہ کہوٹہ سے کشمیر کے لوگوں کی ایک بہت بڑی demand، کہوٹہ روڈ، کو ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف صاحب نے approve کیا۔ میری گزارش ہے کہ اس کو جلد از جلد پورا

کیا جائے۔اسی طرح کلر سیداں میں ہمیں state of the art university کی ضرورت ہے، اور روات سے کلر سیداں dual carriageway کو جلد از جلد مکمل کیا جائے۔

Thank you very much۔ پاکستان ہمیشہ زندہ باد۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب نذیر احمد بگھیو۔

جناب نذیر احمد بگھیو: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ Thank you very much سپیکر صاحب، آپ نے وقت دیا۔ میں سب سے پہلے پاکستان کے وزیر اعظم صاحب، Chief Marshal، اپنے Field Marshal اور وزیر خارجہ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے یہ جو بہت بڑا دنگل ہونے والا تھا، اس کو بچا لیا اور یہ peace قائم کیا۔ یہ بھی Islamabad declaration نام سے MOU sign ہوا، جو ہمارے لیے، ہمارے خطے کے لیے اور ہمارے ملک کے لیے ایک بہت بڑی sign ہے۔ دنیا میں دیکھا جائے گا کہ پاکستان ہمیشہ امن چاہتا ہے اور جنگ کو ٹالنے کی کوشش کرتا ہے۔ جیسا کہ آپ کو پتا ہے، بھارت ہمیشہ یہ واویلا کرتا رہا ہے کہ پاکستان terrorism کو support کرتا ہے، تو یہ ان کے منہ پر ایک طمانچہ ہے۔ یہ دیکھا جا رہا ہے اور انڈیا میں بھی ان کو اس پر بہت criticize کیا جا رہا ہے کہ پاکستان نے اتنا بڑا کارنامہ انجام دیا۔ اس کے لیے ہماری حکومت اور خاص طور پر Field Marshal صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں۔ سر! بات یہ ہے کہ salaries اور pension میں اضافہ کیا گیا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ inflation کے حساب سے یہ 7% اضافہ بہت کم ہے۔ اس کو کم از کم 20% ہونا چاہیئے تھا، نہیں تو 15% تک ضرور ہونا چاہیئے تھا، کیونکہ جتنی مہنگائی ہے، اس حساب سے یہ اضافہ کافی نہیں ہے۔

اس کے بعد، آپ کو پتا ہے کہ agriculture پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ پنجاب میں ہمارا season اور موسم دیر سے شروع ہوتا ہے، جبکہ سندھ میں کم از کم ایک سے ڈیڑھ مہینہ پہلے بوائی شروع ہو جاتی ہے اور کٹائی بھی پہلے ہو جاتی ہے۔ یہاں جو policy بنتی ہے، چاہے پانی کی policy ہو، ہمارے ہاں پانی ابھی آیا ہے، کوئی 10,15 دن ہوئے ہیں، جبکہ اس کو مئی کے پہلے ہفتے میں آ جانا چاہیئے تھا تاکہ آدمی چاول کا بیج، cotton اور تل وغیرہ بو سکے۔

Policy یہاں سے بن رہی ہے۔ جو ہمارے دوست Ministers اور جو policy بنانے ہیں وہ والے زیادہ تر Central Punjab کے ہیں۔ اس میں ان کا قصور نہیں، مگر Central Punjab میں کٹائی اور دیگر مراحل دیر سے ہوتے ہیں۔ پہلے lower Sindh، پھر middle Sindh، پھر upper Sindh، اس کے بعد سرائیکی belt اور پھر یہاں کا علاقہ آتا ہے۔ للٰذا مہربانی کر کے جو policies بنائی جائیں، ان کی cut-off date جون یا جولائی کے بجائے ایک مہینہ پہلے رکھی جائے تاکہ پانی بر وقت پہنچے، بوائی ہو اور مسائل پیدا نہ ہوں۔ پانی وہی ہوتا ہے، صرف timing کا فرق ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ، آپ کو پتا ہے کہ پانی پنجاب سے گزر کر سندھ میں آتا ہے، اس لیے خاص

طور پر Kotri barrage تک پانی دیر سے پہنچتا ہے، جس سے فصلیں بھی delay ہو جاتی ہیں اور early sowing کا فائدہ حاصل نہیں ہو پاتا۔

Food security سے متعلق جو بھی policy بنائی جائے، اس میں سندھ کے آبادگاروں، کاشتکاروں اور زمینداروں کو بھی مد نظر رکھا جائے تاکہ وہ اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ پچھلے دنوں ایک meeting ہوئی تھی، اس اجلاس سے پہلے Food Security Committee کے Chairman طارق حسن تارڑ شاہ صاحب اور ہمارے Minister بھی موجود تھے۔ وہاں ایک commercial اتاشی نے بتایا کہ ہم نے 15 July کو China میں آم کے متعلق ایک seminar رکھا ہے۔ آپ کو پتا ہے، چیئرمین صاحب، 15 July تک تو آم کی فصل تقریباً ختم ہو جاتی ہے۔ اگر اس کے بعد seminar ہوگا، پھر orders آئیں گے، تو وہ کہاں سے آئیں گے مہربانی کر کے instructions دینی چاہیئے کہ جو فصل اترتی ہے اس کی تیاری پہلے سے کریں تاکہ اس کا فائدہ اٹھا سکیں؟ میں نے ہی ان کو کہا کہ آپ نے اگر 15 جولائی کو رکھا ہے تو یہ کون سے علاقے کی فصل ہے جس کو وہاں جا کر پیش کرو گے اور اسکے بعد exports کے orders آئیں گے جو آپ لے جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ پنجاب کا، پنجاب میں زیادہ تر فصل اتر جاتی ہے آم اتر جاتے ہیں سندھ کا آم بچے گا ہی نہیں۔ اگر یہ جولائی کی بجائے مئی میں رکھتے تو وہ زیادہ اچھا تھا۔ اسی طرح ہمارے دوست راناصاحب اور پنجاب کے دوسرے دوست بھی شکایت کرتے رہے کہ آلو کی فصل تباہ ہو گئی، کیونکہ export کا کوئی مناسب بندوبست نہیں تھا۔ ہم نے کم از کم 2 مہینے اس پر لگائے، پھر بھی آلو export نہیں ہو سکا اور ہمارے دوستوں کو نقصان ہوا۔ لہٰذا جو بھی policy بنائی جائے، وہ agriculture sector کو مد نظر رکھ کر بنائی جائے، اور lower Sindh کے نمائندوں کو بھی اس میں شامل کیا جائے اور جو ہمارے چیئرمین ہیں وہ ہمارے علاقے کے ہیں ان کو پتہ بھی ہے ان کو ضرور ان میں رکھیں تاکہ وہ پالیسی بن سکے۔

دوسری بات یہ ہے کہ agriculture inputs پر بہت زیادہ tax لگادیا گیا ہے، جس سے یہ بہت مہنگے ہو گئے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ چندلوگوں کو subsidy دینے کے بجائے seeds, tractors اور دیگر machinery جیسے inputs پر tax کم کیا جائے تاکہ کاشتکار براہِ راست فائدہ اٹھا سکیں۔ Fertilizer بہت مہنگی ہو گئی ہے۔ کل ہی میں نے اپنے علاقے میں فون کیا تو پتا چلا کہ DAP 16500 روپے اور urea 4700 روپے کی ہو گئی ہے۔ قیمتیں بڑھتی جا رہی ہیں جبکہ فصلوں کی قیمتیں وہی ہیں یا کم ہو جاتی ہیں۔ اس لیے بہتر ہے کہ ان پر توجہ دی جائے اور ان کی قیمتوں پر نظر رکھی جائے تاکہ مہنگائی کم ہو۔

BISP یعنی Benazir Income Support Programme کے لیے حکومت نے 38 billion روپے زیادہ رکھے ہیں۔ اس کے لیے ہم حکومت کے شکر گزار ہیں کیونکہ یہ خالصتاً غریبوں کے لیے ہیں۔

اس کے علاوہ، سپیکر صاحب، آپ کو پتا ہے کہ PPP کی 2008 والی Government میں، خاص طور پر ہمارے President جناب آصف علی زرداری صاحب نے کوشش کرکے Iran سے gas pipeline اور China سے CPEC کے معاہدے کیے تھے۔ اب موقع ہے کہ ہم Iran, America یا جس سے بھی ممکن ہو بات کریں۔

ہم اس ریٹ پہ لیں، تاکہ ہمارا گیس کا مسئلہ حل ہو سکے۔ اس کے علاوہ سکھر، حیدرآباد، حیدرآباد ٹو کراچی motorway، یہ ایک بہت بڑا مسئلہ بنا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ High Court اور Supreme Court میں بھی یہ مسئلہ گیا ہے کہ انہوں نے بھی کہا ہے کہ آپ پچھلی سائٹ سے تو motorway بنا کر آئے ہیں اور آگے آخر تک موٹر وے کیوں نہیں بنا رہے ہیں۔ میں Communication Committee کا بھی ممبر ہوں۔ ہمارے Chairman اعجاز علی جکھرانی صاحب ہیں، ہم ہر میٹنگ کے ایجنڈے میں اس motorway کو ضرور رکھتے ہیں مگر ہر دفعہ وہ آ کے کہتے ہیں کہ بس ابھی بنے گا۔ اس پہ 30 بلین رکھے گئے ہیں، تو اس حساب سے یہ 11 سال میں بنے گا۔ اب 11 سال جب ہوں گے تو اس کے بعد قیمت، یہ جو ابھی رکھی ہوئی ہے، اس سے تین گنا بڑی ہو جائے گی۔ اس کا مطلب کہ بنے گا ہی نہیں۔ مہربانی کریں۔ ہم سب جو سندھ سے تعلق رکھتے ہیں، کہتے ہیں کہ بھئی اس کو بناؤ، اس کے پیسے بڑھاؤ۔ کل ایک دوست کہہ رہے تھے، شاید PTI کے تھے کہ تین motorway ساہیوال کو ملانے کے لیے بنائے گئے ہیں اور ایک یہ motorway جو بہت ضروری ہے، وہ نہیں بنایا جا رہا ہے۔ تو مہربانی کر کے اس کو بنایا جائے۔ سندھ کے لیے پانی پر بھی پالیسی ایسی بنائی جائے تاکہ پانی دریاؤں میں ایک ڈیڑھ مہینے پہلے چھوڑا جائے، تاکہ ٹائمنگ پہ فصل بو سکیں۔ آپ کا بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اسامہ احمد میلہ صاحب۔

جناب اسامہ احمد میلہ: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ شکریہ، سر! اس وقت جنوبی افریقہ میں پاکستانیوں کے ساتھ racial profiling ہو رہی ہے۔ 25 سے 30 لوگ جو ہیں، وہ شہید ہو چکے ہیں۔ ان کی properties کو raid کیا جاتا ہے، ان کی دکانوں کو raid کیا جاتا ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ آپ Foreign Office کو ہاؤس کی طرف سے یہ پلیز بھجوائیں کہ South Africa کی Government کے ساتھ اس کو take up کریں۔ راتوں کو گھروں کے اندر ان کے چھاپے مارے جا رہے ہیں، ان کی دکانوں سے مال چوری کیا جا رہا ہے، اور 25 سے 30 لوگ، reportedly، اس وقت تک قتل ہو چکے ہیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے۔

سر! بہت مختصر بات کرنا چاہتا ہوں آنے والے سال کے Budget کے بارے میں۔ ہم نے سنا کہ levy پر حکومت نے بہت پیسہ کمایا، اگلے سال کا target بہت زیادہ رکھا۔ جس طرح کہتے ہیں، the devil is always in the detail, Finance Bill شروع ہی اس چیز سے کیا ہم نے پورا levy کا جو Act ہے، اس کو ہم نے تبدیل کر دیا۔ ہم نے اس کے اندر سے OMCs کی definition کو بھی change کر دی ہے، تاکہ ہم lubricants کے اور مزید اس طرح کے لوگ ان کو بیچ میں لے کر آئیں۔ سر! ہم نے provision رکھی ہے

کہ جس کی levy کوئی چار دن late ہو گی، اس کے اوپر default surcharge بھی لگے گا۔ ہم نے یہ بھی بیچ میں ڈال دیا ہے کہ Income Taxکا Commissioner fortnightly reports دیا کرے گا حکومت پاکستان کو کہ اس inquiryکا کیا بنا؟ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ Income Tax کے Commissioner نے آج تک چاہے بڑا سے بڑا taxpayer ہو، اس کو fortnightly reportدی ہے؟ آج تک کبھی FBR نے، جو لکھا ہوا ہے کہ اگر وہ refund late کرے گا تو وہ surcharge دے گا، آج تک کیا کبھی surcharge ملا؟

اس سے آپ کو priority نظر آ رہی ہے کہ پہلے دن سے آپ نے وہ petroleum levy والا Act تبدیل کر کے مزید عوام کو چابی دینے کی تیاری کر رکھی ہے levy کے ذریعے، جو قابل مذمت ہے۔

سر! Benazir Income Support Programme کی allocation that is آٹھ سو something ارب ہے۔ الحمد للہ، ایک نہایت ہی قابل تعریف منصوبہ ہے۔ جن لوگوں نے اس کو بھیک سے equate کیا، میں سخت الفاظ میں ان کی مذمت کرتا ہوں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے پاس خواتین ایسی بھی ہیں جن کے پاس livestock نہیں۔! السلام علیکم۔

(اس موقع پر جناب ڈپٹی سپیکر نے کرسی صدارت خالی فرمائی اور جناب چیئرپرسن علی زاہد کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔)

جناب چیئرپرسن: جاری رکھیں۔

جناب اسامہ احمد میلہ: سر! ہمارے پاس ایسی خواتین ہیں جن کا سارا کا سارا capital ان کے پاس ایک انڈا ہوتا ہے جو ان کی مرغی دیتی ہے، اس کو بیچ کر انہوں نے اس دن کا خرچ چلانا ہوتا ہے۔ ہمارے پاس لوگ ہیں جنہوں نے زندگی میں آج تک ایک دن بھی مزدوری یا کام نہیں کیا، صرف اپنے آباؤ اجداد نے جو انہیں inherited چیز دی ہوئی ہے، میں تو سمجھتا ہوں کہ وہ بھکاری ہیں۔ Benazir Income Support کو بھکاری کے ساتھ equate کرنا، یہ ایک elite thing کے equivalent ہے اور میں اس کو condemn کرتا ہوں۔

سر! میں ایک بات اڑھائی سال سے کر رہا ہوں۔ میں سمجھوں گا کہ اس پارلیمانی tenure کی ایک اگر چیز achieve ہو جائے، بار بار بولنے سے، چاہے کوئی اور کر دے۔ سر! feels like 51 تھا۔ یہ میں نے پچھلے سال بھی بات کی، اس سے پچھلے سال بھی بات کی، Finance Committee میں State Bank کے Governor کے ساتھ بھی بات کی لیکن کسی کے کانوں پر جوں نہیں رینگتی۔ ہمارا حق ہے، ہمارا فرض ہے، ہم نے بولتے رہنا ہے۔ Feels like 51 degree میں وہ خواتین لمبی لائنوں میں کھڑی ہوتی ہیں، وہ جا کے اپنا cash handout وصول کرتی ہیں۔ دنیا Mars سے آگے پہنچ گئی ہے۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں اور وہاں پر ان کی جو بے لحاظی ہوتی ہے ماؤں بہنوں کی، اس کی payment کو digitize کیا جائے۔ State Bank اپنے profit سے حکومت کو دینے سے پہلے وہ کسی بھی منصوبے کے لیے پیسہ اپنے پاس رکھ سکتے ہیں، ان کو قانون اجازت دیتا ہے۔ میری demand ہو گی اس کو ایک سال کے لیے، ابھی یہ سوا آٹھ سو ارب ہے، اس پر 10

سے 15ارب روپیہ لگے گا۔اس میں add کریں اور یہ تہیہ کریں کہ اس سال کے end تک ہر خاتون کو اس کے اپنے گھر بیٹھے،اس کی عزتِ نفس کو دیکھیں، موسم کو دیکھیں، جو بد تمیزی وہاں پر ہوتی ہے، جو بدلحاظی کرتا ہے۔ سر! آپ خود سیاستدان ہیں آپ سے کوئی چیز ڈھکی چھپی نہیں ہے، ہم نے یہ عہد کرنا ہے کہ ہم نے ان کو digital payments دینی ہیں، ہم اگر یہ بھی نہیں کر سکتے تو پھر ہم کیا کر رہے ہیں؟ IT Ministry ہے، State Bank ہے، ہزاروں ارب ہمارے پاس سٹیٹ بنک کا پرافٹ ہے۔ یہاں پر جو وزیر صاحب بیٹھے ہیں، میری ان سے یہ request ہے کہ میں تو یہ بات کرتا رہوں گا، آگے آپ کی مرضی ہے۔

سر! یہ بات میں lighter note میں کر رہا ہوں کہ ایک آنریبل ممبر نے GB کے election کے بارے میں بات اٹھائی کہ وہاں پر form 47 بن رہا ہے، زیادتی ہو رہی ہے ایک جماعت کے ساتھ۔ ایک دفعہ ایک ویڈیو viral ہوئی تھی۔ ایک پیارا سا پٹھان بچہ کہتا ہے، پیچھے تو دیکھو۔ میں ویڈیو دیکھ رہا تھا تو پیچھے تین form 47 والے جڑ کے بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے سوچا کہ پیچھے تو دیکھو۔ جب آپ نے mandate کی بات کرنی ہے تو at least آپ اس وقت ان کو کہیں کہ یار، تھوڑی دیر side پہ ہو جاؤ، ووٹوں کی بات کرنی ہے۔ آپ تھوڑی دیر کے لئے سائڈ پر ہو جائیں تو ہم پھر بھی ان کے ساتھ ہیں اور ہمارا موٴقف اصولی ہے۔

ہم remittances کی بات کرتے ہیں۔ اگر اس بات کو سادہ الفاظ میں کیا جائے تو ہم اپنے گھر سے گئے ہوئے مزدور کی مجبوری کے پیسے پر پل رہے ہیں۔ اس کی مجبوری ہے کہ وہ پیچھے گھر پیسہ بھیجے، جو اپنے بچے، بوڑھے ماں باپ چھوڑ کر بیرونِ ملک جا کر مزدوری کر رہا ہے۔ اس کی مجبوری ہے کہ وہ واپس پیسہ بھیجے، سر۔ اس مزدور کی مجبوری ختم ہو جائے تو آج 40 billion dollar ہمارا گیا۔ سر! یہ ہماری basis ہے۔ یہ ہماری فاؤنڈیشن ہے۔ اس طرح ملک نہیں چل سکے گا۔ سر! دنیا میں regional trade جو ہے، اس کی average 40 فیصد ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ اپنے ہمسایہ ممالک کے ساتھ کتنی trade کرتے ہیں اپنے total میں سے، اس کا چالیس فیصد ہے، ہمارا اس سے بہت نیچے ہے سر، ہماری صورتحال یہ ہے، مشرق پہ جنگ، مغرب پہ پہلے Central Asia چلے جاتے تھے افغانستان کے through، وہ بھی نہیں جا سکتے، ایران کے ساتھ ہماری trade ہے نہیں، مغرب میں، China سے صرف ہم import کرتے ہیں، ان کو ہم export کچھ نہیں کرتے۔ سر یقین کر جائیں، سر Uraan Pakistan جب سے announce ہوئے، خدا کی قسم تب سے export چھ فیصد نیچے آ گئی ہے۔ سر Uraan Pakistan، export proMotion کے لیے جو policy تھی، جب سے وہ announce ہوئے، ماشاءاللہ سے چھ فیصد سر آپ کا export نیچے آ گیا ہے۔ سر! جب تک ہم regional trade پر دیکھیں، آلو، کینو، آم اور بہت ساری چیزیں، آپ کا poultry sector، سر ساروں کا بھٹہ بیٹھا ہوا ہے کیونکہ Central Asia کا access نہیں ہے۔ سر! دنیا میں China اور Taiwan کی trade چل رہی ہے۔ جب تک ہم اس کو ٹھیک نہیں کرتے، کسی کو بات اچھی لگے یا بری لگے، پچیس کروڑ عوام کو بھی پالنا ہے، ہمارے سارے آنکھوں پر ہیں پاکستانی

interest اتنی security concerns۔ لیکن پچیس کروڑ کا بھی تو پیٹ پالنا ہے۔ ملک تو بھوکا ہے، بار بار بات ہو چکی ہے، ملک دیوالیہ ہو گیا،
payments ہیں۔ خیر سر، export ہماری تب تک نہیں بڑھ سکتی جب تک ہم regional trade کے بارے میں کچھ نہیں کرتے۔

سر! ہم نے اس سال ماشاءاللہ سے صوبوں سے پیسے لے لیے، NFC کو چھیڑے بغیر بڑے bureaucratic انداز کے اندر ہم نے صوبوں سے پیسے لے لیے۔ ہم نے NFC کو بھی نہیں چھیڑا، ہم نے آئین کو بھی نہیں چھیڑا، ہم نے اپنا مقصد بھی پورا کر لیا۔ میری اس میں ایک گزارش ہو گی کہ سر اٹھارھویں ترمیم میں سترہ وزارتیں صوبوں کو دے دی گئی تھیں۔ ہمارا current expenditure to GDP ratio اٹھارویں ترمیم کے وقت پہ دس فیصد تھا، آج وہ تیرہ فیصد ہے۔ یہ جو سفید ہاتھی ہے جس کا نام وفاق ہے، جو Federal Government of Pakistan ہے، یہ bloated ہے، یہ inefficient ہے، اور میں آج آپ کو یہ لکھ کے دے رہا ہوں۔ Finance Minister صاحب کہہ رہے تھے کہ تین سال کے لیے ہم نے یہ پیسہ لیا ہے، یہ ہمارا ان کے ساتھ معاہدہ صوبوں کے ساتھ۔ سر! میں کہہ رہا ہوں اب دس سال بھی لے لیں، دس سال کے بعد وفاق کہے گی میں بھوکا ہوں، مجھے اور دو۔

سر! اس وفاق کی spending کو، اس کی bloated جو اس کی bureaucracy ہے، اس کو اگر آپ نہیں چھیڑیں گے۔ ایک مثال ہے، میں آپ کو مثال دیتا ہوں۔ IT Ministry، Science and Technology، Industries، Education جس میں Higher Education بھی ہے، NAVTTC بھی ہے، Commerce، Communication، سر، division جس میں ساری سڑکیں، بڑی Highways، Motorways، Food Security، Railway پوری کی پوری پاکستان کی، Law Ministry، Human Rights، ان سب کی، میں allocation کو اکٹھا کروں تو Power Division کا آدھا بھی نہیں بنتا اور اس میں میں نے transfer بھی نہیں ڈالے جو Discos کو دینے ہیں۔ یہ سب کچھ جو core ہوتا ہے ایک معیشت کا، اگر یہ سب میں ملاؤں تو وہ آدھا نہیں بنتا Power Division کا۔ جتنا یہ پیسہ لے رہے ہیں سر، ہمارے کانوں میں سے، منہ میں سے، ناک میں سے بھی بجلی نکلنی چاہئے جتنا یہ پیسہ لے رہے ہیں، اور حالات ایسے بنے ایک gas shipment کا مسئلہ بنا، آدھے ملک میں بجلی بند ہو گئی۔ چالیس پینتالیس ہزار megawatt سر ہم نے install کیا ہوا ہے۔ سر ایک gas cargo ہمارا late ہوتا ہے، آدھے پاکستان میں کہتے ہیں tactical load shedding شروع ہو گئی ہے۔

سر! یہ صوبوں سے پیسہ لینا رو دھو کے، یہ مسائل اس سے نہیں حل ہو سکتے۔ Charter of Economy کی ضرورت ہے، Charter of Pakistan کی ضرورت ہے۔ یہ مسائل صوبوں سے، مجھے یہ بتائیں کہ IPPS کے معاہدے صوبوں نے کیے؟ State-Owned Enterprises کو جو ہزار ارب روپیہ سال کا، وہ جو کھا رہی ہیں، وہ صوبوں نے کیں؟ سر pension reform وفاق نے نہیں کی، وہ ایک کتنا بڑا سفید ہاتھی ہے سر۔ وہ ہمارے لیے bloated workforce، یہ جو دس سے تیرہ فیصد current expenditure

جو وفاق کا بڑھا ہے سر، یہ چیزیں ٹھیک کریں پھر صوبوں سے پیسے مانگیں۔ یہ تو سر عادت ہو گئی ہے۔ Hand out لے کے، بہر حال سر جب تک وفاق reform نہیں کرے گی تب تک اللہ حافظ ہے۔ Law والوں کو دے دیں پورا آئین دوبارہ لکھ رہے ہیں، میں معذرت خواہ ہوں وہ پورا آئین rewrite کر رہے ہیں۔

یہ کسانوں کی تنظیم ہے، یہ House جو ہے، یہ کسانوں کی تنظیم ہے۔اس کے ہوتے ہوئے نا سر کسی کسانوں کی تنظیم کی ضرورت نہیں ہے۔ ادھر سے لے کے ادھر تک ہر بندے نے زراعت کی بات کی، تھوڑی سی میں اس سے مختلف بات کرنا چاہوں گا۔ ہم مانگتے ہیں ان سے جی سستی کھاد دے دو، سستا ڈیزل دے دو۔ سر خدا کی قسم ہمیں چاہیئے ہی کچھ نہیں۔ انہوں نے سر ایسے سمجھا ہوا ہے کہ کسان بھیک مانگتے ہیں حکومت سے، وہ پتہ نہیں کچھ آگے تو ان کو extort کرتے ہیں۔ میں تھوڑی سی بات آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کیونکہ آپ کو پتہ ہے سر کہ جو کپاس ہوتی ہے، جو cotton ہوتی ہے سر، ہمارے علاقے میں بھی ہوتی تھی، اپنی ہوتی۔اس کا cultivable area بہت نیچے آگیا ہے سر۔ جو کپاس ہوتی تھی نا، جب یہ فیصلہ ہوا نا کہ پاکستان میں textile mills لگائی ہیں۔۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب چیئرپرسن: اسامہ میلہ صاحب آخر منٹ ہے آپ کے پاس۔

جناب اسامہ احمد میلہ: سر! پچھلے سال ہم Finance Committee میں تھے، میں نے بڑا initiative لیا۔ میں نے پانچ چھ IT houses والوں کو بلایا۔ جو credit card پے tax لگتا ہے، میرے پاس minutes of the meeting بھی ہے سر۔ میں Finance Minister صاحب کے ساتھ پٹتا رہا کہ آپ کی IT industry جو ہے، وہ بالکل اس پہ بہت زیادہ ظلم ہے، آپ اس کو discourage کر رہے ہیں، اور اس کی nature بھی اس طرح ہے نا سر، آج وہ دبئی چلی جائے سر، ان کو مسئلہ ہی کوئی نہیں۔ سر! میں نے انہیں کہا کہ یہ جو tax ہے، یہ کم کریں۔ وہی ہوتا ہے جو Budget میں لکھ کر آیا ہوتا ہے۔ اس سال exactly وہ recommendation ایک سال ضائع کرنے کے بعد، پھر جب خود ان کے پاس وہ IT والے گئے تو سر یہ Parliament کس لیے ہے؟ کرنا ہی تھا، ہم نے ایک سال پہلے identify کر دیا تھا۔ سر! Parliament کے پاس اپنی tax لگانے کی، tax ہٹانے کی، ہر چیز کرنے کی، ہمارے پاس کوئی طاقت نہیں ہے۔ یہ ویسے ہم نے اپنی ادھر بنائی ہوئی ہے کہ فلانی جگہ یہ لکھا ہوا، فلانی جگہ یہ لکھا ہوا۔

Export بڑھانے کے لیے یہ کوئی سیاسی بات نہیں ہے، میں حلفاً بات کر رہا ہوں، جو policies عمران خان کے دور میں تھیں، ان کو reinstate کر دیں، export نہ بڑھی تو میرا نام بدل دیجیے گا۔ FTR 1% آپ کو policies بتا دیتا ہوں، 1% Final Tax Regime جو اس وقت refund کا faster کا mechanism اور turf کے ذریعے ان کو discounted credit یہ تین چیزیں

آپ کر دیں، آپ کی export نہ بڑھی کوئی اڑان چھڑان کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ یہ کر دیں ہمارے exporter خود ہی کر لیں گے۔ یہ میں آپ کو آج بتا رہا ہوں کہ جو policies اس وقت تھیں اس کو replicate کر دیں، آپ کی export نہ بڑھی تو میرا نام بدل دینا۔

میں واپس agriculture پر آتا ہوں۔ اس کے لیے مجھے صرف دو منٹ مجھے دے دیں۔ میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں گا۔ سر جب پاکستان۔۔۔۔

جناب چیئرپرسن: آخری منٹ ہے، ہر منٹ بعد آپ ڈیڑھ منٹ بڑھا دیتے ہیں۔

جناب اسامہ احمد میلہ: سر! آپ کی جب textile mills لگ رہی تھیں تو پاکستان کی حکومت cotton کی export پہ ban لگا دیتی تھی، cotton کون اگاتا ہے؟ کسان اگاتا ہے۔ حکومت cotton کی export پہ ban لگا دیتی تھی اور domestic price کو fix کر دیتی تھی تاکہ ان کو دنیا سے سستا raw material ملے۔

کپاس کے کاشتکاروں کے سر پہ یہ textile mills بنی ہوئی ہیں۔ آپ کسان کا یہ احسان کبھی اتار ہی نہیں سکتے۔ Sugar mills جہاں پہ آپ لگاتے ہیں آپ وہاں پہ اس کو mark کر دیتے ہیں zone کو کہ یہاں پہ آپ نے گنا ہی اگانا ہے پھر آپ rate fix کرتے ہیں۔ سر! کسان کی اس قربانی کے باوجود اور یہ policies صرف 1995 تک چلتی رہی ہیں۔ بیچ میں بند ہو گئی 1988 میں پھر آئی، 95 میں پھر گئی۔ یہ ہماری عادت ہے، سر یہ ہم کسانوں کے ساتھ کرتے ہیں۔

سر! Ukraine سے کبھی گندم آ جاتی ہے۔ اس inquiry کا کبھی سنا ہے کچھ بنا ہو سر۔ Ukraine سے گندم آ جاتی ہے۔ اس سال جو پنجاب میں ہوا ہے 13 ,12 کمپنیوں کو آپ نے کہا strategic reserve ہم نے procure کرنا ہے۔ سر! آپ نے کہا ہم آپ کو loan لے کے دیں گے KIBOR پہ، loan نہیں ملے بینکوں سے وہ کمپنیاں بھاگ گئی ہیں، اب آپ چھاپے مار رہے ہیں کسانوں کے گھروں کے اندر کہ ان کی گندم اٹھاؤ، میں حلفاً کہہ رہا ہوں سر PERA, Punjab Police اس وقت کسانوں کے گھروں میں چھاپے مار کے گندم اکٹھا کر رہے ہیں۔ سر کوئی policy ہے؟ کوئی انتہا ہے اس چیز کی؟ میں کچھ نہیں مانگتا حکومت سے، کچھ نہیں چاہیئے۔ مجھے اجازت ہونی چاہیئے کہ میں سرگودھا بیٹھا ہوں، میری فصل تیار ہے میں نے پشاور بیچنی ہے مجھے موٹروے کے اوپر District Food Controller کھڑے ہو کر نہ روکے۔

سر! مجھے وزیر نے Floor of the House پہ کہا کہ میں اس کو Governance Assurances میں بھیجوں گا۔ مجھے Floor of the House پہ وزیر نے کہا ہے کہ ہم اس کو free market کی طرف لے کے جا رہے ہیں۔ گندم کی export پہ ban کیوں ہے؟ میری گندم ہے۔ آپ نے نہیں لینی (پنجابی) میں جدھر مرضی بیچوں میں اس کو export کروں، میں اس کو سندھ میں بیچوں، میں کے پی میں بیچوں، بلوچستان میں بیچوں۔ یہ کسانوں کو باندھ کے مارتے ہیں اس لیے آپ کی اس سال بھی major crops میں کوئی خاطر خواہ

increase نہیں ہے۔ 60 percent weightage آپ نے livestock کو دے دی۔اس کی تفصیل میں نہیں جاتے آگے آپ نے بہت مہربانی کر دی ہے ٹائم دے کے۔

مختصر آخری لائن، اگر agriculture کو revive کرنا ہے، اگر agriculture کو revive کرنا ہے صرف اس کی جان چھوڑ دیں۔ صرف کسان کی جان چھوڑ دیں، اس کو ایک policy دے دیں کہ بھائی یہ تنخواہ ہے۔ میں حلفاً آپ کو بتا رہا ہوں، لیکن یہ زیادتیاں بند ہونی چاہیئں inter-provincial, inter-district and export پہ ban بھی ہٹنا چاہیئے یہ کوئی free market نہیں ہے۔ ہمیں کچھ بھی نہیں چاہیئے حکومت سے اور ہمیں صرف یہ چاہیئے کہ آپ ہمیں برابری پہ free market فراہم کریں۔ ان شاءاللہ تعالٰی یہ agriculture بھی بڑھے گا۔اسی نے آپ کی sugar mills کھڑی کی ہیں، اسی نے آپ کا textile sector کھڑا کیا ہے۔ سر! وہ مشرقی پاکستان والی بات ہی چھوڑ دیں جوان کی جھوٹ پہ بھی یہی export کا ban ہوتا تھا وہ باتیں چھوڑ دیں۔ سر یہ جو policy صرف اور صرف level playing field کسان کو پی ٹی آئی والی level playing field نہیں سر اصل والی level playing field سر! آپ کا بہت شکریہ۔ ووٹ کو عزت دو۔ پاکستان زندہ باد۔

جناب چیئرپرسن: بہت شکریہ۔ انجینئر گل اصغر خان صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مواصلات (جناب گل اصغر خان): بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ تمام تعریفیں اس ذات کے لیے جو سارے جہانوں کا رب ہے، پروردگار ہے۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ اس بجٹ پر بات کرنے کے لیے Floor of the House دیا۔

جناب سپیکر! میں یہ تو نہیں کہوں گا کہ حکومت نے کوئی دودھ کی نہریں بہادی ہیں اس بجٹ میں۔ لیکن اس جنگ زدہ ماحول میں جب تیسری ایٹمی جنگ ہمارے دروازے پہ دستک دے رہی ہے۔ اس حالات میں 18.77 trillion کا بجٹ دینا اور وہ بھی tax free بجٹ دینا اتنا آسان کام نہیں تھا۔ اس کے لئے جناب سپیکر! میاں شہباز شریف کی پوری ٹیم، SIFC کی پوری ٹیم اور CDF سید عاصم منیر صاحب کی پوری ٹیم مبارکباد کی مستحق ہے۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں کوشش کی گئی ہے کہ ایک تو کوئی نیا tax نہ لگایا جائے۔ دوسرا جو ہمارا سب سے پسماندہ طبقہ جو ہمارا salaried class طبقہ ہے جس کی تنخواہ 50,000 روپے تک ہے اس پہ zero percent tax ہے اور جو ایک لاکھ روپیہ مہینہ کماتا ہے اس پہ صرف 500 روپے tax ہے اور اسی طرح باقی slabs بھی جو ہے وہ cut کی گئی۔

جناب سپیکر! چونکہ پاکستان کی economy میں real estate بہت important role ادا کرتی ہے۔ اس کے ساتھ 40 industries تقریباً linked ہے۔ Real Estate کے لیے اس دفعہ جو taxes ہیں اس کو reduce کیا گیا، 50 percent

جناب سپیکر۔ taxes reduce کیے گئے seller 5.5 percent کا tax تھا وہ 2.75 percent کر دیا گیا۔ پھر آپ کا buyer کا 2.5% withholding tax تھا اس کو 1.25 percent کر دیا گیا۔

یہ بظاہر چھوٹی چیز لگتی ہے جناب سپیکر۔ لیکن اس سے 40 industries جب چلیں گی تو اس میں مزدور کام کرے گا جناب سپیکر۔ اس میں steel industry ہے، اس میں آپ کی cement industry ہے، timber industry ہے، کھڑکیاں ہیں، دروازے ہیں، tile ہے۔ یہ ساری industries چلیں گی اور پھر جب construction ہو گی، تو construction بڑی extensive قسم کی industry ہے جناب سپیکر! اس construction sector میں جو ہے وہ labour کھپے گی۔ اس میں روزگار کے ذرائع پیدا ہوں گے۔

اسی طریقے سے جناب سپیکر! Export کو بڑھانے کے لیے کیونکہ export trade industry جو ہے اس کے اوپر taxes ختم کیے گئے اور Super Tax تو بالکل zero کر دیا گیا جناب سپیکر۔

جناب سپیکر! اس سے یہ فائدہ ہو گا کہ جتنا آپ کا economy کا پہیہ چلے گا، اس کا جو نتائج ہیں، جو اس کے results ہیں وہ end تک جائیں گے۔

جناب سپیکر! پھر infrastructure ہے، infrastructure میں ایک دفعہ American economy رُک گئی تو اس کے President نے آتے ہی mega projects شروع کر دیے۔ اس سے یہ ہوتا ہے کہ کوئی project Swat میں ہو رہا ہو گا، کوئی Dir میں ہو رہا ہو گا، کوئی Chaman میں ہو رہا ہو گا اور کوئی Karachi میں ہو رہا ہو گا۔ تو وہاں کے لوگوں کے لیے روزگار کے ذرائع پیدا ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! ہم نے infrastructure کے لیے 376 ارب روپیہ اس دفعہ مختص کیا۔ جس منسٹری کا میں Parliamentary Secretary ہوں Communications کا، تو ہمارے بہت سارے دوستوں نے جناب سپیکر M-VI کی بات کی، سکھر کی بات کی اور اس میں پیسے کم رکھنے کی شکایت کی کہ 30 billion ہم نے اس کے لیے رکھا ہے۔ تو اس کے لیے جناب سپیکر! ہماری جب گورنمنٹ بنی اور ہمارے پاس جب منسٹری آئی اور ہمارے علیم خان صاحب IPP کے President ہیں۔ سر! ہم نے آتے ہی جو ہے وزیر اعظم شہباز شریف کی قیادت میں سب سے پہلے سر ہم نے M-VI کو کیونکہ it is the only missing link between Peshawar to Karachi.

سر یہ صرف کراچی کا نہیں ہے یہ پورے پاکستان کا road ہے۔ اور اس کے لیے سر ہم نے سب سے پہلے یہ دیکھا کہ history میں پچھلے 30 سال میں یہ road بن کیوں نہیں رہا؟ پیپلز پارٹی کی بھی گورنمنٹ رہی، ہمارے PML(N) کے بھائیوں کی بھی گورنمنٹ رہی، پی ٹی آئی کے بھائیوں کی بھی گورنمنٹ رہی۔ تو بنا کیوں نہیں؟ سر! 475 ارب روپے کا بوجھ جو ہے یہ economy برداشت نہیں کر سکتی۔ ہم نے آتے ہیں سر

international consultant کو hire کیا۔ ہم نے آتے ہی A.T Kearney کو hire کیا اور سب سے پہلے یہ check کیا کہ یہ road کیوں نہیں بن رہا؟

پتہ یہ چلا جناب سپیکر! کہ وہ 475 کا اکٹھا کبھی کوئی investor آئے گا ہی نہیں۔ کوئی بینک ہمیں financial close ہی نہیں کر رہا تھا۔ تو اس نے ہمیں پانچ سیکشن بنائے۔ سر! ہم نے سکھر سے رانی پور، رانی پور سے نوشیرو فروز، نوشیرو فروز سے ٹنڈو آدم اور پھر آگے اس طرح حیدر آباد۔ پانچ سیکشن تقریباً 60،60 کلو میٹر کے ہم نے کیے اور ہم نے financial close کر دیا۔ اس میں ہمارے پاس اسلامک پہلے جو سیکشن ہے سکھر سے رانی پور کا اور رانی پور سے نوشیرو فیروز کا یہ سر ہم نے دیا Islamic Development Bank کے پیسے ہمارے پاس موجود ہیں۔ اور پھر اگلا سیکشن ہم نے OPEC کو دیا۔

تو anyhow اس دفعہ پیسے رکھنے کا معاملہ نہیں، یہ clear کر لیں کہ پیسہ ہمارے پاس پڑا ہوا ہے۔ صرف اور صرف جو ایک conversion rate ہوتا ہے آپ جب rupees میں پیسہ لیتے ہیں تو آپ اس سے زیادہ رکھ نہیں سکتے۔ ہمیں گورنمنٹ نے، Ministry of Finance نے اجازت نہیں دی otherwise پیسہ ہمارے پاس موجود ہے۔ ہم یہ بنائیں گے اور ان شاءاللہ تعالیٰ آگے mid of the year رجیسے اگر مزید پیسوں کی 800 million ہم نے اس کے لیے الگ بھی رکھا ہے جناب سپیکر، وہ اس کی land acquisition کے لیے۔

تو infrastructure کے projects چلانے سے بھی اس ملک کی economy بہتر ہو گی انشاءاللہ تعالیٰ روزگار کے ذرائع پیدا ہوں گے۔ جناب سپیکر ایک تو یہ چھوٹا سا بجٹ کے اوپر تھی۔

جناب سپیکر! ایک چیز میں نے observe کی ہے یہاں پہ House میں کہ جتنے بھی ہمارے اپوزیشن کے بھائی ہیں وہ صرف اور صرف ایک بات تنقید کر کے جا رہے ہیں کہ بجٹ میں یہ ہے یہ، یہ کوئی بھی یہ نہیں کہہ رہا۔ دنیا جہان میں democratic countries کے اندر جہاں پہ جمہوریت ہے وہاں پہ جناب سپیکر! Opposition Leader جو ہوتا ہے وہ shadow of Prime Minister ہوتا ہے۔ اور جو آپ کی Opposition ہوتی ہے وہ shadow of Ministers ہوتی ہے۔ کتنے ہمارے بھائیوں نے آ کے ہمیں تجویز کیا کہ آپ یہ نہیں یہ کر لیں، یہ نہیں۔ تو ہمارا trend یہ ہونا چاہیئے جناب سپیکر! مستقبل میں کہ جو بھی ممبر آئے خدارا اپنی suggestion ساتھ لے کے آئے اور ساتھ بتائیں کہ ہم نے کرنا کیا ہے۔ میں گورنمنٹ کا نمائندہ ہونے کے باوجود بھی جو ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ اس میں کیا کیا improvements ہو سکتی تھیں، جو improvements ہمیں کرنی چاہئیں وہ میں ضرور بتانا چاہتا ہوں۔ خدانخواستہ اس ملک کو ایسی کوئی بیماری نہیں ہے جس کا علاج ممکن نہیں ہے۔ جیسے کسی کو، خدانخواستہ، typhoid ہو جائے تو گولی موجود ہے، ملیریا ہو جائے تو گولی موجود ہے۔ ابھی China کی مثال دیکھ لیں،

ہم ابھی recently China visit پر گئے ہوئے تھے۔ وہاں پر جو ہمارا host تھا، Mr. Zhang، وہ کہتا ہے کہ ہمارے بچپن میں سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ ہمیں پیٹ بھر کے روٹی مل جائے، کسی دن ہم نے پیٹ بھر کے کھانا نہیں کھایا۔

آج China کے پاس 3.4 trillion ہے یعنی 3400 ارب ڈالر اُن کے account میں پڑا ہوا ہے۔ ہمارے account میں 20 ارب ڈالر بھی نہیں ہے، 17 ارب ڈالر پڑا ہوا ہے۔ آپ Japan کو دیکھیں، آج سے چند سال پہلے بھوکوں مرتے تھے، آج Japan کے اندر 1.7 trillion ان کے account میں پڑا ہوا ہے۔ Saudi Arabia دیکھ لیں، UAE دیکھ لیں، آج سے چند سال پہلے UAE کی کیا حالت تھی؟ آج ان کے account میں 400 billion USD پڑا ہوا ہے۔ Saudi Arabia کے اکاؤنٹ میں plus 400 billion USD پڑا ہوا ہے۔ یہ خدا نخواستہ ایسی کوئی بیماری نہیں ہے کہ ہمیں ایسی بیماری لگ گئی ہے جس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ Way forward جو ہے، میں صرف یہی request کر رہا ہوں کہ way forward ہم سب کو لے کر چلنا ہوگا۔

جناب سپیکر! میری نظر میں way forward کے لیے سب سے important ownership ہے۔ Ownership اگر clear نہیں ہو گی تو آپ کا کوئی sector clear نہیں ہو سکتا۔ آج آپ ایوان کو کچھ دیر کے لیے چھوڑ دیں، کچھ ہفتوں کے لیے چھوڑ دیں، یہاں پر اس کی حالت دیکھنے کے قابل نہیں ہو گی۔ ہمارے ملک میں ownership نہیں ہے۔ ہمارے ملک میں ایک bureaucrat کو industry کا کچھ پتہ نہیں ہوتا، اس نے زندگی میں کبھی business نہیں کیا ہوتا، اور ہم اس کو industry کا secretary بنا دیتے ہیں کہ وہ industry کا فیصلہ کرے گا۔ Agriculture کے اوپر یہی حالت ہے، education کے اوپر یہی حالت ہے۔

جناب سپیکر! ان ملکوں نے کیا کیا؟ ان ملکوں نے reforms کیے۔ ان ملکوں نے اوپر task forces بنائیں۔ آج سے 40 سال پہلے China نے کیا کیا؟ China نے education کی task force بنائی، minerals کی task force بنائی، exports کے اوپر task force بنائی۔ دنیا سے top of the line دماغ اکٹھے کیے، ان دماغوں سے انہوں نے feedback لیا، پھر وہ جو ان کا reforms agenda بنا، اس کے اوپر انہوں نے implement کیا۔

جناب سپیکر! میری نظر میں ہے کہ ہمیں چار پانچ reforms immediately کرنے ہوں گے۔ State-owned enterprises اس ملک کا ہر سال ہزار ارب روپے کھا جاتی ہیں۔ Immediately ہمیں state-owned enterprises میں reforms کرنے ہوں گے۔ ہمارے جناب میاں شہباز شریف صاحب بہت محنت کر رہے ہیں ماشاءاللہ، ہمیں مزید محنت کی ضرورت ہو گی۔

کون سا ملک ہے جس کی energy کی prices اتنی ہوں اور اس کے بعد اس کی exports بڑھیں؟ Possible ہی نہیں ہے۔ آپ کے energy sector میں reforms کیے بغیر یہ ممکن نہیں ہے۔ China نے سب سے پہلے چار sectors میں

reformsکی تھیں، energy sector reforms کی تھیں، infrastructure reformsکی تھیں،-telecom
unication reformsکی تھیں اور education reformsکی تھیں۔

آج دنیا میں tech-based economy ہے۔ہم کس rank پر کھڑے ہیں؟آج top thousand universities میں ہماری ایک university بھی نہیں ہے۔کون سا جادو کا چراغ آئے گا؟ Chinaنے جب reforms کیں تو اُس وقت ان کی کوئی university top thousandمیں نہیں تھی۔آج Tsinghua University دنیا کے اندر دوسرے نمبر پر ہے۔آج اسے Harvard of Asia کہتے ہیں۔ان کا research Budget دیکھیں وہ ہزار ارب روپے سے زیادہ ہوتا ہے، 10 billion dollar ان کا research Budget ہے۔

آج اگر China اور Japan آگے بڑھ رہے ہیں،تو ان کے educational reforms ہیں اور ہماری education کا system آپ کے سامنے ہے۔چند schools اور colleges اس معیار کے ہیں، باقی تو کوئی گاؤں کے school کی حالت دیکھ لیں۔ Chinaمیں ایک دن میں ایک paper ہوتا ہے،پورے China کا ایک نصاب ہے۔آج کیسے ممکن ہے کہ ہم اس school system کے تحت ترقی کر لیں؟ ہم کون سے بچے پیدا کر رہے ہیں جو اِس ملک کو سنبھالیں گے، اور وہ educational reforms لائیں گے، mineral reformsلائیں گے، exports reformsلائیں گے؟ نہیں ہو سکتا۔تو No. 1انہوں نے education کو رکھا۔ Educationمیں reforms کئے بغیر possibilityنہیں ہے۔

دوسرا ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ ہمارے وسائل کیا ہیں۔ہم کسی کو copy نہیں کر سکتے۔ہمیں Japan، Americaیا Germany جیسی گاڑیاں بنانے کیلئے 20 سال اور چاہئیں۔لیکن ہمارے پاس minerals ہیں۔آج ہم نے کتنے mineralsکے اوپر focus کیا ہے۔ہماری Ministry of Petroleum کے اندر minerals ایک چھوٹا سا wing ہے۔ Minerals میں آپ صرف gemstonesدیکھ لیں۔ Swatکا emerald، ہمارے Kashmir کا ruby ، ہمارے پاس minerals کا asset 3 trillion dollarکا ہے۔لیکن مسئلہ کیا ہے؟ ہمارے پاس اس کے لیے کوئی long-term strategy اور long-term policy نہیں ہے۔ Minerals میں reformsکی ضرورت ہے۔

اس وقت ہمارا graphiteآج کا top of the line graphiteپاکستان میں ہے اور top of the line lithium پاکستان میں ہے۔ Chinaہمارے border پر بیٹھا ہے، China کو یہ سارے minerals چاہئیں۔ہمیں صرف اور صرف ضرورت یہ ہے کہ میں یہی کہتا ہوں کہ ہم جس منسٹری کی task forceبنائیں، top of the lineلوگ لگائیں،اور کم از کم اتنا تو ہو،وہ جو کام کر رہے ہوں،جا کر کسی سے بات تو کر سکیں،جا کر Chinese کے ساتھ negotiate کر سکیں، Americansکے ساتھ negotiate کر

سکیں۔ یہاں پہ تو وہ exposure ہی نہیں ہے، اور وہاں چھپا کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ آج ہمارے trillion of dollars کے assets ضائع ہو رہے ہیں، جو اسی طرح ضائع ہوتے رہیں گے۔

سر! ہمیں agriculture reforms کی ضرورت ہے۔ میرا اپنا حلقہ، خوشاب کا نورپور تھل ہے، یہ 190 KM by 80 KM strip ہے۔ 30 فٹ پر پانی ہے۔ دنیا اس وقت organic food کے لیے ترس رہی ہے، اور وہ virgin area ہے۔ صرف اور صرف اس کو ہمیں declare کرنے کی ضرورت ہے، وہاں پر facilities دینے کی ضرورت ہے، اور وہاں 5.5 million acre پر organic food park بن سکتا ہے۔

پھر ہماری value addition نہیں ہے۔ دنیا value addition کے ساتھ پیسہ کماتی ہے۔ ہمارا کسان بیچارہ ہے، درمیان میں trader کمار ہا ہوتا ہے، ہمارے trader کی بھی limited approach ہے وہ یہاں تک ہے، organic food کی brand بنائیں اور دنیا میں بھیجیں۔ ہمارا citrus دنیا میں جا سکتا ہے، mango and rice بھی ہیں۔ پھر ہمارا salt ہے۔ میرے حلقے میں salt ہے۔ ہمارا Five billion US dollars import bill ہے، کوئی کرنے کے لیے تیار نہیں۔ وہاں پر صرف ہمیں کیا کرنے کی ضرورت ہے؟ Mineral city بنا دیں۔ Mineral city پر صرف ہم نے soda ash، caustic soda کے processing plants لگانے ہیں اور export کرنا ہے۔ اربوں ڈالر کا import bill کٹ ہو گا اور export اس کے علاوہ ہو گی۔

جناب سپیکر! ہم کہتے ہیں کہ IT میں ہم ابھی 4.5 billion US dollars تک پہنچے ہیں وہ بھی ہمارے بیچارے freelancers ہیں۔ آج تک ہم نے ان کو کیا facility دی ہے؟ ہمیں ضرورت اس چیز کی ہے کہ ہم technical institutes بنائیں۔ ابھی دنیا AI پہ shift ہو رہی ہے۔ چند سال میں بھی نہیں چند مہینوں میں بہت سارے professions ختم ہونے جا رہے ہیں۔ آپ کے doctor کا profession، ابھی recently ہم نے visit کیا، وہاں physical doctor موجود ہی نہیں ہے، AI doctors آپ کو check کر رہے ہیں۔ وکیل AI کے آگے ہیں۔ Tourism میں آپ کے delivery boys جو hotels کے اندر ہیں، وہ delivery boys جو آپ کو کھانا لا کے دیتے ہیں، AI کے robots دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اگر ہم نے اس کو technical side پہ shift نہ کیا، تو ہماری جو labour اور human resource ہے، ہماری 260 million کی population میں سے 60% youth ہے، ہمیں صرف اور صرف کرنا یہ ہے کہ ہر گاؤں میں، چھوٹے چھوٹے گاؤں ہیں، مردان، سرگودھا، سندھ کے گاؤں اور ملیر میں ہمیں technical institutes بنانے ہیں، بچوں کو وہاں پر AI کی، IT کی facilities دینی ہیں۔ یہ 5 billion کی جو ہماری IT exports ہیں، یہ 50 billion dollar کی exports کا potential رکھتی ہیں۔ ہم اس کو فوراً achieve کر سکتے ہیں۔

پھر tourism ہے۔آپ tourism کی economy دیکھیں Turkey کی دیکھ لیں، آپ Morocco کی دیکھیں لیں، ہر ایک کی پچاس پچاس، چالیس چالیس بلین ڈالر پر پہنچی ہوئی ہے پاکستان میں اگر ہم ابھی initial stage پر کچھ بھی نہیں کر سکتے تو کم از کم Gilgit-Baltistan کو ہم tourism district or tourism province start میں declare کر دیں۔ وہاں flights ہیں، وہاں visa-free zone بنائیں، کیونکہ دنیا اس کے اوپر پاگل ہو جائے گی۔ Switzerland سے بڑا اور خوبصورت area ہے۔ تو ہم tourism-based economy promote کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! ہمیں ایک اور ease of doing business culture change کرنا ہوگا۔ ایک بڑا problem ہے، ہمارا ایک bureaucrat بیٹھا ہوا ہے جس نے زندگی میں کبھی ایک روپیہ نہیں کمایا۔ اسے پتہ نہیں ہے کہ business کیا ہے۔ دوسرا ہم نے خود یہاں House میں کھڑے ہو کے بہت ساری جگہوں پر businessmen کو چور declare کرنا شروع کر دیا ہے۔ ہمارا ہیرو کون ہے؟ چوری چکاری کر کے اگر وہ ایک الیکشن لڑ کر کسی stage پر پہنچ جاتا ہے تو وہ ہمارا ہیرو ہے۔ ایسا نہیں ہے۔

حضور پاک ﷺ کی مستند حدیث ہے کون، ایمان دار تاجر، اولیاء اور پیغمبروں کے برابر اٹھایا جائے گا؟ ہر ایک کی خواہش ہے۔ اب ظاہر ہے، پیغمبر تو آنے نہیں ہیں، حضور پاک ﷺ آخری نبی ہیں۔ ہر ایک کی خواہش ہے، نہیں کہا کہ Prime Minister ہوگا، President of Pakistan ہوگا، President of America ہوگا، کبھی یہ نہیں کہا گیا۔ کیا کہا گیا ہے؟ Businessman، ایماندار تاجر۔ کوئی تو وجہ ہے؟ وجہ صرف یہ ایک ہے کہ businessman giving hand ہے۔ اسلام giving hand کو prefer کرتا ہے، اور وہ ease پیدا کرتا ہے۔ یہاں پر جو light آپ کو نظر آ رہی ہے، AC نظر آ رہا ہے، یہ سب کچھ کس کا دیا ہوا ہے؟ یہ engineer کا نہیں ہے۔ Engineer invent کرتا ہے، businessman اس کو link کرتا ہے، اس کو feasible بناتا ہے۔ education، business اور technology یہ تین چیزیں آپس میں connected ہیں۔ Education دنیا میں ترقی کی، education No.1 سر، اس کے industry کے ساتھ کتنے liaison ہیں؟ ہمارا سر، اور اس کے ساتھ business man سر، جب یہ تینوں ملتے ہیں تو کمال ہوتا ہے۔ پھر ایک ایک جو Elon Musk ہے، وہ one trillion dollar پہ چلا جاتا ہے سر۔ ہمارا تو مسئلہ 38 billion کا، 100 billion کا کوئی بڑا مسئلہ ہی نہیں ہے۔ ہمیں تو چند Elon Musk چاہییں لیکن وہ ایسے نہیں ہوں گے۔ ہمیں یہ educational reforms, industrial reforms and ease of doing business اور business man کو جناب سپیکر respect دینی ہوگی۔

آج ہم کہتے ہیں جی وہ تو سائیکل پہ، اس کا باپ کل پھرتا تھا، آج Land Cruiser میں پھرتے ہیں، آج Jet میں گھومتے ہیں۔ بھائی، وہ hero ہے۔ سر! یہ research ہے American کہ اگر آپ تین ہزار جو multi billionaire ہیں US dollar میں، ان

سے آپ ان کے کپڑے بھی لے لیں، ان کو جا کے افریقہ کے کسی پسماندہ ترین ملک میں چھوڑ دیں، وہ اگلے تین سال کے اندر اگلے multi billionaire ہوں گے۔ صرف wealth creation کا نہیں اللہ تعالیٰ نے کسی کو talent کوئی نہ کوئی دیا ہوتا ہے۔ کسی کو singing کا talent دیا ہوا ہے، کسی کو riding کا talent دیا ہوا ہے، اور کسی کو جناب سپیکر wealth creation talent کا دیا ہوا ہے۔ ان لوگوں کو ہم نے بھگا دیا، ان لوگوں کے ہم پیچھے پڑ گئے۔ ہم نے کہا یہ business man چور ہے۔ اس چوری والے culture کو ہمیں ختم کرنا ہوگا۔ ہمیں اس کو عزت دینی ہوگی، تو وہی agriculture reform کرے گا business man ، وہی آ کے آپ کے IT reforms کرے گا، وہی آپ کی exports بڑھائے گا، وہی business man کرے گا۔ اس کو ہم نے عزت دینی ہے، بس اور کچھ نہیں کرنا۔

دوسرا، یہ پچیس قسم کے جو ہم taxes ، خود FBR پیچھے لگا دیتے ہیں، اس کو خود پہلے چور declare کرتا ہے، پھر اسے commissions مانگتا ہے، تو اس کو ہمیں روکنا ہوگا۔ سر، یہ بہت ضروری ہے۔ اگر یہ ہم سب مل کے، اور سب کو یہ پورا جو next time بھی ہمارا Budget ہوگا سر! ہمیں بیٹھنا پڑے گا، ہمیں آگے way forward نکالنا ہوگا۔

سر! آخر میں، میں اپنے حلقے کی بات ضرور کرنا چاہوں گا۔ سر، میں خوشاب سے MNA ہوں، اور میرے حلقے کی تین تحصیلیں ہیں، Noorpur Thal ہے، خوشاب ہے اور قائد آباد ہے۔ سر، یہاں بہت سارے دوست ہمارے کہہ رہے تھے کہ سندھ کے بھی دوست، بلوچستان میں بڑی پسماندگی ہے۔ تو ابھی تک پنجاب کا بھی جو Saraiki Belt ہے، جو پنجاب کا بھی جو Thal کا area ہے یہ آپ کبھی میرے ساتھ visit کریں، بہت زیادہ پسماندگی ہے وہاں جناب سپیکر۔ اور اس کے اوپر جو ہے، جیسے میں نے ابھی بتایا کہ Thal Organic Food Park کی جو ہماری suggestion ہے، وہ ہم نے Provincial Government کو بھی دی ہوئی ہے، CM Punjab کو بھی دی ہے، SIFC میں یہاں پہ میں نے خود presentation دی ہوئی ہیں۔ اس پہ اگر کام کیا جائے تو پوری دنیا کو وہ feed کر سکتا ہے۔

دوسرا، میری ہی constituency کے اندر جناب سپیکر، جو mineral کا potential ہے، میں نے آپ کو بتایا کہ 5 billion US dollar کا ہمارا Import bill ہے جناب سپیکر، تو 5 billion US dollar کا ہمارا import bill بھی cut ہوگا، export بھی بڑھے گی۔ وہاں پہ Salt City جو ہے already الحمدللہ میرے کہنے پر Government of Punjab نے اس پر کام شروع کیا ہوا ہے، لیکن وہ ابھی Salt City سے زیادہ ہم Export SEZ بنانا چاہتے ہیں، Special Economic Zone، جو Special Economic Zone پوری دنیا میں export کرے گا، SEZ۔ تو یہ، پھر اسی طرح ہمارے حلقے میں university کے لیے الحمدللہ ہماری بات ہوئی Prime Minister صاحب سے، انہوں نے مہربانی کی، وہ بھی انشاءاللہ campus ہمیں دے رہے ہیں۔

توجناب سپیکر! میں آخر میں close کرتے ہوئے یہی کہنا چاہوں گا کہ جو ہمارا Budget الحمدللہ یہ پیش ہوا، ان حالات میں تو ایسا ہی Budget پیش ہو سکتا تھا، لیکن آنے والے دنوں کے لیے میں جو reforms میں نے یہاں پہ عرض کیے ہیں ان شاءاللہ ہم ان reforms پہ بھی کام کریں گے، اور ان شاءاللہ یہ پاکستان ضرور ترقی کرے گا۔

ایک شعر کے ساتھ جاتا ہوں، جناب سپیکر!

خدا کرے کہ میری ارضِ پاک پر اترے،
وہ فصلِ گل کے جسے اندیشۂ زوال نہ ہو۔

پاکستان زندہ باد۔

جناب چیئرپرسن: جی، بہت شکریہ۔ ساجد مہدی صاحب، موجود نہیں ہیں۔ نتاشہ دولتانہ صاحبہ۔

محترمہ نتاشہ دولتانہ: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ جناب سپیکر، میں سب سے پہلے مبارک باد پیش کرنا چاہتی ہوں Pakistan People's Party کی قیادت کو، کہ جس طریقے سے انھوں نے گلگت بلتستان میں election جیتا۔ میں بلاول بھٹو زرداری اور آصفہ بھٹو زرداری کو مبارک باد پیش کروں گی، جن کی انتھک محنت کی وجہ سے۔ اور President Asif Ali Zardari جنہوں نے Gilgit Baltistan Order 2009 کا تحفہ دیا، یہ آج اس کا صلہ ہے۔ یقیناً یہ جمہوریت کی، فتح ہے اور عوامی اعتماد کی بھی فتح ہے۔ میں اسی طرح Field Marshal Syed Asim Munir اور Prime Minister, Shehbaz Sharif کو بھی مبارک باد پیش کروں گی، کہ جس طریقے سے انہوں نے Iran اور America کے درمیان کشیدگی کو کم کیا اور سفارتی کوششوں سے امن کو کامیابی حاصل ہوئی۔

اب میں Budget کی طرف آتی ہوں۔ مجھ سے پہلے بہت سارے Members نے بہت ساری تقاریر کیں، بڑے اچھے points بھی raise کیے، اور میں کوشش کروں گی کہ میں وہ باتیں نہ دہراؤں، پر اگر میں کوئی بات دہرا دوں تو یقیناً آپ لوگ ہمیشہ کی طرح اپنے کان بند کر لیجیے گا، اور مجھے سننے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر! یہ Budget عوام کے لیے نہیں بنا، یہ Budget IMF کو مطمئن کرنے کے لیے بنا ہے۔ قرضے، tax اور bills بڑھ رہے ہیں، پر صرف ایک چیز جو نہیں بڑھ رہی ہے، وہ ہے عوام کی آمدنی اور حوصلہ افزائی۔ اور جب عوام کا system سے اعتماد ختم ہو جائے تو rules and regulations کو کوئی نہیں پوچھتا، tax اکٹھا کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے، talent اور youth وہ Pakistan چھوڑ کر باہر بسنے لگتا ہے، آپ کی export ختم ہو جاتی ہے، investment آپ کی گر جاتی ہے، آپ کے forex reserves کم ہو جاتے ہیں، اور قرضے مانگتے ہیں، اور اسی طرح سود کے ساتھ واپس کرتے ہیں۔ تو بات شروع کہاں سے ہوتی ہے؟ عوام کے اعتماد سے۔ یہ Budget جب بنایا گیا تو میں سوال کرنا چاہتی ہوں حکومت سے کہ کیا انہوں نے عوام کے اعتماد اور امید، جو کہ ایک قومی خزانہ ہے، کیا اس کو مدنظر رکھا؟ میرا نہیں خیال کہ کوئی

ملک ایسے ترقی کر سکتا ہے جب اس کی قوم سارا وقت بے یقینی کا شکار ہو۔ tax بڑھ جاتے ہیں، petrol بڑھ جاتا ہے، بیٹھے بٹھائے بجلی کے bills بڑھ جاتے ہیں۔

Pakistan میں fiscal deficit کا مسئلہ تو چل ہی رہا ہے، پر یہاں پر trust deficit کا مسئلہ بھی create ہو رہا ہے۔ عوام tax دینے کو کیوں نہیں آگے آتے؟ کیوں پیچھے ہٹ جاتے ہیں tax دینے سے؟ وہ institutions پر کیوں نہیں یقین کرتے؟ ہم revenue collection کی بات کرتے ہیں، پر کیا کسی نے سوچا کہ revenue collection اور public trust، جو ایک عوام کا اعتماد ہے، یہ دونوں ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں؟ عوام کیوں نہیں comply کریں گے اگر ہم ان کو سہولیات اور results دیں گے؟ جناب سپیکر! Pakistan ایک سالانہ Budget کے cycle میں پھنسا ہوا ہے۔ بارہ مہینوں کی Budgeting، بارہ مہینوں کی planning میں پھنس چکا ہے۔ کبھی ہم نے دس سال کی planning کا سوچا ہے؟ کبھی بیس سال کی planning کا سوچا؟ ہم نے کبھی کوئی national development framework کی بات کرنے کا سوچا؟

میں یہاں پر یہ کہتی چلوں، ہم day to day اپنی زندگیاں بسر کر رہے ہیں، Pakistan کی عوام، Pakistan کے لوگ اور یہ Parliament۔ ہم yearly اپنی زندگیاں بسر کر رہے ہیں، ہم آگے کا plan نہیں سوچ رہے۔

میں یہاں پر ایک تجویز دینا چاہتی ہوں حکومت کو، اور وہ یہ ہے کہ آئیں، مل کر بیٹھیں اور Pakistan کا کوئی ایسا national development framework سامنے لے کر آئیں جو کہ آپ کے elections سے، آپ کے election results سے protected ہو، جس کو آپ کی ساری political parties endorse کریں، اور اس plan کو change مت کریں۔ ہمارا ملک اس وقت ایک silent crisis of institutional memory کا شکار ہے۔ اس میں stagnation اور جو state of inertia ہے، ہمیں اس سے نکلنا ہے۔ ہم ایک paralysis کے اندر پھنس چکے ہیں، اور یہی ہمارا، اگر ہم vision کو آگے لے کر بڑھیں، جو کہ دس سالہ vision ہو، پندرہ سالہ vision ہو، تیس سالہ vision ہو، جو کہ غیر متنازع ہو کسی بھی سیاسی party سے، تو ہم Pakistan کو ترقی کیوں نہ دے سکیں گے؟

میں نے یہاں پر بہت ساری تقاریر سرکاری ملازمین کے بارے میں بھی سنیں۔ یقیناً سات فیصد حکومت نے ان کی تنخواہ میں اضافہ کیا، بہت بڑا، میں کہتی ہوں، کہ خوش آئند ایک اقدام ہے۔ چلیں، کچھ نہ ہونے سے کچھ تو بہتر ہی ہے۔ پر کیا کسی نے یہاں پر middle class کی بات کی، جو Pakistan میں middle class ختم ہوتی جا رہی ہے؟ آپ اپنے teacher سے پوچھ لیں، نوجوان سے پوچھ لیں، young professional سے پوچھ لیں، small business owner سے پوچھ لیں کہ کیا وہ مطمئن ہیں آپ کی کارکردگی پہ؟ یہاں آپ کا نوجوان degree لے کر باہر نکلتا ہے تو آگے بے روزگاری اس کا استقبال کرتی ہے۔ کسان فصل اگاتا ہے تو حکومت مسائل اگا دیتی ہے۔ بڑے افسوس

سے کہنا پڑتا ہے اور مجھے یہ آج کل سننے میں آرہا ہے کہ حکومت نجکاری کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ یہ ایک بہت تشویشناک عمل ہے۔ یقیناً اس سے پاکستان کو بہت نقصان پہنچے گا۔ ادارے تب تباہ کیے جاتے ہیں جب وہ ناکام ہو جاتے ہیں اور ان کو نجکاری کے نام پر فروخت کر دیا جاتا ہے۔ ایسا لگ رہا ہے کہ حکومت جس تیزی سے نجکاری کی طرف جا رہی ہے، خدانخواستہ یہ نہ ہو کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کو وہ Pakistan private limited ہی بنا دیں۔

میں یہاں پر آپ کو یقین دلاتی چلوں، Pakistan People's Party ایسا نہیں ہونے دے گی۔ حکومت اپنی ذمہ داری پوری کرے، اپنے اداروں اور institutions کو بچائے۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومت کو یہ بھی سمجھنا ہو گا کہ وہ Pakistan People's Party کے تعاون کو مجبوری نہ سمجھے۔ یہ Pakistan People's Party کے تعاون سے ہی وجود میں آئی، Pakistan People's Party کے تعاون سے ہی ان کا وزیر اعظم بنا، Pakistan People's Party کے تعاون سے ہی ان کے Budgets pass ہوتے ہیں اور Pakistan People's Party کے تعاون سے ہی ان کے quorum پورے ہوتے ہیں اور Pakistan People's Party کو ہمیشہ یہ دیوار سے لگاتے ہیں، جب بھی ان کو موقع ملے۔

میں یہاں پہ یہ کہتی چلوں کہ کیوں حکومت نے BISP کو متنازع بنایا؟ کیوں حکومت نے اٹھارہویں ترمیم اور NFC کو متنازع بنایا؟ یقیناً یہ بہت افسوس کی بات ہے۔ چلیں Budget کی بہت ساری باتیں ہو گئیں۔ یہ بھی کہتی چلوں یہاں پر کہ پاکستان میں کسی چیز کی کمی نہیں۔ پاکستان میں بے شمار resources ہیں۔ اگر ایک چیز کی کمی ہے تو وہ صرف نیت کی ہے۔ میں یہاں پر اپنی تقریر کو ختم کرتے ہوئے ایک شعر پڑھوں گی:

یہ داغ داغ اُجالا، یہ شب گزیدہ سحر
وہ انتظار تھا جس کا یہ وہ سحر تو نہیں

شکریہ جی۔

جناب چیئرپرسن: شکریہ۔ خواجہ شیراز محمود صاحب۔

خواجہ شیراز محمود: شکریہ، چیئرمین صاحب! 2026-27 کے بجٹ پر بحث ہو رہی ہے۔ میں اپنی بات کا آغاز پاکستان میں ہونے والے ایک انتہائی افسوسناک واقعے پر اپنے اظہارِ تعزیت سے کروں گا، جو چکوال میں پچھلے دنوں ایک سانحہ ہوا، جس میں ایک بچی، جو مجھے اپنی بیٹی کی طرح لگی کہ اس کو ایک law enforcement agency، ایک ایسے ادارے نے، جس کو اس حکومت یا اس سرکار نے اس mandate کے ساتھ بنایا کہ وہ crime کو control کرے گی اور اس نے اس معصوم کی جان لی۔ وہ آسٹریلیا سے آیا ہوا ایک خاندان تھا۔ ہم پوری تعزیت اور اظہارِ ہمدردی کرتے ہیں ان کے پورے خاندان کے ساتھ اور ہم اپنے آپ کو اس incident میں قصوروار سمجھتے ہیں۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ کوئی کارروائی ہمیں نظر نہیں آتی۔ یہ ہوتا کہ CCD کو جو اس وقت head کر رہے ہیں، وہ resign کرتے، ہمارے Prime Minister صاحب اس پر کوئی action لیتے، Chief Minister پنجاب اس پر کوئی action لیتیں اور اس action کے نتیجے میں یہ نظر آتا کہ قرارِ واقعی سزا مل رہی ہے۔ اس ظلم زیادتی اور جبر پر ہم لوگ بالکل خاموش ہیں۔ یہاں پر کوئی ہمیں ایسی کارروائی نظر نہیں آئی، جس پر ہم یہ سمجھیں کہ ہم کسی right direction میں جارہے ہیں۔

چیئرمین صاحب، اسی کو آگے بڑھاتے ہوئے، کیونکہ وہ خاندان آسٹریلیا سے یہاں آیا تھا اور باتیں اس level پر چلیں کہ آسٹریلیا کے Prime Minister نے intervene کیا اس issue کے اوپر، جس پر شاید ہم نے یہاں کچھ چھوٹی موٹی اشک شوئی یا کارروائی کرنے کی کوشش کی۔

چیئرمین صاحب! میرے حلقے میں چند ماہ پہلے 4 نوجوانوں کو CCD نے قتل کر دیا۔ اس میں ایک بچہ 13 سال کا تھا۔ اس کی جان لے لی CCD والوں نے اور اس کی ماں ایک بیوہ خاتون ہے، جو مزدوری کرتی ہے اور اس مزدور ماں نے اس تیرہ، چودہ سال کے بچے کو پال پوس کر اتنا بڑا کیا کہ وہ اس کا آسرا تھا، ہم نے اس کو چھین لیا۔ کوئی سننے والا ہے یہاں پر؟ یہ ظلم اور جبر کی داستان رقم کرنے جارہے ہیں۔ اس کو کون روکے گا؟ ایک stage آتی ہے۔ مجھے پتہ ہے، میں جو یہ باتیں کر رہا ہوں، تلخ باتیں ہیں۔ شاید ہمارے وزیراعظم، شاید ہمارے وزراء یہاں بیٹھے ہیں، وہ ہمارے جذبات وہاں تک پہنچا دیں کہ پنجاب کی حکومت ان چیزوں کو دیکھے۔ ظلم اور بربریت کا ایک بازار گرم کیا ہوا ہے۔ یہ انصاف پہنچانے کے لیے، یا انصاف لوگوں کے گھروں تک لے جانے کے لیے ہم یہاں پر بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں، لیکن ہم ظلم میں حصہ دار ہیں۔ اس تکلیف کا اظہار کرنا تھا بہت بوجھل دل کے ساتھ۔

پچھلے دنوں میری constituency میں، میرا تعلق تونسہ شریف سے ہے۔ چیئرمین صاحب! جو تونسہ کا settled area ہے، میرے حلقے میں کچھ tribal area بھی آتا ہے۔ Settled area میں 3 دن پہلے ایک خودکش attack ہوا۔ اس کی مزید تفصیلات مزید بھی آجائیں گی۔ اس کے نتیجے میں elite force کے 2 نوجوان شہید ہوگئے اور پوری چوکی انہوں نے blast کر دی اور اس کے گرد جتنے دیہات کے گھر تھے، سب متاثر ہوئے، اور درجنوں لوگ زخمی ہوئے۔

ہم اس سلسلے کو کس طرح سے address کریں؟ ہمارے یہ concerns بھی ہیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ وزیر دفاع موجود ہیں، میرے خیال میں وہ بھی اس چیز کا notice لیں گے۔ تو یہ challenges ہمیں درپیش ہیں اور آنے والے وقت میں اللہ تعالیٰ سب کی حفاظت کرے، پاکستان کی حفاظت کرے، اور ہمارا مستقبل محفوظ ہو اور ہماری آنے والی نسلوں کا مستقبل محفوظ ہو، لیکن ہمیں بڑے بھرپور challenges کا سامنا ہے، اور جس میں، میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت مکمل طور پر ناکام نظر آتی ہے۔

حالت یہ ہے کہ ہمیں بجٹ بنا کے دے دیا جاتا ہے۔ جو بجٹ بنا کے ہمارے حوالے کرنے والے بابو ہوتے ہیں، وہ ہمیں جو دے دیتے ہیں، ہم یہاں پر آکر پیش کر دیتے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ national poverty line کو انہوں نے کہا کہ آپ اس poverty line کو 8483روپے جو adult کما رہا ہے، وہ غریب نہیں ہے۔ اس کی کیا definition کریں گے ؟ وہ غریب نہیں، 8483روپے مہینے کے کمانے والا غریب نہیں ہے، وہ امیر ہو گیا ہے شاید، یا وہ متوسط ہو گیا ہے۔ اس کو ہم کیا کہیں ؟ ہم نے poverty line کی یہ definition کی ہے۔ World bank جو پاکستان، یا پاکستان جیسی similar economic conditions رکھنے والے ملکوں میں جو خطِ غربت کی definition کرتا ہے، وہ 35 سے 38 ہزار روپے کرتا ہے۔

ہمیں ہمارے حضرات نے پکڑا دیا کہ آپ جا کے اسمبلی میں یہ پڑھ دیں، یہ economic survey ہے، یہ آپ کا ایک credible document ہے، جو آپ دنیا کے سامنے پیش کریں گے کہ ہمارے ملک میں 8483 روپے کمانے والا غریب آدمی نہیں ہوتا اور 8483 روپے جو نہیں کما سکتے، وہ پاکستان میں % 29 ہیں۔ چیئرمین صاحب، % 29 لوگ یہ پیسہ بھی نہیں کما سکتے اور اگر ورلڈ بینک کی definition مان لی جائے تو یہ 45 percent بنتا ہے۔ 45 percent پاکستانی آپ کی اس غربت کی لکیر سے نیچے رہتے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ ہم نے بڑا کمال کیا ہے، ہم نے ملک کی معیشت سنبھال لی ہے، ہم نے direction ٹھیک کر لی ہے۔ چیئرمین صاحب، کوئی direction ٹھیک نہیں کی، ہم ایک تباہی کی طرف جا رہے ہیں اور اس لیے بہتر یہ ہو گا کہ کوئی ہوش کے ناخن لے۔ اس ملک کو، اس ملک کی اکائیوں کو، اس ملک کے لوگوں کو اکٹھا کر کے بیٹھ کے کچھ اچھے فیصلے کر لیں تا کہ مستقبل کو محفوظ کیا جا سکے۔

ہمارے صوبے، مجھ سے پہلے بھی یہاں یہ باتیں ہوئیں، ہمارے صوبے بلوچستان میں اگر ہم گندم بھیجتے ہیں کیونکہ میرا ساتھ کا border ہے، اگر ہم KP میں گندم بھیجتے ہیں تو ہمیں کہا جاتا ہے کہ ہم smuggler ہیں۔ یہ term تو ٹھیک کر لیں، ہمیں اور کوئی نام دے دیں، ہمیں چور کہیں، ڈاکو کہیں، کوئی اپنی گندم یا آٹا بیچنے کے لیے KP چلا جاتا ہے اس کو کوئی اور نام دے دیں، smuggler نہ کہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بھی پاکستان ہے بھائی۔ اگر ایک پاکستانی کسی دوسرے پاکستانی کو گندم بیچتا ہے تو آپ اس کو smuggler کا نام دیتے ہیں۔ یہ آپ نے کہاں سے term لے لی؟ اور مزے کی بات یہ ہے کہ اس پہ humiliation ہوتی ہے۔ Government لے نہیں رہی۔ چیئرمین صاحب، Government آپ سے گندم نہیں لیتی۔ گندم procure کرنا آپ نے بند کر دی۔ آپ نے ایک policy بنائی کہ یہ جناب بہت بڑا گڑبڑ کا کام تھا۔ آپ نے open policy کر دی، آپ اپنی گندم بیچیں جس کو بیچتے ہیں ہم آڑھتی کو بیچتے ہیں۔ آپ کا جو Deputy Director Food ہے یا جو District Controller Food ہے وہ اس آڑھتی کی دکان پر چڑھ دوڑتا ہے۔ کس طرح چڑھ دوڑتا ہے؟ لاہور سے ڈیرہ غازی خان آتی ہے، وہ Rajanpur Layyah جاتی ہے Bhakkar اور یہ تمام اضلاع جن کا میں نام لے رہا ہوں، یہ یا تو Sindh کا border ہے، کوئی Balochistan کا border ہے اور کوئی KP کا border ہے۔ وہاں لاہور سے ٹیم آجاتی ہے۔ آپ کے mill

ownersاس کو sponsor کرتے ہیں۔ وہ افسر جا کے کسی آڑھتی کی دکان پر چھاپا مارتا ہے اور وہاں سے چھ سو بوریاں برآمد کرتا ہے۔ یہ شرمناک ہے، کیا کر رہے ہیں آپ؟ چھ سو بوریاں برآمد کرتا ہے، کسی سے سات سو بوریاں برآمد کرتا ہے اور وہ ان بوریوں کو اٹھا کے اس mill owner کو دے دیتا ہے۔ یہ اگر میری گندم اٹھا کے آپ procure کر رہے ہیں، Government لے رہی ہے تو بہت اچھی بات ہے۔ میں کہتا ہوں جی سرکار اس کو procure کر رہی ہے، وقت آنے پر اس کو release کرے گی۔ لیکن آپ private mills والوں کے لیے چھاپے مار کے ان کی جیبیں گرم کرنے کے لیے پورا ایک system بنا کے بیٹھے ہوں، یہ شرمناک ہے۔

یہ کس کو ہم کہیں کہ آپ کی یہ policy fail ہو چکی اور اس fail policy کے ساتھ آپ مزید آگے survive نہیں کر سکتے۔ اور ابھی ہم یہ بھی سن رہے ہیں کہ آپ بیس لاکھ ٹن سے شاید غالباً تیس لاکھ ٹن تک یعنی 2 to 3 million ton گندم مزید درآمد کرنے جا رہے ہیں۔ ابھی تو دسمبر نہیں آیا ہے، جب دسمبر آئے گا تو آپ کو پتا چل جائے گا کہ کیا situation ہے۔ تو یہ آپ کی policy کا نتیجہ ہے جس کی بنیاد پہ آپ کو یہ procure کرنا پڑے گا یا import کرنی پڑے گی، یا آپ import کریں گے تو ہم ان mafias کے درمیان میں پھنسے ہوئے ہیں۔ کیسے نکلیں گے؟ اپنی policies کو ٹھیک کریں۔

چیئرمین صاحب، ہمارے پورے South Punjab کے اندر بہت بڑا spread ہے cancer کا۔ میری constituencyمیں تونسہ میں BBC کی ایک report آئی AIDS کے اوپر اور اس نے ہمیں ہلا دیا۔ اب وجہ کیا ہے؟ ہمارے hospitalsکے اندر نہ آپ دوائیاں دیتے ہیں، نہ آپ ان کو syringes دیتے ہیں، نہ آپ ان کو دوسرا equipment دیتے ہیں جس کی بنیاد پر چیزیں ہم آگے چلا سکیں۔ آپ نے ایک worst قسم کی governance show کی ہوئی ہے۔ اور اس کے parallel آپ کر کیا رہے ہیں؟ ڈیرہ غازی خان Division کے اندر 84 billion rupees سے آپ نے contract award کیا۔ coalitionچیئرمین صاحب، آپ نے contract award کیا کہ یہ Suthra Punjab اگلے چار سال میں 84 billion rupeesکھائے گا اس کے اوپر، اتنی pilferage، اتنا پیسہ آپ ضائع کر رہے ہیں۔ 84 billion rupeesآپ اس پر ضائع کر رہے ہیں۔

میں ایک سوال کرتا ہوں، 72 ارب روپے سے کہ آپ نواز شریف Institute of Cancer Research لاہور میں بنانے جا رہے ہیں۔ سر، یہ ہمارا ستھرا پنجاب کا Budget آپ ہمیں ان چیزوں میں دے دیں۔ آپ ہمیں cancer hospital دیں، آپ وہی میاں نواز شریف hospital South کے اندر لے کے آئیں سر ہم welcome کریں گے، ہم support بھی کریں گے اور ہم یہاں پہ میرا وعدہ ہے چیئرمین صاحب میں یہاں پہ کھڑا ہو کے اس Government کا بھی اور ان کی تمام leadership کا بھی شکریہ ادا کروں گا، ہمیں یہ دے دیں۔

اچھا یہ کیا وجہ ہے کہ آپ ستھرا پنجاب کے اوپر یہ جتنا پیسہ آپ دے رہے ہیں یہ سارے کا سارا ضائع ہو رہا ہے، چوری ہو رہا ہے، اس پہ ڈاکہ ڈل رہا ہے۔ میں اس پہ ایک اور آپ کو مثال دوں چیئرمین صاحب، BISP پہ یہ پچھلے چار سال کا میرے پاس ریکارڈ موجود ہے۔ BISP پہ چار سو آٹھ ارب جب سے یہ آپ کی پہلے جب regime change ہوئی اس کے بعد Government آئی، چار سو آٹھ ارب روپے سے 838 ارب روپے پہ ہم BISP کا Budget لے کے گئے ہیں۔

یہ ظاہر ہے پیپلز پارٹی آپ کی اتحادی بھی ہے، پیپلز پارٹی نے میرے خیال میں ہمت کی ہے کہ انہوں نے یہ allocation آپ سے لے لی اور آپ نے اس کے بدلے میں کیا کیا یعنی آپ سے مراد یہ ہے کہ جو حکومت صرف پنجاب میں بیٹھی ہے انہوں نے کہا ہم بھی تو ایک ایسی بڑی allocation show کریں نا جس پہ ہم یہ بتائیں لوگوں کو کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ اور آپ نے پچھلے دو سال میں چار سو چالیس ارب روپے ستھرا پنجاب پہ آپ نے نکلوا کے کھا لیے ہیں اور اس پہ اربوں روپے کی enquiries چل رہی ہیں، pilferage کی اور corruption کی۔

تو اصلاح احوال مطلوب ہے، جناب چیئرپرسن water shortfall پورے country میں۔ India جو اس طاقت میں ہوتا ہے کہ Pakistan کو نقصان پہنچائے، زک پہنچائے، ہمارا water shortfall بہت زیادہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر انہوں نے جو ان کے عزائم ہیں کہ Pakistan کے دریاؤں کا پانی وہ روک لیں گے اور اس پہ وہ کام کر رہے ہیں، اس پہ ہماری Government کیا کر رہی ہے اس کا بھی جواب آنا چاہیئے۔ ہمیں یعنی اس ایوان کو بھی اعتماد ملے کہ اس پہ ہماری کیا strategy ہے۔ اگر ہمارے Chenab کا پانی یا Jhelum کا پانی India روکتا ہے تو اس پہ ہماری کیا strategy ہے؟ Water shortfall کو ہم کس طرح address کر رہے ہیں؟

میری اپنی constituency میں Punjab کا دورافتادہ علاقہ South Punjab کے ایک district تونسہ کا جو شہر ہے پانی وہاں نہیں مل رہا ہے۔ ہمارا پانی کا share جو اٹھارہ سو cusec ہے ہمیں وہ تین سو cusec ملتا ہے۔ چیئرمین صاحب، ہم اپنے water کا مطالبہ کرتے ہیں۔ ہم یہاں پہ water resources کے جو Minister ہیں ان کو میں یہ کہوں گا کہ ایک تو یہ ہے کہ پچھلے سے پچھلے Budget کے اندر Chashma Right Bank Canal Lift کا جو project تھا اس کی announcement ہوئی تھی، دو سال گزرنے کے بعد ابھی تک ایک روپیہ اس پہ خرچ نہیں ہوا۔ وہ Federal PSDP کا project ہے، اس government نے اس کی allocation رکھی، سب سے پہلے اسی government نے اس پہ Budget allocate کیا، ایک روپیہ خرچ نہیں ہوا اس پہ۔ آپ پیسہ خرچ کریں کیونکہ شاید وہ Central Punjab کا project نہیں ہے اس لیے اس پہ پیسہ خرچ نہیں ہوتا۔

تو اس پہ بہت ضروری ہے کہ آپ کی طرف سے بھی اور ایوان میں موجود حکومتی جو وزراء ہیں وہ اس کا نوٹس لیں۔ Layyah—Taunsa Bridge Communication Ministry کا ایک project ہے، تو اس پہ 2021-22 کے Budget میں چار

ارب روپے سے اس کی embankment کا project شروع ہوا، چالیس کروڑ روپے اس پہ خرچ ہو گئے۔ لیکن وہ project ابھی تک دوبارہ شروع نہیں ہو سکا، drop کر دیا گیا۔ میرا مطالبہ ہے کہ اس کو بھی شروع کیا جائے۔

چیئرمین صاحب آخری منٹ میں wrap up کر لیتا ہوں۔ اس Budget کے اندر ہم کسان کے لیے کیا کر رہے ہیں؟ نہ ہم اس کو سستی electricity دیتے ہیں، نہ سستی fertilizer دیتے ہیں، نہ ہم اس کو کوئی بہتر مستقبل کے لیے کوئی امید دے رہے ہیں۔ چیئرمین صاحب، حالت یہ ہے کہ جو آپ کا بجلی کا اور gas کا circular debt ہے وہ 5400 ارب پہ پہنچ گیا ہے۔ اتنا بڑا circular debt اس کو کون address کرے گا؟ آپ نے پچھلے سال جو mechanism بنایا وہ بھی مکمل fail ہوتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ تو اتنے بڑے burden کو ہم آگے لے کے جا رہے ہیں۔ چیئرمین صاحب یہ کس طرح اس کو ٹھیک کریں گے؟ ہمیں یہ لگتا ہے کہ مکمل طور پہ Government اس sector کے اندر fail ہو چکی ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرپرسن: محترمہ صوفیہ سعید صاحبہ۔

محترمہ صوفیہ سعید: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ میں سب سے پہلے Chief of Army Staff Asim Munir، وزیراعظم میاں شہباز شریف، ڈپٹی وزیراعظم اسحاق ڈار صاحب کا تہہِ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے Pakistan کو جو عزت بخشی۔ ان کے اس hard work کی وجہ سے third world war stop ہوئی۔ I must say this، اگر ان کی محنت نہ ہوتی تو خدانخواستہ دنیا کے حالات الگ ہوتے۔ ان حالات کی وجہ سے oil prices بہت زیادہ increase ہوئیں، جو کہ عام انسان پر effect کر رہی ہیں۔ اب جبکہ اللہ کے حکم سے یہ war ختم ہوئی ہے تو میں مطالبہ کرتی ہوں کہ oil prices فوراً reduce کی جائیں، اور اتنی reduce کی جائیں کہ عام عوام کو ان reduced prices کا فائدہ بھی ہو۔ اور نہ صرف oil prices بلکہ عام زندگی کے معاملات، کھانے پینے کی چیزیں ان سب پر بھی اس کا effect نظر آنا چاہیئے۔

میں نے بجٹ میں ایک چیز دیکھی کہ expenditure 8.771 trillion ہے۔ جس میں سے 8.054 trillion mark up کے اکاؤنٹ میں pay کیا جاتا ہے۔ اگر یہی حالات ہیں اور اسی طریقے سے چلتا رہا تو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ ہماری معیشت صرف mark up pay کرنے پہ heavy burdened رہے گی۔

ہمارے پیسے کسی development میں نہیں خرچ ہوتے بلکہ وہ صرف mark up یا interest pay کرنے میں چلے جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے development schemes properly implement نہیں ہوتیں۔

ایک اور چیز میں نے نوٹ کی کہ Rs. 2.680 trillion آزاد جموں وکشمیر، گلگت اور اس سے related areas میں BISP لیے مختص کیے گئے ہیں۔ اگر یہ پیسہ تعلیم اور skilled training کے لیے صرف کیا جاتا تو I think وہاں کے لوگ اپنے پیروں پہ کھڑے ہوتے اور

پھر انہیں امداد کی ضرورت نہ پڑتی۔ تو BISP کو اس طرح سے utilize کرنا چاہیئے کہ وہاں کے لوگوں کو جہاں پر بھی یہ دیا جارہا ہے، جو لوگ لے رہے ہیں، تو اس کو وہ اس طرح سے utilize کریں کہ دو سال کے اندر وہ اپنے پیروں پہ کھڑے ہو جائیں اور اس کے بعد آگے وہ دیں پیسے نہ کہ وہ continuouslyاسی پہ dependentرہیں۔

اب میں عدالتی نظام کے لیے دیکھتی ہوں کہ چھوٹی عدالتوں کے لیے کوئی specificرقم مختص نہیں کی گئی کہ وہاں پر ان کے لیے کوئی بہتری آئے۔ آج بھی کورٹس بہت چھوٹی ہے، فائلوں سے بھری ہوئی ہیں لوگوں کے بیٹھنے کی جگہ نہیں ہے۔ جتنی مشکلات سے وہ لوگ گزر رہے ہیں اور جن مشکل حالات میں وہ فیصلے دے رہے ہیں، میں ان کو سلام پیش کرتی ہوں کہ آج بھی اس بجٹ میں کوئی specificرقم ان کے لیے مختص نہیں کی گئی۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہ اپنے فیصلے دے رہے ہیں وہ کوئی عار نہیں محسوس کرتے کہ فیصلے دینے میں۔

ایک اور چیز اس بجٹ میں کی گئی کہ BR کے recovery system میں changesلائی جارہی ہیں لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ practicallyابھی تک کوئی changes نہیں ہیں۔ اب 30 جون آرہا ہے تو یہاں پر FBR کے officers کیا کرتے ہیں؟ Businessmanکااکاؤنٹ immediately cease کر دیتے ہیں۔ کہہ رہے ہوتے ہیں۔ آج کی dateمیں تو ہم cease کر رہے ہیں30 جون کے بعد دیکھیں گے۔ پھر وہ عدالت میں جائے گا۔ اگر آپ کا بنتا ہو گا تو آپ کا اکاؤنٹ کھل جائے گا۔ کیا businessmenاور businessپاکستان کا اسی طرح چلتا رہے گا اور FBR یہ دکھاتا رہے گا کہ آج ہم نے اس سال کی recovery کر لی ایسا possibleنہیں ہے۔

یہ جو نظام ہے یہ businessmanکا اعتماد ختم کر دیتا ہے۔ جیسے یہ ختم کرتا آیا ہے تو وہ کوشش کرتے ہیں کہ ہم اس کے مختلف راستے نکالیں یا پاکستان کے علاوہ کسی ایسی جگہ جائیں کم از کم ہمیں last minuteمیں اس قسم کی مشکلات نہ ہوں اور ایسا نہ ہو کہ ہمیں کوئی سنا نہ جائے۔

ان کو اس لیے بھی نہیں سنا جاتا کہ جون جولائی میں اعلیٰ عدالتیں بند ہوتی ہیں۔ تو اس وقت ان کو ریلیف ملنا کسی بھی قسم کا بہت مشکل ہوتا ہے۔

وہ لوگ ان حالات میں بینکوں سے اپنا پیسہ withdraw کر لیتے ہیں جس کی وجہ سے ملکی معیشت پر ایک اور negative effectآتا ہے۔

اب ہم بجٹ کی recovery میں دکھا رہے ہیں کہ جی مختلف قسم کے بجٹ allocate ہو رہے ہیں۔ اس میں ایک debt serving obligation word useہوا ہے جو Rs.8.054 trillion ہے۔ جس میں سے جو 68% ہے اور اس میں سے 1.169 trillionوہ pensionپہ جارہا ہے۔ تو کیا یہی سسٹم چلتا رہے گا pensionکے لیے تو لوگ increase ہوتے رہیں گے۔ سارا بجٹ ہمارا interest, mark upاور pensionersکو چلا جائے گا تو ملکی ترقی کے لیے کون سی amountبچے گی جو واقعی میں ملک کو ترقی کی راہ پہ ڈال سکے۔

اس کے بعد اگر recovery کی باتوں پہ آیا جائے تو recovery تو ہمارے پاس چار سال میں بہت اچھے طریقے سے دکھائی گئی ہے Rs. 34 trillion, tax revenue, Rs.14 trillion, non-tax revenue, Rs. 3 trillion as petroleum levy.

لیکن کیا اس کا صحیح expenditure ہو رہا ہے۔ جو چیز دکھا رہے ہیں اس لحاظ سے تو expenditure proper نہیں ہو رہا ہے Rs.3.4 trillion IPPS کو جا رہا ہے اور actually energy کے لیے اگر دیکھا جائے تو 700 سے 800 بلین ہیں۔ لیکن capacity charges 1.2 trillion سے لے کر 2 trillion جا رہے ہیں یعنی recovery تو ہو رہی ہے لیکن expenditure کہاں جا رہا ہے۔ اگر ہم اس کو دیکھیں تو وہ صحیح طور پہ نہیں pay ہو رہا۔ اس کا سسٹم نہیں بنایا جا رہا، اس سسٹم کو نہ بنانے کی وجہ سے ہمارے پاس کوئی بھی ڈویلپمنٹ اسکیم نہیں ہے۔

اب میں ایک important issue پہ آتی ہوں population کا، 51% عورتیں ہیں۔ اس پورے بجٹ میں پچھلے بھی بجٹ میں عورتوں کی ترقی، عورتوں کی بہتری کے لیے کوئی رقم specifically مختص نہیں کی گئی ہے even کہ کسی ڈیپارٹمنٹ میں بھی یہ رقم عورتوں کے مسئلے مسائل اور ان کی ترقی، ان کی اچھی jobs، ان کی training کے لیے ہے، ایسا بھی کہیں نہیں کیا گیا اور 51% population totally ignore کر دی گئی ہے۔

پھر میں ایک subject پہ آتی ہوں جو میرے خیال میں سب کے لیے خاص طور پر کراچی کے لوگوں کے لیے، بہت critical ہے۔ ابھی اس میں privatization کے لیے بتایا جا رہا ہے different DISCOS, companies, airports کے لیے کام ہو رہا ہے۔ اب میں ایک مثال دیتی ہوں جو K-Electric privatize ہوئی ہے۔ اس میں جو لوگ پورا بل دیتے ہیں انہی کے پاس light نہیں آتی ہیں۔ تو کس چیز کو یہ آگے کر رہے ہیں وہ یہ کہ آپ کنڈا لگا لیں تو آپ کی بجلی نہیں جائے گی even ابھی بکرا عید کے تین دن جنہوں نے پورے بل دیے، وہاں پر ان لوگوں کے پاس بجلی نہیں تھی۔ انہوں نے ہر طرح سے contact کیا۔ لیکن ان کے فون نہیں اٹھائے گئے۔ پھر اگر ایئرپورٹ بھی privatize کیے جا رہے ہیں، کراچی ایئرپورٹ کا حال یہ ہے کہ میرے خیال میں پاکستان کا بدترین airport ہے۔ میں نے ہر بار سوال اٹھایا، ڈیڑھ سال پہلے بھی یہ سوال اٹھایا کہ کراچی ایئرپورٹ کو کیوں ignore کیا جا رہا ہے اتنا گندا کیوں ہے؟ وہاں پر صفائی بالکل نہیں ہے، trolleys کا ایک ٹائر تو ضرور ہی ٹوٹا ہوا ہوتا ہے، بڑی مشکل سے وہ trolleys الگ کر کے صحیح trolleys کو لیا جاتا ہے۔ اتنا زیادہ deprive کرنا کراچی کو، کبھی کبھی میں یہ سوچتی ہوں شاید کراچی پاکستان کا کوئی neighbouring country ہے جو کہ پاکستان سے اتنا الگ ہے کہ اس کو کبھی دیکھتا ہی نہیں ہے کوئی۔ لیکن پیسہ کراچی سے لیا جاتا ہے۔

تو کیاان حالات میں کیاہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بجٹ کراچی والوں کے لیے، خواتین کے لیے یا صحیح payment کے لیے utilize ہو رہا ہے، میرے خیال میں نہیں۔ Thank you very much.

جناب چیئرپرسن: جی بہت شکریہ۔ عاصمہ ارباب عالمگیر صاحبہ۔ پلیز۔

محترمہ عاصمہ عالمگیر: جناب سپیکر! شکریہ for giving me the opportunity کہ میں بجٹ پر کچھ بولوں۔ بہت دنوں سے میں اپنے colleagues کی تقریریں سن رہی ہوں۔ مجھے ہمیشہ یہ لگا کہ KP پر یہاں بہت کم بات ہوتی ہے، تو میں نے آج اپنی بجٹ تقریر چھوڑ کر یہ فیصلہ کیا کہ میں صرف اپنے صوبے پر بات کروں گی۔ میرے ساتھ جو Opposition کے بہن بھائی ہیں، I hope وہ اس کو as a colleague کی تقریر لیں گے And nothing regarding any political victimization or something. This is not what I mean by it.

سب سے پہلے تو میں پاکستان، پاکستانیوں اور اس House کو مبارکباد دیتی ہوں on the remarkable victory of Pakistan known as the Islamabad Accord, جو ساری دنیا میں internationally upload اور appreciate کیا گیا، اس کو international press نے remarkable benchmark for Pakistan قرار دیا۔ A beginning of a new era for Pakistan قرار دیا، ان شاءاللہ یہ پاکستان کی ایک بہت بڑی فتح ہے۔ یہاں پر فیلڈ مارشل سید عاصم منیر صاحب کا نام ضرور لینا چاہئیے جنہوں نے اس ملک اور قوم کو اس قابل بنایا کہ ہمیں جو آج ساری دنیا میں عزت دی جا رہی ہے۔ بے شک فیلڈ مارشل صاحب کا نام history میں سنہرے حروف میں لکھا جائے گا۔ He is known to be internationally the man who stopped the Third World War. یہ ایک بہت بڑا credit ہے، پاکستان جس کو لوگ ایک دہشت گرد کہتے تھے، ہمارا ہمسایہ ملک ہم پر دہشتگردی کی stamp لگاتا تھا آج دنیا نے مانا کہ Pakistan is the country جس کے سپہ سالار نے دنیا میں Third World War رکوادی اور دنیا میں امن لے کے آیا۔

سر! Budget recommendations ہو رہی ہیں inflations وغیرہ پر، But, I want to draw your attention to KP جو کہ frontline State ہے۔ جو دہائیوں سے دہشت گردی کی جنگ لڑ رہا ہے، which is also known as the hard ترین area آف پاکستان، پاکستان کا مشکل علاقہ جو اس وقت بہت مسائل اور مشکلات سے گھرا ہوا ہے۔ KP میں آج جو حالات ہیں، جب میں اِدھر اپنے پنجاب اور سندھ کے بہن بھائیوں کی تقریریں سنتی ہوں تو مجھے سمجھ نہیں آتا، اگر آپ شکایت کرتے ہیں تو ہم KP اور بلوچستان کدھر جائیں؟ ہمیں تو یہ سمجھ نہیں آتی کہ ہم کدھر جائیں؟

یہاں پر میں دوبارہ Field Marshal Sahib سے یہ request کروں گی کہ جس طرح آپ نے خلیجی ممالک میں امن پیدا کیا، جس طرح آپ نے وہاں اُن کو تحفظ دیا، اُن کو جنگ سے بچایا، آپ KP کی طرف کیوں نہیں متوجہ ہوتے؟ کیوں نہیں آپ KP کو، اس کے عوام کو اور بچوں کو ان کا مستقبل دیتے؟ کیوں نہیں آپ اُدھر تحفظ دیتے؟

میں ایک پٹھان ہونے کی حیثیت سے، اور میرے بھائی اِدھر بیٹھے ہیں، ہمیں سڑک، گیس اور بجلی نہیں چاہیئے، ہمیں infrastructure مت دیں، لیکن خدا کے واسطے، ہمیں امن دے دیں، ہمیں تحفظ دے دیں۔ It is more than 40 years کہ ہم دہشت گردی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ KP کو بھی ایک نیا comprehensive roadmap چاہیئے۔ جس طرح عاصم منیر صاحب نے Gulf ممالک کو دیا، ایران اور امریکہ کے بیچ میں صلح کرائی، ہمیں بھی ایک comprehensive roadmap چاہیئے، ایک نئی strategy چاہیئے۔ The old strategy is not working for KP.

KP میں سالہا سال سے انتخابات ہو رہے ہیں، یہ نہیں کہ نہیں ہو رہے۔ کبھی کوئی حکومت آجاتی ہے، اور کبھی کوئی۔ KP سے معزز اراکین بیٹھے ہوئے ہیں، لیکن بات اس پر ٹھہرتی ہے کہ ہم لوگ تو اپنے حلقوں میں بھی نہیں جا سکتے ہیں۔ یہاں پر elections تو کرائے جاتے ہیں لیکن جو حکومت بھی وجود میں آتی ہے، تو وہ KP کے عوام کو security اور تحفظ نہیں دے سکتی۔ نہ MPA اپنے حلقے میں جا سکتا ہے اور نہ Provincial Assemblies تحفظ دے سکتی ہیں۔ کوئی CM تحفظ نہیں دے سکتا۔ Repeatedly all the CMs since the last 40 years have failed in giving any security to this province. تو جب security نہیں ہو گی، امن نہیں ہو گا، تحفظ نہیں ہو گا، تو ترقی کہاں سے ہو گی؟

Governors آتے ہیں، آج بھی Governor Sahib ہماری پارٹی کے ہیں but he even failed کہ وہ اپنے گاؤں اور اپنے حلقے میں نہیں جا سکتے۔ تو ہم لوگ عوام کو کیا security دیں گے؟ ہم ادھر House میں آتے ہیں، پر ہمیں واپس جاتے ہوئے شرم آتی ہے کہ ہم اس صوبے اور اس کی حالتِ زار کو نہیں بدل سکتے۔

KP کا مزدور Gulf میں اور دیگر ممالک میں جاتا ہے، وہ وہاں سے foreign remittance تو کما لیتا ہے، driver ہو یا مزدور، جس پر ہر وفاقی حکومت بہت فخر کرتی ہے کہ اس سال ہم نے اتنا زیادہ remittance کمایا ہے، اس سال اتنا زیادہ زرِ مبادلہ ہوا ہے لیکن میں اپنے صوبے کی بات کرتی ہوں، وہ جو remittance کماتا ہے، اس کے بچوں کا کیا تحفظ ہے؟ اُن کی کیا security ہے؟ ہم اپنے بچوں کو ابھی تک polio کی اپاہجی سے نہیں بچا سکے، ہم قطرے نہیں پلا سکتے؟ We must admit over here کہ ہم پولیو کے مشن میں بالکل fail ہوتے جا رہے ہیں۔ Sir, this is the real face of the KP جو آج 2026 کے پاکستان میں ہے۔ ہم salute کرتے ہیں پاکستان کے نوجوانوں اور Law Enforcement Agencies کو، جو border پر اور KP میں اپنی جان کے نذرانے پیش کرتے ہیں۔

میں یہاں پر وفاقی حکومت سے یہ درخواست کروں گی،Prime Minister Sahibسے بھی کہ اُن شہداء کے بچوں اور بیواؤں کے لیے کوئی fund مقرر کیا جائے۔ Which I could not see in the Budget. Sir, these are the real heroes of Pakistan.

جو fade ہو جاتے ہیں in the darknessاور ہم لوگ انھیں بھول جاتے ہیں لیکن یہی پاکستان کے heroes ہیں جو اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرتے ہیں۔ یہاں پر فوج کا صرف فرض نہیں ہے کہ ان کی families کو support کرنا، یہ ایک قومی فریضہ ہے، یہ قومی اور صوبائی حکومتوں کو بھی کرنا چاہیئے۔ یہاں پر جب میں سنتی ہوں کہ بہت بڑا کام ہوا ہے کہ صوبوں نے اپنا Budget allocate اور funds release کیے ہیں فوج کو یا Defence Ministryکو، تو ہم یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ KP اور بلوچستان میں تو دہشت گردی چالیس سال سے ختم نہیں ہو رہی۔ جتنے جوان اور Law Enforcement Agencies والے شہید ہوتے ہیں، ساتھ میں اتنے civiliansشہید ہوتے ہیں۔ وہاں کی صوبائی حکومتیں بالکل equipped نہیں ہیں، ,they are not equippedکہ وہ اس کا تدارک کر سکیں۔ ایک طرف بعض صوبوں میں ترقی ہو رہی ہے، ہمیں بھی نظر آتا ہے، اور بعض طرف ایسے صوبے بھی پاکستان میں ہیں جہاں لوگ زندگیوں کے لیے ترس رہے ہیں۔ کیا یہ قائد کا پاکستان ہے؟

Now I want to come to the mines and minerals, mines and mineralsایک بہت important topicہے، جو کہ KPاور پاکستان کا future ہے۔

بجٹ دیکھنے میں آیا ہے کہ کوئی Special incentives and packages for the exploration of the mines and the mineralsنہیں دی گئی ہیں، نہ کوئی سپیشل، مجھے پتہ ہے کہ صوبائی department ہے لیکن اُن کو کوئی special allocationsنہیں ہیں۔

KP minesسے مالا مال ہے، ہمارے پاس Nephrite, Chromite, Antimonyہے جو دنیا میں بہت rare ہیں and we have, KPمیں ایسی Which is the future of Pakistan. Laid copperوغیرہ بھی پائے جاتے ہیں ranges ہیں جو miles پر stretch ہوتی ہیں، یہ ہمارے، اس ملک اور صوبے پر اللہ کا کرم ہے لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ میرے خیال میں کسی Ministryکو ان کا departmentنہیں دیا گیا، اس کا نہ کوئی اپنا department ہے، نہ اس کی کوئی developmentہے۔ There should be a one-window operation. Special incentives for the international buyersہونے چاہئیں۔ I mean the local buyers and international buyersآنے سے کتراتے ہیں، کیوں؟ کیونکہ ان کی securityکا issue ہوتا ہے۔ یہ Federal and Interior Ministryکو اس پر سوچنا چاہیئے، ابھی تک ہمارے پاس

اس کا کوئی solid plan نہیں ہے۔ KP lacks geologists. KP کو اتنا موقع ہی دے دیں، اُن کے پاس تو اچھے geologists بھی نہیں ہیں They do not have qualified geologists.

سر! یہاں پر Defence Minister Sahib بیٹھے ہوئے ہیں، میں اُن کی توجہ چاہتی ہوں کہ Swat Airport کو operational کیا جائے۔ KP کے پاس tourism ہے، لیکن ہمارے پاس امن اور تحفظ نہیں ہے۔ Defence Minister Sahib یہ آپ کا department ہے۔ Swat Airport operational ہو گا تو mines and minerals کو بہت support ملے گی، tourism کو support ملے گی، KP کی economy کو support ملے گی، private sector کو support ملے گی۔

Prime Minister Sahib سے request ہے کہ اگر آپ KP کے Malakand Division میں، جیسے آپ پاکستان کی اور جگہوں پر دیتے ہیں، وہاں ایک train service دیں from the Lower Malakand to the Upper Chitral. اگر اس کو بجٹ میں ڈال دیں تو سارے KP والے آپ کے بہت شکر گزار ہوں گے۔ ہمارے صوبے میں بھی کہیں ترقی آجائے گی، کوئی high speed train ہو گی، جو tourism and of course mines and minerals کیلئے اہم ہو گی جس سے KP کی تقدیر بدل جائے گی۔ سر! میں آج تک یہ نہیں سمجھ پائی کہ FATA جو آج تو KP میں ضم ہو چکا ہے، کیا اس کی حالتِ زار اس کے ضم ہونے سے پہلے بہتر تھی یا اس کے بعد بہتر ہے؟ جو پہلے نہ آج وفاق کے پاس صحیح طرح سے تھا اور نہ وہ آج صوبے کے پاس صحیح طرح سے ہے، کیونکہ صوبہ کہتا ہے کہ ہمیں اس کا فنڈ نہیں دیا جاتا۔ آج FATA میں کوئی ترقی نام کی چیز نہیں ہے۔ جب Military Operations ہوتے ہیں اس علاقے میں، Law Enforcement Agencies کے، تو سر! یہاں پر کوئی ہسپتال نہیں ہے۔ جوان تو شہید ہو جاتے ہیں، لیکن جو زخمی جوان ہوتے ہیں ان کے لیے کوئی خاص ہسپتال نہیں ہے۔ جب ان کو Peshawar Airport سے airlift کیا جاتا ہے تو راستے میں بہت سے جوان شہید ہو جاتے ہیں، اور سردی کے موسم میں رات کے ٹائم تو بہت ہی برے حالات ہوتے ہیں۔ پلیز اس پر وفاقی حکومت کوئی ہمارے لیے کچھ مداوا کرے۔ 40 سال دہشت گردی بھگتنے کے بعد ہمارے پاس High-Tech Burn Unit نہیں ہے۔ یہ میں اس لیے نہیں کہہ رہی کہ کوئی صوبائی حکومت پر بوجھ ڈال رہی ہوں۔ Terrorism تو ایک national issue ہے، یہ صرف صوبائی حکومت کا issue نہیں ہے، یہ Pakistan کا issue ہے۔ اسی طرح افغان مہاجرین کا کام بہت تیزی سے چل رہا تھا پچھلے دنوں اور فاٹا اور نادرا نے بہت بڑا ایک set up بنایا ہوا تھا اور جو criminal افغان مہاجرین تھے ان کو نکالا جا رہا تھا۔ جو جعلی شناختی کارڈ والے ہیں۔ لیکن ادھر Interior Minister سے کہنا چاہتے ہیں کہ Sir وہ کام اچانک رک گیا اور KP کے ذمے پھر آپ نے وہ criminal afghan مہاجرین ڈال دیے۔ This is not the work of the Provincial Government, this is the work of the Federal Government.

دوسرا Defence Minister صاحب سے ابھی میں نے بات کی ہے اور میں ان کو یہی کہنا چاہتی ہوں کہ پشاور ایئرپورٹ کے اتنے حالات خراب ہیں اور بدحالی کا شکار ہے کہ وہاں پر کوئی اچھی فیملی کے لوگ آنا پسند نہیں کرتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وائنڈاپ کریں، ان کا مائیک کھولیں، آخری بات کریں۔

محترمہ عاصمہ عالمگیر: میں آخری بات کرتی ہوں۔ سر! ہر پختون یا ہر KP والا drug-peddler نہیں ہوتا۔ آپ خدا کے لیے Minister صاحب وہاں پر کوئی high-tech machinery لگائیں۔ یہ body search کا زمانہ نہیں ہے۔ جس طرح کی بدسلوکی KP میں خواتین کے ساتھ Airport پر ہوتی ہے، تو آپ کوئی modern high-tech equipments لگائیں، ادھر scanners لگائیں، تاکہ یہ issue حل ہو۔

آخر میں، میں Field Marshal Asim Munir صاحب سے request کرتی ہوں کہ جس طرح آپ نے دنیا میں Third World War رکوائی اور خلیجی ممالک کو امن دیا، اسی طرح آپ KP کے لیے آگے بڑھیں۔ یہ غیور عوام ہیں، یہ پختون غیور ہیں، وفادار ہیں۔ جس طرح آپ نے Pakistan کو معرکۂ حق دیا، Field Marshal صاحب، اسی طرح KP کو بھی ایک معرکہ دے دیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ جی۔ علی اصغر خان صاحب۔

جناب علی اصغر خان: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جناب سپیکر! یہ بجٹ دیکھ کر حیرانگی تو نہیں ہونی چاہیئے پچھلے چند سال سے جو ہم چیزیں دیکھ رہے ہیں وہ بھی اسی قسم کی ہیں۔ بجٹ کا اصول تو یہ ہوتا ہے کہ ریاست پہلے خود قربانی دیتی ہے اور پھر غریب سے قربانی مانگتی ہے۔ یہاں پر جو حساب کتاب ہے وہ بالکل ہی الٹا ہے۔ ریاست اپنی مراعات کو بھی اور اپنے مخصوص اشرافیہ کو اور ساری چیزوں کو تحفظ دے رہی ہے لیکن مکمل بوجھ غریب کے کندھوں پر ڈالا جا رہا ہے۔ آج بھی جو اس پر بوجھ پڑا ہے وہ برداشت نہیں کر سکتا۔ ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ یہ ریاست اس بجٹ میں کیا چیز لائی ہے اور اس بجٹ میں کس کا فائدہ ہو رہا ہے اور نقصان کس کا ہو رہا ہے۔ اس میں جو ہمیں نظر آتا ہے فائدہ تو ایک طبقے کو مل رہا ہے۔ جہاں پر بڑے بڑے مافیاز ہیں، چاہے وہ شوگر مافیا ہو، چاہے wheat کا مافیا ہو اس کو تحفظ دیا جا رہا ہے۔ Water tanker کا مافیا ہے، کراچی کے لوگ بیٹھے ہیں، ہمارے گلیات کا بھی یہ حال ہو گیا کہ وہاں پر بھی واٹر ٹینکر صحیح لوگوں کو پانی نہیں دیتا۔ پہاڑوں میں پانی ہے وہ تقریباً 5 لاکھ گیلن روزانہ مری کو جاتا ہے اور گلیات کے لوگ آج بھی صاف پانی کو ترستے ہیں۔ یہ حالات ہیں اور ہمیں تو لگتا ہے کہ آج بھی ہمارے جو حکومتی بینچز پر لوگ بیٹھے ہیں وہ ہماری بات سننے کے لیے تیار نہیں۔ آپس میں گپ شپ کر رہے ہیں اور ان کا حال بھی یہی ہے کہ غریب کا درد ان کے سینوں میں ہے ہی نہیں ورنہ اس قسم کا جو بجٹ دیا ہے جس سے غریب کو، دیکھیں taxation نہیں ہے یہ وصولی کا نظام بنایا گیا ہے کہ غریب پر بوجھ ڈال کر ان سے پیسہ نکالا جائے۔ ابھی پیٹرولیم لیوی بولیں، سیل ٹیکس بولیں فرق نہیں پڑتا۔ لیکن آج جو پیٹرلیم لیوی کی مد میں 1700 ارب روپے غریب سے لیے جا رہے ہیں۔ عمران خان کا وقت تھا تو اس لیڈر نے پورے سال میں 127 ارب روپے لیے تھے۔ آج ہر مہینے 140 ارب روپے غریب سے لیے جاتے ہیں وہ اس کسان سے لیا جاتا ہے جو اپنی ٹریکٹر میں ڈیزل

ڈالنے کے قابل ہو۔ سٹوڈنٹس سے لیا جاتا ہے جو بس پر سفر کرتا ہے۔ ہر چولہے تک پہنچتا ہے۔ مہنگائی بیروزگاری اور یہ حالات ہیں اس قوم کے اور ہمیں تو قوم کے بارے میں سوچنا ہے۔ اس قوم کو عمران خان نے ایک ہمت دی تھی ایک جذبہ دیا تھا اور لوگوں اکٹھا کیا تھا کہ ہم نے اس قوم کو اپنے پیروں پر اٹھانا ہے۔ آج سارے کا سارا بجٹ قرض پر اور interest پر چل رہا ہے۔ 8000 ارب روپے آپ کی interest payment ہے۔ اور ایک ہزار ارب آپ کا ڈویلپمنٹ بجٹ ہے۔ آپ یہ سوچیں کہ آپ کس طرف جا رہے ہیں اور اس قوم کو آپ کس طرف دھکیل رہے ہیں۔ قوم یہ سب کچھ برداشت کرنے کے قابل نہیں ہے جو آپ اس پر بوجھ ڈال رہے ہیں۔

آج آپ دیکھیں لوگوں کی ذہنی کیفیت کیا ہے ۔ آج کل جو figures آتے ہیں کہ لوگ ذہنی اضطراب کا شکار ہیں جن کو depression ہو رہا ہے وہ تقریباً 70 سے 80 فیصد اس ملک کے عوام depression اور anxiety کا شکار ہیں۔ وہ کس وجہ سے ہیں؟ کیونکہ آپ نے ایک خوف، جبر اور ناانصافی کا نظام ان پر مسلط کیا ہے۔ اس قوم کو اٹھانے کی ضرورت ہے لیکن اس قوم کو آپ اس طرح نہیں اٹھا سکتے ۔ ہم قدر کرتے ہیں اپنے جوانوں کی جو ہر حالات میں قربانی دینے کے لیے تیار ہیں ۔ لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ کم بجٹ میں لوگوں کی development پر، بیشک ان پر خرچ کرنا ضروری ہے اس ملک کے لیے۔ سپیکر صاحب! ہماری طرف بھی دھیان دے دیں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ نے محکمے اور اپنے اخراجات کون سے کم کیے ہیں۔ آپ کی منسٹریوں کے جال پورے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ڈیپارٹمنٹس ہیں، کمیشنز ہیں، ہر قسم کی چیزیں ہیں دفتر ہیں آپ کے جو پروجیکٹس ہوتے ہیں ان کے لاکھوں ڈائریکٹر ہوتے ہیں۔ اپنی فضول خرچیوں کو کم کرنے کی ضرورت ہے اور لوگوں پر خرچہ کرنے کی ضرورت ہے۔ کل خواجہ آصف صاحب نے کشمیر پر بات کی ہے اور ہم نے گلگت بلتستان میں دیکھ لیا ہے کہ وہاں پر کیا ہوا۔ آپ کے خیال میں گلگت بلتستان اور کشمیر کے لوگوں پر یہاں پر بات ہوئی ہے۔ انہوں نے قربانیاں دی ہیں میں گواہ ہوں۔ میرے تایا بریگیڈیئر اسلم خان وہ گلگت بلتستان میں کرنل پاشا کے نام سے، میں 1948 کی بات کر رہا ہوں اور میرے دوسرے تایا جموں و کشمیر میں لڑ رہے تھے اور ان کے ساتھ نہتے کشمیری کھڑے تھے۔ میرے تایا نے کشمیر میں جہاد کیا۔ سردار ابراہیم صاحب تھے، انہوں نے گلگت بلتستان پر فتح حاصل کی اور کشمیری ڈنڈے لے کے کھڑے تھے، بندوقیں نہیں تھیں۔ میرے والد صاحب جہاز پہاڑوں کے درمیان اندھیرے میں اڑا کے لے گئے اور وہاں ان کو equipment اور گرم کپڑے دیے۔ کارگل اور آزاد جموں و کشمیر کی بات کر رہا ہوں۔ لوگوں نے قربانیاں دیں۔ وہ لوگ جنھوں نے پاکستان بنایا اور ساتھ ان کے کون تھے؟ پختونخوا کے ہر قبیلے سے ایک لشکر گیا تھا ان کے ساتھ لڑنے کے لیے، ان حالات میں لڑے ہیں اور انہوں نے آزاد کشمیر اور گلگت بلتستان کو آزاد کروایا ہے۔

آپ قوم کی بات تو سنیں، آپ قوم کی بات ہی نہیں سننے کو تیار، تو پھر کس طرح یہاں بہتری آئے گی؟ کس طریقے سے اس قوم کا morale بڑھے گا؟ ہم بات کرتے ہیں عمران خان کی۔ عمران خان نے اس قوم کو یکجا کیا اور حوصلہ دیا۔ آج ہماری قوم depression کا شکار

ہے،آپ نے psychological disorders اور depression, anxiety کے علاج کے لیے کیا رکھا ہے؟ نوجوان، ہماری خواتین پر جو پریشر ہے آپ کے کرتوتوں کا، وہ اتنا زیادہ ہے کہ وہ یہ برداشت نہیں کر پا رہے۔

لوگ کہتے ہیں جی کہ ہمارے جو دیہی علاقے ہیں، وہاں پر psychologically لوگ بہتر ہیں۔ آپ figures دیکھیں 50 سے 80 فیصد آپ کے لوگ depression کا شکار ہیں اور دیہی علاقوں میں تو زیادہ ہیں۔ کیوں ہیں؟ کیونکہ انسان کو پتہ نہیں کہ میرے اگلے ٹائم کی روٹی کہاں سے آئے گی، پتہ نہیں کہ میرا جب بجلی کا بل آئے گا تو پہلے وہ ادا کروں گا یا اپنے بچوں کے لیے کچھ کروں گا۔ یہ حالات ہیں اس قوم کے۔

خدارا سوچیں کہ آپ اس قوم کو کس طرف دھکیل رہے ہیں۔ ایک لیڈر رہے جو اس قوم کو یکجا کر سکتا ہے۔ آپ سوچتے ہیں کہ اس کو جیل میں رکھ کے آپ چیزوں کو بدل دیں گے؟ بالکل نہیں۔ وہ لیڈر لوگوں کے دلوں میں بس چکا ہے اور جب تک آپ اس کو رہا نہیں کرتے تو یہاں پر سیاسی استحکام نہیں آئے گا۔ یہاں پر یہی جبر اور خوف کا نظام رہے گا۔ یہ خوف کا بجٹ ہے۔ آخر میں احمد فراز صاحب کا شعر پڑھنا چاہوں گا۔

میں کٹ گروں کہ سلامت رہوں
یقیں ہے مجھے یہ حصار ستم کوئی تو گرائے گا

مہربانی۔

ANNOUNCEMENT *REG*: PRESENCE OF THE FACULTY MEMBERS AND STUDENTS FROM BAKHTAWAR CADET COLLEGE FOR GIRLS, SHAHEED BENAZIRABAD, SINDH, IN THE GALLERY

Mr. Deputy Speaker: There is an announcement. The honourable Members are informed that the Faculty Members and students from Bakhtawar Cadet College for Girls, Shaheed Benazirabad, Sindh, are sitting in the Visitors' Gallery. We welcome them.

جناب ڈپٹی سپیکر: House کی information کے لیے کہ یہ پہلا Girls Cadet College ہے، جس کو بلاول بھٹو زرداری نے اور صدر آصف علی زرداری نے بنوایا ہے اور یہ پورے ملک کے لیے تحفہ ہے۔ Reason being، صرف ہمارے District کے، میرا بھی District وہی ہے، so that's why I know a little about it اس میں گلگت سے لے کے بلوچستان تک کی بچیاں، سب ادھر آ کے پڑھتی ہیں اور accommodation اور کھانا پینا سب ادھر مفت ہے۔ So, it's a great gift for our district, Thank you.

FURTHER GENERAL DISCUSSION ON THE BUDGET FOR THE YEAR 2026-27

جناب ڈپٹی سپیکر: کرن حیدر صاحبہ۔

محترمہ کرن حیدر: شکریہ، جناب۔ میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے 27-2026 کے مالی سال کے بجٹ پر مجھے بولنے کا موقع دیا۔جناب سپیکر! ملک کو معاشی بحران سے نکالنے کے لیے وزیراعظم پاکستان کی مخلص قیادت کو خراجِ تحسین پیش کرتی ہوں۔جناب سپیکر! وزیراعظم کے vision کے مطابق اس بجٹ میں صنعتوں کو مراعات دی گئی ہیں اور IT sector کی ترقی میں نوجوانوں کے لیے روزگار کے نئے مواقع فراہم کیے گئے ہیں۔وزیراعظم کی ہدایت پر Benazir Income Support Programme میں بڑااضافہ کیا گیا ہے، جو غریب خواتین کے لیے مضبوط معاشی سہارا ہے۔

جناب سپیکر! Americaاور Iran کے حالیہ تنازع نے پوری دنیا سمیت ہمارے صوبے بلوچستان کو بھی خطرے میں ڈال دیا تھا۔ America-Iranکے تنازع میںField Marshal ، ہمارے پاکستان کے سپہ سالار، Asim Munir Sahibنے دنیا میں جو کردار ادا کیا، وہ رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا کہ پوری دنیا کو جنگ سے انہوں نے بچایا۔اس لیے سنہری حروف سے ان کا نام لکھا جائے گا۔جناب سپیکر! Army Chiefاور وزیراعظم کی کوششوں سے دونوں ممالک امن پر آمادہ ہوئے۔ہماری تجارتی، سفارتیchainبنی اور خطہ Third World Warسے بچ گیا۔جناب سپیکر! ابھی میں نے Asim Munir Sahib کا ذکر کیا، تو میں ان کے لیے speechمیں یہ چند شعر سنانا چاہوں گی:

میرے فوجی، میرے فوجی، میرے بیٹے، میرے بھائی
تیرا ایثار و قربانی نظر میں ہے
تو پاکستان کی خاطر ہمیشہ سرحدوں پہ ہے
کیا قربان تن، من، دھن بھی پاکستان پر تم نے
نہیں آنے دیا ہے حرف اس کی شان پر تم نے
سدا، لمحہ بہ لمحہ، ہر گھڑی تیار رہتے ہو
کہ پاکستان زندہ باد کے نعرے لگاتے ہو
ہر ایک فوجی کو جہاں خدا رکھے حفاظت سے
دعائیں کر رہے ہیں ہم مصلے پہ محبت سے
کرن حیدر کے آنچل کا تمہارے سر پہ سایہ ہو
میری دعا پوری، خدایا ہو۔

جناب سپیکر! بلوچستان کے حالات سے واقف ہیں اور میں بلوچستان کے حالات کے بارے میں کچھ کہنا چاہوں گی کہ میں تسلیم کرتی ہوں کہ بلوچستان کے حالات کی وجہ سے لوگوں کے دل زخمی ہیں، لیکن بجٹ کے بعد میں نے دیکھا ہے کہ اب کوشش کی جارہی ہے کہ اس بجٹ میں بلوچستان

کے زخموں پر مرہم رکھا جائے تو میرا اشارہ اس طرف ہے کہ مسلم لیگ کی حکومت اس دفعہ ان زخموں پر مرہم رکھنے کے لیے عملی اقدامات کر رہی ہے۔ اور جناب سپیکر، وزارتِ تعلیم میں 21.9 ارب روپے بشمول بلوچستان کے رکھے گئے ہیں اور دانش سکولوں کے لیے بھی۔ یہ میں مختصر سی speech کر رہی ہوں اس لیے کہ مجھے پتہ ہے کہ بہت سارے Members موجود ہیں۔ اس میں میں یہ کہنا چاہوں گی کہ اگر میں speech کرتی ہوں تو یہ جو میں نے ابھی باتیں کیں، عاصم منیر صاحب، شہباز شریف صاحب جنہوں نے کردار ادا کیا ہے، تو اس میں اگر آپ back میں دیکھیں تو میں اس موقع پر اور آج کے حالات میں شہباز شریف اور نواز شریف کا ذکر ضرور کرنا چاہوں گا۔ اگر میرے پاکستان کے بیٹوں شہباز شریف اور عاصم منیر نے بہترین کردار ادا کیا ہے تو اس کے پیچھے ایک کہانی ہے پوری۔ اگر میرے قائد میاں محمد نواز شریف ایٹمی دھماکے نہ کرتے تو ملک اس سمت میں جا نہیں سکتا تھا، ملکی صورتحال میں یہ عزت کا مقام مل نہیں مل سکتا تھا کیونکہ ہم ایٹمی قوت ہیں تو اس لیے دنیا کو ہمارے کردار پر اچھے الفاظ کہنے کی ضرورت ہے۔ تو میں قائد نواز شریف کے لیے چند شعر کہنا چاہوں گی، کہ جناب سپیکر! آپ کی توجہ چاہیئے۔ یہ میں نے اپنے قائد نواز شریف صاحب کے لیے بولا ہے۔

بڑی ظالم یہ دنیا ہے
سچائی جانتے بھی ہیں، اسے پہچانتے بھی ہیں
مگر یہ مانتے نہیں، مگر یہ مانتے نہیں
یہ ظالم دور ہے اب کا
یہاں جھوٹی سیاست ہے، یہاں جھوٹے ہیں سب دعوے
یہ Social Media کا دور، Internet کی سوغاتیں
ہوسِ دولت کی چاہت ہے، انہیں اس سے محبت ہے
میرے قائد نواز شریف، مگر تم آج بھی سچ ہو
کہ باتیں دل سے کرتے ہو، غریبوں بے سہاروں کا دل میں درد رکھتے ہو
میرے قائد، میرے لیڈر، تم اس منزل پہ رک جانا
سچائی روشنی بن کر اندھیروں کو نگل جائے

پاکستان زندہ باد، شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سید ایاز علی شاہ صاحب شیرازی صاحب۔

سید ایاز علی شاہ شیرازی: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ بہت شکریہ جناب سپیکر! کہ آپ نے مجھے Budget 2026-27 پر بات کرنے کا موقع دیا۔ بجٹ پر بہت سی بحث ہوئی اور مزید بھی ہوگی، مگر میری گزارش ہے یہ کہ بہت زیادہ مہنگائی کی وجہ سے جو تنخواہ دار طبقہ مشکل حالات سے گزر رہا ہے، مہنگائی کے حساب سے کم از کم تنخواہوں میں 50 فیصد اضافہ کیا جائے تاکہ ان کے گھر کا بجٹ صحیح چل سکے۔ بہت سی تقریریں ہوئی ہیں بجٹ پر اور معزز اراکین نے اچھی تجاویز پیش کی ہیں۔ سر، میں اپنی تقریر میں اپنے حلقے ضلع سجاول جو پاکستان کے tail end پہ ہے، اس پر بھی بات کرنا چاہوں گا کیونکہ ہمارے حلقے کے بعد سمندر شروع ہو جاتا ہے۔ اس وقت وہاں شدید پانی کی کمی ہے۔ جب پاکستان میں بارشیں زیادہ ہوتی ہیں تو پانی زیادہ ہونے پر ہماری طرف چھوڑا جاتا ہے اور تقریباً 10 لاکھ cusec پانی وہاں سے گزرتا ہے، جس سے ٹھٹھہ اور سجاول کی فصلیں تباہ ہو جاتی ہیں، ہمارے کئی گاؤں ڈوب جاتے ہیں، بڑا نقصان ہوتا ہے۔ اور جب پانی کی shortage ہوتی ہے تو ہمیں shortage % 100 دی جاتی ہے۔ اس وقت بھی سر بہت زیادہ پانی کی کمی ہے، پورے سندھ میں shortage ہے بلکہ Kotri downstream میں سب سے زیادہ نقصان ہمیں ہو رہا ہے۔ ہمارا علاقہ زراعت پر انحصار کرتا ہے۔ اور اس وقت حالات بہت خراب ہیں اور لوگوں نے جو چاول کا بیج لگایا ہوا ہے کروڑوں روپے کا، ٹھٹھہ سے سجاول کے لوگوں نے یہاں پر اس دن Prime Minister صاحب نے تقریر کی کہ ایک روٹی ہے ہم لوگ اس کو بانٹ کر کھائیں گے تو میری سر! ان سے گذارش ہے کہ وہ IRSA والوں سے بات کریں اور ہمارے پانی کا مسئلہ حل کرا کے دیں، کیونکہ سندھ میں بہت زیادہ پانی کی shortage ہے اور خاص کر کے جو ہمارے علاقے تباہ ہو رہے ہیں۔ جن لوگوں نے وہاں پر بیج لگایا ہوا ہے کروڑوں روپے کا، چاولوں کا، اس کا بھی بڑا نقصان ہو رہا ہے زمینداروں کا، کیونکہ 2 سال سے کوئی زمینداروں کو فصلوں کا rate نہیں مل رہا، زمیندار تباہ ہو رہے ہیں اور اس وقت جو پانی کی shortage ہے اس میں پورے سندھ کو نقصان ہو رہا ہے بلکہ ہمارے علاقے کو یہاں تک کہ جو شہر ہیں ان میں بھی پینے کے پانی کی بھی کمی ہو گئی ہے۔ تو اس کی وجہ سے بڑا issue create ہو رہا ہے، تو میری گزارش ہے آپ کے توسط سے Prime Minister صاحب سے کہ متعلقہ اداروں سے بات کر کے سندھ کے پانی کا issue حل کرائیں۔

اور میری گزارش ہے کیونکہ سندھ میں جو بجلی اور سوئی گیس کی بہت زیادہ loadshedding ہوتی ہے اس کی وجہ سے بھی ایک تو موسم گرما ہے وہاں پہ بہت زیادہ گرمی ہے پارہ تقریباً 50 ڈگری تک پہنچ جاتا ہے تو حکومت وقت سے میری گزارش ہے کہ یہ loadshedding جو بجلی اور سوئی گیس کی ہو رہی ہے کیونکہ ایک تو محرم کے دن ہیں ان میں یہ کبھی دن کو کبھی رات کو مختلف وقتوں پہ لوگ نیاز دیتے ہیں، تو میری گزارش ہے کہ محرم کے دنوں میں تو سوئی گیس کی اور بجلی کی loadshedding ختم کی جائے۔

سر! میری گزارش ہے یہاں پہ آپ کے توسط سے Prime Minister صاحب کیونکہ یہاں پہ موجود تو نہیں ہیں۔ لیکن باقی ان کی ٹیم یہاں پہ موجود ہے، احسن اقبال صاحب بھی موجود ہیں۔ جب میاں نواز شریف صاحب وزیر اعظم تھے تو انہوں نے ٹھٹھہ میں کچھ اعلانات کیے تھے سوئی گیس کے اور ایک وفاق کی طرف سے انہوں نے یونیورسٹی دینے کا اعلان کیا تھا، جس پہ ابھی تک عمل نہیں ہوا۔

میری حکومت سے گزارش ہے میاں نواز شریف صاحب کی طرف سے ٹھٹھہ اور سجاول میں جو سوئی گیس کے دینے کے اعلانات کیے گئے تھے اور ایک یونیورسٹی دینے کا اعلان کیا تھا تو مہربانی کر کے اس پہ عمل کریں تاکہ وہ کام ہو سکے۔ ابھی تک اس پہ کام کچھ بھی نہیں ہوا۔ سنا تھا کہ 50 کروڑ روپے یونیورسٹی کے لیے، اس وقت احسن صاحب تھے .Minister Planning تھے، انہوں نے وہاں پر release بھی کر دیے تھے۔ اب اس کی کیا position ہے وہ بھی ہمیں واضح کر دیں۔ CM سندھ ہیں، ہمارے پیپلز پارٹی کی حکومت ہے، کل انہوں نے بجٹ پیش کیا ہے اور میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ اس سے سندھ کے لوگوں کو فائدہ بھی ہو گا۔ یہاں پر جو بجٹ پیش ہوا وہ سب کے سامنے ہے، یہاں پر یہی امید کر سکتے ہیں کہ بجٹ سے عوام کو کوئی اچھا relief مل سکے۔

آخر میں، میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے حلقے کی عوام کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے مجھے یہاں پر ووٹ دیکر بھیجا اور اپنے چیئرمین بلاول بھٹو صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے مجھے پارٹی کی ٹکٹ دی اور میں یہاں منتخب ہو کر آیا۔ میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کیونکہ وہ ہماری نوجوان قیادت ہے۔ ان شاءاللہ آگے امید ہے کہ ان کو موقع بھی ملے گا اور بلاول صاحب پاکستان کے لیے بہت کچھ کریں گے اور آخر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا بات کرنے کا اور میں امید بھی کرتا ہوں کہ جو میں نے request کی یہاں پر جو Minister صاحب بیٹھے ہیں ان کے پاس میری یہ تقریر جائے گی۔ میں نے ٹھٹھہ اور سجاول کے حوالے سے جو بات کی ہے۔ امید ہے کہ اس پر وہ عمل بھی کریں گے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محمد نواز خان صاحب، not present جناب شاکر بشیر اعوان صاحب، not present۔ سید ساجد مہدی صاحب، not present۔ سردار محمد یعقوب خان ناصر صاحب۔

سردار محمد یعقوب خان ناصر: شکریہ جناب سپیکر! کہ آپ نے مجھے موقع دیا Budget speech کرنے کا۔ سب سے پہلے تو میں ایک دو اہم واقعات جو پیش آئے ہیں معرکہ حق کا اور ایران اور امریکہ کے تنازعے کا تو اس پہ بات نہ کرنا بھی بڑی زیادتی ہو گی۔ میں پاکستان کی سیاسی قیادت اور عسکری قیادت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ زبردست کام کر کے ہر پاکستانی کا سر فخر سے بلند کیا اور پاکستان کا نام دنیا میں روشن کر دیا۔ اور میری دعا ہے کہ یہ عزت افزائی جو ہے اس کو ہم برقرار رکھ سکیں اور مزید بھی ہم، ہمارے حکمران اس قسم کے کارنامے سرانجام دیں، یہ تاریخ میں سنہری الفاظ سے ان شاءاللہ لکھا جائے گا۔

جناب سپیکر! اس وقت بلوچستان میں میری یہ گزارش ہے کہ جیسے ہمارے حکمرانوں نے بیرونی دنیا میں محنت کر کے، کوشش کر کے بڑا نام پاکستان کے لیے پیدا کیا ہے تو اندرونی جو ہمارے اس وقت پاکستان میں مسائل ہیں یہاں بھی توجہ دے کر ایسے ہی کارنامے کریں تاکہ ملک میں سکون اور امن و امان ہو۔

اس وقت بلوچستان میں دہشت گردی کی وجہ سے روڈ پر لوگ سفر نہیں کر سکتے اور کافی پریشانی کی حالت میں زندگی لوگ گزار رہے ہیں۔ تو میری گزارش ہے اپنے سیاسی حکمرانوں سے اور اپنی انتظامیہ سے کہ اس طرف توجہ دیں اور دہشت گردی کا مسئلہ اور دیگر تکالیف کو دور کرنے کے لیے کوشش کریں۔

اس وقت بلوچستان میں جو دہشت گردی ہے یہ آج کی نہیں ہے یہ بہت ایک لمبے عرصے سے دہشتگردی ہو رہی ہے۔ کبھی کم ہو جاتی ہے، کبھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ تو اس وقت بلوچستان میں دہشت گردی بہت زیادہ ہے۔ تو اس کا علاج بہت ضروری ہے کیونکہ اگر اس کا دہشت گردی کا تدارک نہ کیا گیا تو یہ حالات مزید خراب بھی ہوں گے اور لوگوں کے جانی اور مالی نقصانات ہوتے رہے ہیں۔ بلوچستان میں غریب لوگ ہیں، ان کے ٹرک ہیں۔ دن دیہاڑے روزانہ کئی کئی ٹرک جلائے جاتے ہیں اور وہ کروڑوں کا نقصان نہیں اٹھا سکتے۔ تو میری گزارش ہے کہ اس طرف بھی توجہ دی جائے۔

دوسری میری یہ گزارش ہے کہ جب بلوچستان میں ایک بہت بڑا ایریا کا مسئلہ ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ یہاں پہ روڈ بنائیں اور یا بجلی وہاں لے جائیں یا گیس پائپ لائن لے جائیں۔ تو ہمیں یہ بات کرتے ہیں کہ بھائی اس پر پیسہ بہت خرچ ہو گا۔ یہ بہت بڑا پروجیکٹ ہو گا اور کیونکہ فاصلے بہت بڑے ہوتے ہیں۔ جب پاکستان کے دو صوبے ہوا کرتے تھے مشرقی اور مغربی پاکستان۔ تو اس وقت NFC Award میں ایریا کو ترجیح دی گئی تھی اور ایریا پہ فنڈز تقسیم ہوتے تھے۔

اب جب مشرقی پاکستان الگ ہوا اور یہاں پہ ہم جو چار صوبے رہ گئے۔ ابھی اس وقت ایریا پہ توجہ نہیں دی جا رہی۔ جب تک بلوچستان کے ایریا پہ توجہ نہیں دیں گے تو اس وقت تک نہ وہاں روڈ بنیں گے، نہ وہاں پہ بجلی دور دراز علاقوں میں لے جا سکے گی اور نہ گیس کسی کو دی جا سکے گا۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ جیسے پنجاب میں آبادی کا مسئلہ ہے۔ بلوچستان کا مسئلہ ایریا کا ہے۔ تو پنجاب کا مسئلہ کافی حد تک حل ہو چکا ہے مگر بلوچستان کے مسئلے پر توجہ دینا ضروری ہے کہ بلوچستان کے ایریا کے مسئلے پر بھی توجہ دیں۔

اس کے علاوہ میری یہ گزارش ہے کہ بلوچستان کو مدنظر رکھتے ہوئے، بلوچستان کے ہر ضلعے میں صحت کا نظام ٹھیک نہیں ہے اور تعلیم پہ کوئی توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔ میری گزارش ہے کہ بلوچستان کے ہر ضلعی ہیڈ کوارٹر میں صحت کے منصوبے بنائے جائیں اور اس میں تعلیمی ادارے قائم کیے جائیں جیسے دانش سکول وغیرہ وغیرہ تا کہ لوگ تعلیم حاصل کریں اور صحت کی جو مشکلات ہیں وہ حل ہو سکیں۔

میں آخر میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ ہمارے بلوچستان میں جو زرعی زمینیں ہیں ان کے لیے dams کا فی وفاقی حکومت نے تقریباً 120 ڈیمز بہت پہلے، بہت عرصہ پہلے منظور کیے تھے۔ تو اب وہ آہستہ آہستہ ان میں سے دو دو، چار چار دس دس اٹھا کر بناتے ہیں۔ اگر اس پر ذرا زیادہ تندہی سے کام کیا جائے تو ان شاءاللہ ہماری زراعت بلوچستان کی زمینیں بڑی زرخیز زمینیں ہیں اور پورے پاکستان کے مفاد میں یہ ہو گا کہ زراعت کی طرف بھی توجہ دی جائے۔ بہت بہت شکریہ۔ بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شکریہ۔ سید ساجد مہدی صاحب۔ مائیک کھولیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کیبنٹ ڈویژن (جناب ساجد مہدی): بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ بہت بہت شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر صاحب! کہ آپ نے بجٹ بات کرنے کا موقع دیا۔ بجٹ پر بات کرنے سے پہلے میں اپنے وزیر اعظم پاکستان میاں محمد شہباز شریف کا اور سپہ سالار فیلڈ مارشل عاصم منیر کو اگر خراج تحسین پیش نہ کروں، ان کی قائدانہ صلاحیتوں کو تسلیم نہ کروں جیسے دنیا نے تسلیم کیا ہے۔ تو یہ بڑا ہی ایک قسم کا مجھے ملال رہے گا۔

انہوں نے وہ کام کر دکھایا ہے جو 80 سال میں پاکستان کی کسی لیڈر شپ نے نہیں کیا۔ اپوزیشن والے بھی اقرار نہ کریں۔ لیکن دل سے وہ مانتے ہیں۔ بھئی ان دونوں نے وہ کام کر دکھایا ہے اور امریکہ کا تو یہاں نام لینا، امریکہ تو آپ کا نام لینا پسند نہیں کرتا تھا۔ اتنا بڑا ملک ہے۔ آپ اس کی ثالثی کرنے جا رہے ہیں، کتنا بڑا credit ہے۔ پوری قوم کو انہیں خراج تحسین پیش کرنا چاہیئے۔

اب میں بجٹ پہ آتا ہوں، میرا تعلق ایک کاشتکار گھرانے سے ہے، میں ہر تقریر میں یہ کہتا ہوں۔ کاشتکاری کے علاوہ میرا کوئی source نہیں ہے۔ لیکن بد قسمتی ایسی ہے ہمارے وزیر خزانہ صاحب بیٹھے ہیں، یہ بھی کوئی تھوڑا سا تعلق رکھتے ہوں گے زراعت سے چونکہ ان کے چچا ہمارے ممبر ہوتے تھے، وہ بھی بڑے کاشتکار تھے، میں جاتا رہا ہوں ان کے field میں کیونکہ اس وقت میرے اپنے ضلع میں کاٹن جو ہوتی تھی اس کا میں بھی grower تھا اور ان کے چچا بھی grower تھے۔ اور یہ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ پاکستان کا 60 فیصد زرمبادلہ کاٹن سے آتا تھا۔ ظلم ہے خدا کا، کوئی توجہ ہی نہیں دے رہا۔ ایک وقت تو یہ تھا، آپ کے بھی علم میں ہے، آپ بھی کاشتکار ہے، آپ تو بڑے زمیندار ہیں۔ پاکستان میں ایک کروڑ 45 لاکھ cotton bales ہوئیں اور انڈیا میں ایک کروڑ 40 لاکھ ہوئیں۔ بد قسمتی دیکھئے، انڈیا 5 کروڑ پہ پہنچ گئے اور ہم ایک کروڑ 45 لاکھ سے 50 لاکھ پہ آ گئے۔ یار یہ ظلم نہیں ہے۔ 80 سال میں ہی، آپ تمام حکمران اور بیوکریٹ مجھے بتائیں تو سہی کہ انہوں نے کاشکاروں کے ساتھ کیا کیا ہے؟ حکمران بھی بیچ میں شامل ہیں، زمینداروں کیلئے کیا کیا ہے؟

جناب! آپ کہتے ہیں زراعت پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ آپ ریڑھ کی ہڈی تو کہتے ہیں اس کے لیے کچھ کریں تو سہی، ریڑھ کی ہڈی تو آپ نے توڑ دی ہے۔ آپ زراعت کو اہمیت ہی نہیں دیتے۔ میں ہر تقریر میں کہتا ہوں، 13 سال ہو گئے ہیں، آپ جب تک زراعت کو صنعت کا درجہ نہیں دیں گے اور زراعت کو ترقی نہیں دیں گے، آپ جو مرضی کر لیں پاکستان ترقی نہیں کر سکتا۔ یہ زراعت کے ساتھ منسلک ہے کیونکہ یہ ایک زرعی ملک ہے۔

یار بد قسمتی تو دیکھیں، آپ کہتے ہیں گلہ کریں تو کس سے کریں۔ پاکستان کو بنے 80 سال ہو گئے ہیں۔ آپ آج تک مجھے بتائیں پاکستان نے کسی چیز کا ایک seed بھی بنایا ہے؟ Cotton کا؟ maize کا؟ rice کا؟ کسی بھی چیز کا بتا دیں؟ کیا یہ پاکستان کی بد قسمتی نہیں ہے؟ یہ زرعی ملک ہے اور ہم pesticides باہر سے import کرتے ہیں۔ اب میں کیا کہوں؟ یہ زیادتی ہے۔ انڈیا میں تمام international companies نے Ciba-Geigy کی جتنی بھی تھیں، انہوں نے اپنی فیکٹریاں لگائیں، pesticides بنائیں، گورنمنٹ نے کہہ دیا پانچ سال آپ جتنا مرضی منافع لے لیں، پانچ سال کے بعد آپ نے ٹیکنالوجی بھی دے کر جانی ہے اور تمام چیزیں ہمارے سپرد کر کے جانی ہیں اور اس کے بعد

ہم اس کے ذمہ دار ہوں گے۔ اب انڈیا raw material بھی بنا رہا ہے، بیج بھی بنا رہا ہے، pesticide کا raw material بھی بنا رہا ہے، ہر چیز بنا رہا ہے۔ ہم کیسے اُن کا مقابلہ کریں گے ؟ دنیا میں کوئی بھی ایک ملک بتادیں جو اپنی زراعت کو subsidize نہیں کرتا؟ دنیا میں ہر ملک اپنی زراعت کو subsidize کرتا ہے۔ ہمارے یہاں بھی کوئی بات نہیں ہے، یہ منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، ہمارے یہاں بھی کوئی بات نہیں ہے، یہ منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، یہ پلندہ میرے پاس ہے، یہ ان کی بجٹ تقریر ہے، زراعت کا ایک لفظ بھی بتادیں جو اس میں ہے اور کہتے ہیں زرعی ملک ہے۔ زراعت کا تو ایک لفظ بھی نہیں ہے تو زرعی ملک کہاں سے ہو گیا؟ یا تو زراعت ختم کریں ۔ کوئی research نہیں ہے۔ مجھے بتائیں research کیلئے کتنے پیسے رکھے ہیں؟ باہر جو Ciba Geigy کی firm ہے اس کا research کا بجٹ پاکستان کے بجٹ سے زیادہ ہے۔ زراعت کیلئے کوئی کام تو کریں۔

دنیا میں یہ بھی مجھے بتادیں، وزیر خزانہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، ہر ملک میں ہر چیز کی support price مقرر ہوتی ہے۔ جیسے آپ نے گندم کی support price مقرر کی ہے۔ اور آپ نے تو صرف گندم کی support price مقرر کی ہے وہاں تو ہر فصل کی support price مقرر ہوتی ہے اور ہونی بھی چاہئیے۔ اگر support price نہیں ہو گی تو زمیندار کیسے survive کرے گا۔ support price کے بغیر زمیندار survive کر ہی نہیں سکتا۔ ہمارے ہاں support price بھی بنتی ہے، پچھلی دفعہ wheat کی 4 ہزار تھی، اس دفعہ 3900 تھی، support price رکھنے کے باوجود بھی کسی نے گندم نہیں خریدی۔ اب چھاپے مار رہے ہیں۔ جو ٹائم تھا اس وقت تو گندم خریدی نہیں، اس negligence کا کون ذمہ دار ہے؟

کاشتکار اور زمیندار تو مر گئے ہیں۔ پھر میں ہر دفعہ کہتا ہوں اس پر توجہ دیں۔ بنگلہ دیش ہم سے کاٹن سو روپے کی لیتا ہے اور ہزار روپے کی بنا کر بیچتا ہے۔ ہمارے کون سے ہاتھ ٹوٹے ہیں ہم 50 روپے کی لے کر ہزار کی بیچ سکتے ؟ کوئی initiative لیتا ہی نہیں ہے ؟ value added کی طرف آپ میں سے کسی نے بھی توجہ نہیں دی؟ آپ livestock لے لیں، اُس کی value add کر کے دیں۔ ایران میں جس کا چار پانچ سو جانوروں کا farm ہے، Government نے اس کو ایک plant لگا کر دیا ہوا ہے، وہیں وہ cheese اور butter بنا کر export کرتا ہے۔ ہمارے ہاں کچھ کریں تو سہی۔ شاہ صاحب آپ تو خود زمیندار ہیں، کاشتکار ہیں، وزیر خزانہ کو کاشتکار کی مشکلات بتائیں کہ کاشتکار کیا کرتا ہے۔

یہ ایسا سلسلہ چل رہا ہے ، براہ کرم زمیندار بیچارے احتجاج کرنے کے قابل بھی نہیں ہیں ، یہ احتجاج بھی نہیں کر سکتے ۔ خدارا میری یہ request ہو گی ، کاشتکاری پر ابھی میرے کئی دوستوں نے cooperative farming کی بات کی ہے ۔ Cooperative farming اس ملک کیلئے اتنی مفید ہے کیونکہ 80 فیصد کاشتکار چھوٹے لیول کے ہیں جو ساڑھے 12 ایکڑ سے کم کے ہیں ، ان میں وہ سکت نہیں ہے۔ میں 50 سے 60 من لیتا ہوں اور وہ 20 من لیتے ہیں۔ جب تک ہم اُن کی average کو اپنے برابر نہیں کریں گے اس وقت تک آپ یہ gap cover نہیں کر سکتے۔ Cooperative میں جو دو بڑے زمیندار بھی ہیں وہ 10 چھوٹے زمینداروں کو بھی support کرتے ہیں۔

Pesticide بھی دے گا، سپرے بھی کر کے دے گا، seed بھی اچھا دے گا،اس کی فصل بھی خریدے گا تو یہ cooperative farming ہونی چاہئیے ۔اب تمام ملکوں میں ہے ۔اب ہم انڈیا سے کیسے مقابلہ کریں گے ،وہ تو پنجاب میں بجلی فری دیتا ہے،اس نے بجلی فری کی ہوئی ہے ۔ Subsidize بھی کرتا ہے اور اس کی support price بھی مکمل ہے،وہ support price بھی دیتا ہے اور خریدتا ہے۔چاہے زیادہ فصل ہو پھر بھی،ضائع نہیں ہونے دیتا۔تو ہمیں کیا ہے ؟ہم کیوں نہیں کر سکتے ؟تو میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ ایک تو زراعت کا صنعت کا درجہ دینا چاہئیے۔

Minister for Food Security بیٹھے ہیں، تمام research centres ان کے ماتحت ہیں۔خدا کی قسم افسوس ہوتا ہے ایک بھی سنٹر دیکھنے کے قابل نہیں ہے۔ایک وقت تھا،ان research centres میں seeds لینے کیلئے تمام MNAs اور MPAs خود جاتے تھے۔میری تمام Parliamentarians سے وہاں ملاقات ہوتی تھی ،اب آپ جا کر کوئی research centre دیکھ لیں، research والے کہتے ہیں کہ fund آئے گا تو ہم کچھ کریں گے۔ Fund تو ہے نہیں ، research کیلئے fund دیں گے تو کوئی research ہو گی، research ہو ہی نہیں رہی۔خدارا پاکستان پر اور زراعت پر اتنا ظلم نہ کریں۔یہ زرعی ملک ہے،کاشتکاروں اور کسانوں کا ملک ہے،کسانوں کا ہے اور کسانوں کے ساتھ خدارا کوئی ہمدردی کیجئے۔

آخر میں، میں اپنے حلقے کے کوئی دو تین مسائل اجاگر کروں گا کیونکہ پنجاب میں بھی ایسی بازگشت نہیں ہوتی، میرا پورا حلقہ flood میں آتا ہے، میں نے کئی دفعہ Prime Minister Sahib سے بھی request کی، Chief Minister Sahiba سے بھی request کی،وہاں ایک بند ہے،وہ بند بنا ہوا ہے لیکن بیچ میں gap ہے،اگر 8 سے 10 کلو میٹر کا وہ gap پُر کرا دیں تو ان کی مہربانی ہو گی۔کیونکہ flood سے اربوں کھربوں کا نقصان ہوتا ہے۔دوسرا جب سے میں ممبر بنا ہوں 2013 سے ، میں نے request کی ہوئی تھی پہلے گیلانی صاحب ہوتے تھے انہوں نے بھی ستلج کا ایک bridge ہے ہمارے بورے والا میں اور ضلع بہاولنگر میں جو وہ ملاتا ہے اور اس سے اتنا فائدہ ہو گا۔میاں شہباز شریف صاحب، چیف منسٹر صاحبہ جلسہ عام میں اعلان بھی کر کے آئے ہیں کہ ہم یہ پل بنائیں گے ان شاءاللہ، لیکن اس میں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔آپ کے توسط سے میں پنجاب کو بھی اور اپنے Prime Minister Sahib کو بھی request کروں گا کہ یہ دو چیزیں میرے حلقے میں ضرور ہونی چاہئیں۔باقی تو اللہ تعالیٰ پاکستان کا حامی و ناصر ہو،اللہ تعالیٰ پاکستان کو ترقی دے، پاکستان زندہ باد۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حسان صابر صاحب، حسان صابر صاحب بیٹھے ہیں؟ نہیں ہیں؟ وہ بجٹ پر نہیں بولیں گے یا ابھی موجود نہیں ہیں؟اچھا، شکریہ۔جناب محمود قادر خان صاحب۔

جناب محمود قادر خان: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔جناب سپیکر، آپ کی مہربانی کہ آج آپ نے مجھے Budget پر بات کرنے کا موقع دیا۔سب سے پہلے میں دو چیزوں کی نشاندہی کروں گا۔ ہمارا ملک اس وقت پچیس کروڑ آبادی سے زیادہ ہو چکا ہے۔ کل بھی میرے ایک

honourable colleague نے بتایا کہ 2040ء میں شاید ہم چالیس کروڑ تک پہنچ جائیں۔ اس وقت کیا ہمارا حال ہوگا؟ اس وقت پانی کی شدید قلت ہے اور Climate Change کی وجہ سے ہم چھٹے نمبر پر ہیں پانی ضائع کرنے میں۔ پانی کے اوپر ہماری کوئی توجہ نہیں ہے۔ ایک ہمارا دشمن ملک اس طرف بیٹھا ہوا ہے، اس نے اپنے ناجائز جنگی بنیاد پر اپنا بدلہ لینے کے لیے ہمارے چناب پر reservoirs کے اوپر، جہاں سے ہمارا چناب کا پانی آتا ہے، ایک سرنگ کے ذریعے وہاں تقریباً ڈیڑھ کروڑ ایکڑ کی کمی کے لیے کام کر رہا ہے۔ ہمیں بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ وہ اس عزم سے باز آ جائے، کیونکہ یہ ہمارا معاہدہ چھ دہائیوں سے زیادہ سے چل رہا ہے اور International Treaty کے مطابق اس پر جنگیں بھی ہوئیں، سیاسی اختلافات ہوئے، اس کے اوپر کوئی اور رائے نہیں ہوئی اور یہ قائم رہا، اور آج تک بھی قائم ہے۔ ہماری یہ کوشش ہوگی، اس کے اندر ہماری جماعتوں کے اندر، چاہے opposition ہو یا اقتدار والے ہوں، ہم متفق ہیں۔ ہماری پوری قوم متفق ہے۔ اگر ہمارے ہمسائے نے یہ حرکت کی تو ہم نے جو 8th May کو جواب دیا تھا تو ان شاءاللہ اس سے بھی زیادہ بھرپور جواب دیں گے اور پانی کو بطور ہتھیار استعمال نہیں ہونے دیں گے۔ پانی ہماری شہ رگ ہے، ہماری lifeline ہے۔

اس کے بعد ہماری بڑھتی ہوئی آبادی ہے، اس کو ہم نے کنٹرول کرنا ہے۔ جناب سپیکر! جب ہم اپنے علاقوں میں جاتے ہیں، ہمیں تین طرح کے مسائل سامنے آتے ہیں۔ سب سے پہلے نوجوان اور بے روزگاری۔ بڑھتی ہوئی آبادی کے ساتھ آپ خود سوچ لیں، جب پچیس کروڑ سے ہم چالیس کروڑ تک پہنچیں گے تو ہماری بے روزگاری کتنی بڑھے گی، ہمارے مسائل کتنے بڑھیں گے۔ اس پر ہمیں توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

اس کے لیے میری کچھ تجاویز ہیں کہ مہربانی کر کے international investment تو آتی رہے گی، ان شاءاللہ آ جائے گی، ہماری team, ہماری قیادت، ہماری حکومت دن رات اس پر کوشش کر رہی ہے۔ میری ایک عاجزانہ تجویز ہوگی کہ local investment کے لیے ہمیں راہ ہموار کرنی چاہیئے۔ ہمارے پاکستانیوں کے پاس بے تحاشہ پیسہ ہے۔ اس local investment کے لیے ایک اعتماد کی اور trust building کی ضرورت ہے، تاکہ ہم سب بیٹھ کے ایک Charter of Economy sign کریں، جس کے اندر یہ ساری جماعتیں بیٹھیں تاکہ ہم short term, medium term and long term منصوبے بنائیں اور اپنے local investor کو یہ guarantee کریں کہ آپ کے اوپر کوئی نیا tax نہیں لگے گا، ہر آنے والی حکومت اس کو تبدیل نہیں کرے گی، تاکہ وہ یہاں investment کریں، تاکہ private sector آئے، industry لگائے، تاکہ یہ ہماری بے روزگاری ختم ہو اور ہمارا جو نوجوان ہے، جو باہر کی طرف دیکھ رہا ہے، مایوس ہے، تاکہ وہ industry میں اپنا کام کرے اور اپنی روزی روٹی کمائے۔

اس کے لیے میری اپیل ہوگی Finance Ministry سے اور حکومتِ وقت سے۔ Opposition والے، میں یہاں سن رہا ہوں، بار بار offer کر رہے ہیں کہ بیٹھیں، بیٹھیں، بیٹھیں۔ میری درخواست ہوگی کہ Charter of Economy کم از کم local investment پر تو ضرور بنائیں تاکہ ہمارا یہ مسئلہ بے روزگاری والا اور یہ کارخانے یقینی بنیں، تاکہ بے روزگاری کا خاتمہ ہو۔

دوسری گزارش ہے کہ agriculture پر بات ہوئی، تو agriculture پر جتنی بھی آپ توجہ دیں گے کم ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ ریڑھ کی ہڈی ہے، کہنے کو تو یہ کافی ہے، لیکن اس پر عمل پورے طریقے سے نہیں ہوتا۔ سب سے پہلے ہمیں crop zoning کرنی چاہیئے۔ آج ہم 12 billionکی import کرتے ہیں۔اس 12 billion کی import کو reduce کر سکتے ہیں، اپنے trade deficit کو کم کر سکتے ہیں۔ سب سے پہلے ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیئے، جس طرح کل میرے ایک honourable colleague نے کہا کہ صرف اوکاڑہ ضلع میں اتنے لاکھ ٹن زیادہ ہوا جس سے کاشتکاروں کو نقصان ہوا۔ وہاں سب سے زیادہ کاشت maize اور potato کی ہوتی ہے۔

اگر crop zoning ہوگی، جس چیز کی ہمیں ضرورت ہوگی، جو 12 billion dollar کی ہم import کرتے ہیں، اس کو ہم minimize کر سکتے ہیں، اس crop zoning کے تحت ہم وہ چیز لیں جس کو ہم باہر سے منگواتے ہیں، اس کو ہم ensure کریں تاکہ کاشتکار کو صرف یہی چاہیئے۔ وہ اپنی فصل جس طریقے سے بھی اگاتا ہے، اس کو assurance ہوگی کہ مجھے اس کا rate مل جائے گا۔ میں بدقسمتی سے کہتا ہوں کہ دو سال سے ہم نے کاشتکار کا کوئی ساتھ نہیں دیا۔ اس دفعہ بھی بارہ کمپنیاں آئیں، پیسے نہیں ملے۔ یہ تو اللہ کی طرف سے ہوا کہ کاشتکار کا گندم کا جو دانہ تھا، جو آخر والے لوگ تھے، وہ چار ہزار روپے کا rate وصول کر سکے۔ جب تک کاشتکار کو یہ surety نہیں ہوگی کہ اس کی جو فصل ہے، جو اس نے محنت کی ہے اور اس اگائی ہے تو اس کو اس کا reward نہیں ملے گا تو وہ کاشتکار ایسے گھِستا گھِستا نیچے چلا جائے گا۔ اگر crop zoningہوگی، انہیں پتہ ہوگا کہ ہمیں یہ چیز چاہیئے، یہ بن رہی ہے اور جس چیز کی ہمیں ضرورت ہے اس کو ہم باہر سے منگوانے کی بجائے اس کاشتکار کی مدد کریں اس کی حوصلہ افزائی کریں۔ جب اس کی کاشت کا وقت ہو تو حکومت یقینی بنائے کہ وہ اس کی فصل کو اُٹھائے۔ جس طرح مکئی اور آلو اوکاڑہ اور ساہیوال میں ہوتا ہے تو value-addition کے تحت ہم ان کو promote کر سکتے ہیں۔ چ ِپس بنا سکتے ہیں، maize کی مختلف چیزیں بنا سکتے ہیں۔ تاکہ value-addition کی طرف جائیں۔ کاشتکار کو promote کریں تاکہ ہماری export میں بھی اضافہ ہو۔

اس طرح لورالائی کی بات ہو رہی تھی کہ world کے اندر دوسرے نمبر پر لورالائی آیا ہے اور وہاں پر ان کے کاشتکار کو support دے کر وہاں پر industry value-addition کے ساتھ لگا کر ہم اپنی export کو بڑھا سکتے ہیں۔

اس طرح میرے ایک colleague نے بتایا کہ 1990 میں ایک کروڑ ساٹھ لاکھ تک ہم گانٹھ بناتے تھے پاکستان کے اندر۔ Unfortunately climate change کی وجہ سے یہ کم ہوتے ہوتے 40 لاکھ تک آئی ہے، اس کا area وہاڑی سے پاکپتن تک ہوتا تھا اور آہستہ آہستہ west کی طرف جاتے ہوئے بہاولپور، پھر میانوالی چلا گیا، ڈیرہ غازی خان چلا گیا، اب یہ ہمارے بلوچستان میں چلا گیا ہے اور وہاں کی کپاس ہمارے ڈیرہ غازی خان، راجن پور کی فیکٹریوں میں آتی ہے، اس کی quality international standard کے مطابق ہے۔ اس کاشتکار کو، اس ginner کو، ہمیں support کرنے کی ضرورت ہے۔ وہاں ایک منصوبہ تھا جو 2000ء میں Kachhi Canal کی شکل میں حکومت نے دیا تھا، بدقسمتی کے ساتھ اس کا پانی پورا نہیں ہوا، آگے مکمل نہیں ہوئی۔ اگر دو لاکھ ایکڑ Kachhi Canal والا بلوچستان کا ہم ان کو پورا

کرکے دے دیں گے، آپ یقین کریں ہمیں cotton باہر سے import کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہی بلوچستان، خضدار اور بلوچستان کا علاقہ ہماری cotton کی بہترین Egyptian cotton کے مطابق، جس کا trash value بھی 2 percent سے کم ہے، ہمیں مہیا کر سکتا ہے، اس سے ہم اپنی export کو مزید بڑھا سکتے ہیں۔

اس کے ساتھ میں گزارش کروں گا، کہ کاشتکار کے لیے، سب سے پہلے ، گورنمنٹ subsidy دیتی ہے۔ کاشتکار کے پاس اب PH value بہت بڑھ گئی ہے۔ پانچ ایکڑ کا جو کاشتکار ہے، وہ 95 percent کے قریب ہے، اس کے پاس تو چھوٹا tractor بھی نہیں ہوتا۔ ہمارے پاکستان کے اندر اسی پچاسی horse power سے زیادہ کے tractor نہیں ہیں۔

ان tractor کو حکومت منگوائے، میں تجویز دوں گا اور گزارش کروں گا کہ ان کی subsidy rent کی شکل میں دی جائے، تاکہ ان کی جو PH value کو کم کرنے کے لیے 2 feet سے زیادہ کی digging کرکے، تاکہ ہماری پیداوار میں اضافہ ہو۔

میری appeal ہوگی اربابِ اختیار سے زراعت پر توجہ دیں، ہمیں اپنی زراعت کی import کو کم کرنے کے لیے، ہمیں یہاں کے مقامی کاشتکار کو crop zoning کرکے اس کو ہم minimize کر سکتے ہیں۔ پانی کی shortage ہے۔ جو ہماری پنجاب کی virgin land پڑی ہوئی ہے، جہاں ہر قسم کی فصلیں ہو سکتی ہیں، وہاں drip irrigation کے ذریعے food security کو ہمیں کور کرنا چاہیئے تاکہ future میں بڑھتی ہوئی آبادی اور پانی کی کمی کو دیکھتے ہوئے ہمیں جدید technology کے ذریعے ان کو facilitate کرنا چاہیئے۔

اس کے بعد میں آپ سے گزارش کروں گا کہ کچھی کینال کو جلد از جلد مکمل کر کے بلوچستان کے اس علاقے کے پانی کو پورا کیا جائے تاکہ وہاں کی جو virgin land ہے، اس پر اعلیٰ quality کی cotton پیدا ہو تاکہ ہماری ملکی کھپت پوری ہو، ہمیں import نہ کرنی پڑے اور ہمارا export bill بھی کم ہو۔

PSDP پروگرام کا ذکر کروں گا۔ میں شکر گزار ہوں جناب Prime Minister صاحب کا کہ Indus Highway ہمارا قدیمی highway ہے۔ یہ بھٹو شہید کے وقت early 70's میں بنا تھا۔ یہ shortest route ہے from Karachi to KP۔ یہ التوا کا شکار تھی۔ اب اس PSDP میں جناب Prime Minister صاحب نے اس کو priority دی ہے۔ یہ ٹبی قیصرانی تک تین phases میں مکمل ہو گی۔ میری اپیل ہے جناب Prime Minister صاحب سے کہ اس سڑک کو جلد از جلد مکمل کروائیں تاکہ لوگوں کے لیے یہ آسانی کا باعث بنے۔

اس کے علاوہ دوسری میں گزارش کروں گا، ہماری ایک inter-provincial bridge ہے جس کو ہم غازی گھاٹ dualization bridge کا نام دیتے ہیں۔ یہ bridge صرف ڈیرہ غازی خان، جنوبی پنجاب کے لیے نہیں ہے بلکہ بلوچستان کا تمام fruit

اسی کے ذریعے گزرتا ہے۔ گنے کے season میں دن رات traffic بند رہتی ہے اور اموات ہو جاتی ہیں۔ میں Prime Minister صاحب سے اپیل کروں گا، یہ NHA کا project ہے، مہربانی کرکے یہ اجتماعی کام ہے، اس dualization کے ذریعے اس کو مکمل کیا جائے۔

میں آخر میں، یہ بھی اپیل کروں گا، اس ملک کو جو ایٹمی طاقت اللہ نے دی ہے، اس میں ہمارے ڈیرہ غازی خان کا ایک main contribution ہے۔ ہمیں اللہ نے آٹھ مئی کو فتح دی اور اللہ نے ہمارے ملک کی شان بلند کی، لیکن بدقسمتی سے ہمارے ڈیرہ غازی خان کے اندر تمام industry ختم ہو چکی ہے۔ وہاں Atomic Energy کی وجہ سے پابندیاں ہیں۔ میں اپیل کروں گا کہ مظفر گڑھ میں industrial zone بنائیں۔ ہماری ایک بنیادی سہولت تھی،، انہوں نے ہمیں اس دفعہ cancer hospital دیا، میں ان کا بہت ہی شکر گزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو خوش رکھے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آنریبل بلاول بھٹو زرداری صاحب۔

جناب بلاول بھٹو زرداری: جناب سپیکر! بجٹ پر بات کرنے سے پہلے میں ایک اہم اور تاریخی پیش رفت کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ آج ہمارے خطے اور پوری دنیا کے لیے امید کی ایک نئی کرن پیدا ہوئی ہے۔ امریکہ اور ایران کے درمیان جو امن کا معاہدہ ہوا ہے، وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ گفتگو جنگ سے بہتر ہوتی ہے اور diplomacy ، تصادم سے زیادہ طاقتور ہوتی ہے۔ میں پاکستان کے Prime Minister میاں محمد شہباز شریف اور پاکستان کے صدر جناب آصف علی زرداری صاحب کو مبارک باد دیتا ہوں، جنہوں نے ہمیشہ امن، جمہوریت اور مستحکم خطے کی خدمت کی ہے۔ میں Field Marshal سید عاصم منیر صاحب اور پاکستان کی مسلح افواج کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں۔ ان کی قیادت، ان کی professional صلاحیت اور وطن کے دفاع کے لیے ان کی خدمت نے پاکستان کا سر فخر سے بلند کیا ہے۔

جناب سپیکر! پاکستان جنگ کی قیمت کو اچھی طرح جانتا ہے۔ ہم نے اپنے شہیدوں کا لہو دیا ہے، ہم نے دہشت گردی کا مقابلہ کیا ہے، ہم نے بے چینی اور غیر یقینی صورتحال کے معاشی اثرات برداشت کیے ہیں۔ اس لیے پاکستان ہمیشہ امن کا پرچم بلند کرتا ہے کیونکہ امن صرف ایک اخلاقی ضرورت نہیں، امن ایک معاشی ضرورت بھی ہے۔ جب جنگ رکتی ہے تو تجارت بڑھتی ہے، جب خطے میں استحکام آتا ہے تو سرمایہ کاری آتی ہے، جب امن ہوتا ہے تو نوجوانوں کو روزگار ملتا ہے، جب امن ہوتا ہے تو ملک ترقی کرتا ہے۔

جناب سپیکر! قومیں صرف ہتھیاروں کی طاقت سے عظیم نہیں بنتیں، قومیں اس وقت عظیم بنتی ہیں جب وہ اپنی عوام کو امید دیتی ہیں، نوجوانوں کو موقع دیتی ہیں، مزدوروں کو عزت دیتی ہیں اور غریبوں کو سہارا دیتی ہیں۔ آج جب دنیا امن کی طرف قدم بڑھا رہی ہے، پاکستان کو ترقی کی طرف قدم بڑھانا ہوگا۔ اسی جذبے، اسی امید اور قومی مقصد کے ساتھ میں بجٹ پر اپنی گفتگو کا آغاز کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! حقیقت یہ ہے کہ ہمارا خطہ ابھی مکمل طور پر پُر سکون نہیں ہوا۔ ایران اور امریکہ کے درمیان امن کی کوششوں کے باوجود ایسے عناصر موجود ہیں جو امن کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ مغربی سرحد پر افغانستان سے متعلق security challenges اب بھی ہمارے سامنے

ہیں۔ مشرقی سرحد پر بھارت کی طرف سے Operation Sindoor 2 کی دھمکیاں دی جارہی ہیں۔ Indus Waters Treaty کو یک طرفہ طور پر متنازع بنانے کی کوشش کی جارہی ہے اور بیرونِ ملک کی جو قوتیں ہیں، وہ دہشت گردی کو support کر رہی ہیں اور پاکستان کو نقصان پہنچا رہی ہیں۔ ایسے حالات میں قوموں کا امتحان ہوتا ہے اور مجھے یہ کہنے میں فخر محسوس ہوتا ہے کہ پاکستان نے اس چیلنج کا جواب سیاسی اتفاق اور جمہوری روایات کے ذریعے دیا ہے۔ وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتوں نے مل کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ دفاع اور قومی سلامتی سے متعلق غیر معمولی ضروریات کا بوجھ مشترکہ طور پر اٹھایا جائے گا۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ فیصلہ کسی unconstitutional طریقے سے نہیں بلکہ آئین کے دائرے میں رہتے ہوئے کیے گئے ہیں۔ یہ آئین کے Article 164 کے تحت grants کے ذریعے انجام دیے گئے ہیں۔

پاکستان کا آئین صوبوں اور وفاق کو یہ اختیار دیتا ہے کہ اگر انہوں نے ایسا کسی topic پر خرچ کرنا ہے جو اپنے domain کے اندر نہیں آتا، خواہ وہ وفاق کے domain میں نہ آئے یا صوبوں کے domain میں نہ آئے، تو ہم اسی آئین کے Article کے تحت grants دے سکتے ہیں۔ صوبے وفاق کو grants دے سکتے ہیں اور وفاق صوبوں کو grants دے سکتا ہے۔ تو ان مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لیے، بجٹ سیشن شروع ہونے سے پہلے ہمارے میڈیا کے دوستوں نے کافی افواہیں پھیلائی تھیں کہ پتہ نہیں اٹھارہویں ترمیم ختم کی جائے گی، پتہ نہیں صوبوں کے جو مالی وسائل ہیں، جن کو آئینی تحفظ دیا گیا ہے اٹھارہویں ترمیم کے ذریعے، اس کو ختم کیا جائے گا، شاید ایسا نیا NFC لایا جائے گا جو اس آئین کے دائرے سے باہر ہو۔ یہ بات بھی چلی تھی کہ شاید Benazir Income Support Programme کو ختم کیا جائے گا اور عجیب عجیب باتیں تھیں، میں کن کا ذکر کروں۔ میں وزیر اعظم شہباز شریف صاحب، وزیر خارجہ و نائب Prime Minister اسحٰق ڈار صاحب، وزیر خزانہ اور Prime Minister کی پوری ٹیم کا شکر گزار ہوں۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے جو ہماری طرف سے نمائندے تھے حکومت کے ساتھ engage تھے کہ ہم نے سیاسی اتفاق رائے سے، ایک political consensus سے ایک ایسا آئینی اور جمہوری حل نکالا جہاں قوم کی قومی سلامتی کی ضروریات بھی پوری ہوں اور صوبے کی بھی کم سے کم شکایت ہو۔ ہم نے حکومت کے ساتھ یہ طے کیا ہے کہ صوبہ سندھ اور باقی صوبے اس قومی دفاع کے لیے اپنا contributions دیں گے، ساتھ ساتھ وفاقی حکومت نے ہم سے یہ وعدے کیے ہیں کہ جو صوبے کے مالی وسائل 7th NFC کے تحت ان کو ملنا ہے۔ اس NFC Award کو ان مالی وسائل کو محفوظ رکھا گیا ہے۔ ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہیے گا اور اس کے علاوہ یہ جو amount دو تین سال کے لیے arrangement ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ وفاقی حکومت صوبے سے مزید مدد کسی اور مد میں درخواست نہیں کرے گی۔

تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی کامیابی ہے اور میں واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ صوبوں کا NFC حصہ محفوظ ہے اور اس فیصلے کے علاوہ صوبائی حکومتوں سے مزید حصے یا قربانی کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔ جناب سپیکر! یہ صرف مالی انتظام نہیں، یہ پاکستان کی سیاست کی کامیابی ہے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ جب قومی مفاد داؤ پر ہو تو جمہوری ادارے سیاسی جماعتیں اور federation کے تمام حصے مل کر فیصلے کر سکتے ہیں۔ آج کی دنیا میں

قوموں کی طاقت صرف ان کے ہتھیاروں سے نہیں مانی جاتی ہے، قوموں کی اصل طاقت ان کی وحدت، ان کے آئین اور ان کی سیاسی یکجہتی میں ہوتی ہے اور مجھے خوشی ہے کہ اس موقع پر پاکستان نے ایک مرتبہ پھر یہ ثابت کر دیا ہے۔ ہم اسی انداز کے ساتھ، اسی سیاسی اتفاق رائے کے ساتھ مل کر ملک میں جو تمام مسائل ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم مل کر اسی انداز میں ان مسائل کا مقابلہ کریں تو پاکستان ہر مشکل کا نہ صرف سامنا کر سکتا ہے مگر ان کا حل بھی نکال سکتا ہے۔

اسی context میں جناب سپیکر! میں ساتھ ساتھ دو چیزوں کی نشاندہی ضرور کرنا چاہوں گا۔ پاکستان میں ایک impression کافی دیر سے بنتا آرہا ہے کہ صوبوں کے پاس اٹھارہویں ترمیم اور NFC Award کے بعد ہمارے پاس معاشی fiscal space ہے اور وفاقی حکومت کے پاس نہیں ہے۔ میں یہ بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ وفاقی حکومت کے پاس معاشی مشکلات ہیں۔ مگر صوبائی حکومتوں کی بھی معاشی مشکلات موجود ہیں۔ پختونخوا سے لیکر پنجاب تک، پنجاب سے لیکر بلوچستان اور صوبہ سندھ تک ہماری معاشی مشکلات ہیں۔ اٹھارہویں ترمیم اور 7th NFC کے تحت آپ نے صوبے کو زیادہ ذمہ داریاں دی ہیں اور وعدہ کیا کہ ان ذمہ داریوں کو اٹھانے کے لیے مزید وسائل بھی دیے جائیں گے اور جہاں تک اٹھارہویں ترمیم اور NFC Award تاریخی کامیابیاں ہیں اور آئینی کامیابیاں ہیں، ساتھ ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد NFC Award کے باوجود آج تک کسی صوبے کو اپنا share نہیں دیا گیا ہے۔ آئین آپ کو یہ تحفظ دیتا ہے۔ مگر ہر دور میں ایک ایسی مشکل سامنے آئی ہے اور اس مشکل کا مقابلہ کرنے کے لیے صوبائی حکومتوں نے بار بار قربانی دی ہے اور آج بھی دے رہے ہیں۔ سب سے پہلے 2008ء سے لیکر 2013ء تک پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت تھی اور سیلاب آیا تھا تو ہم نے اس سیلاب کا مقابلہ کرنے کے لیے وقتی طور پر petroleum levy introduce کروایا اور اس petroleum levy کا مقصد ہی یہی تھا کہ ہم اس وقت ہی مالی بندوبست کریں تاکہ ہم سیلاب کے متاثرین کی مدد کر سکیں اور یہ petroleum levy اٹھارہویں ترمیم اور NFC Award کی خلاف ورزی ہے۔ اس لیے وہ petroleum levy کا پیسہ اور جو tax جمع کیا جاتا ہے اس کے بجائے کہ وہ NFC formula کے تحت صوبے میں وفاق بانٹے، سو فیصد اس کی رقم وفاق جمع کرتا ہے اور وہ سیلاب 2010ء کا 2011ء کا اور آج 2026ء ہے۔ آج تک وہ petroleum levy collect کی جارہی ہے۔ اور آج تک صوبوں کو اپنا حصہ petroleum levy سے gas levy سے مختلف levies ہم نے introduce کرائی ہیں۔ ان کو نہیں دیا جارہا ہے۔ ان کو اپنے حق سے محروم کیا جارہا ہے۔

اس کے بعد آئی ایم ایف پروگرام کے مطابق پاکستان کی معیشت کو بچانے کے لیے، default کو بچانے کے لیے صوبائی حکومتوں نے ایک اور قربانی دی ہے جناب سپیکر! جو ہم سالہا سال سے دیتے ہیں۔ ہر صوبائی حکومت سے کہا جاتا ہے کہ آپ اپنے بجٹ میں surplus دکھائیں اور اس surplus کا مطلب ہے کہ وہ پیسہ تو ہم اپنے عوام پر خرچ نہیں کر سکتے۔ ہر سال صوبائی حکومتوں سے یہ کہا جاتا ہے کہ surplus دکھائیں۔ صوبہ پنجاب کا سب سے بڑا contributions سب سے بڑی قربانی ہے اس صورت میں، جہاں پچھلے سال 700 ارب روپے surplus میں دکھایا گیا

اور اس سال 900ارب روپے surplusمیں دکھایا گیا۔ وہ پیسہ صوبہ پنجاب کا حق ہے، صوبہ پنجاب کے عوام کا حق ہے، جو ملتان میں خرچ کیا جاسکتا ہے، جو D.G Khanمیں خرچ کیا جاسکتا ہے، جو گوجرخان میں خرچ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن قومی مفاد کے لیے، قومی معاشی مفاد کے لیے تاکہ آپ اس IMFکی شرائط کو پورا کرسکیں، ملک کی معیشت کو بچانے کے لیے صوبائی حکومتیں یہ قربانی دے رہی ہیں، صوبے میں رہنے والی عوام یہ قربانی دے رہی ہے اور وفاق کو یہ پیسہ دے رہا ہے۔ صوبہ سندھ کا پچھلے سال تقریباً300 ارب روپے اور اس سال تقریباً400ارب روپے یہ وہ پیسہ ہے جو surplusمیں IMFکی صورت میں نہیں ڈالا جارہا تھا تو پھر یہ لیاری میں خرچ ہوتا، کورنگی میں خرچ ہوتا، یہ لاڑکانہ میں خرچ ہوتا یا نوابشاہ میں خرچ ہوتا۔ اسی طریقے سے صوبہ پختونخوا کی اپنی مشکلات ہیں، وہ نہ صرف surplusدکھا رہے ہیں قبائلی علاقے ضم ہوئے ہیں پختونخوا میں، وہ گنے نہیں جاتے، پختونخوا میں جو سابق قبائلی علاقے سے ہم نے وعدے کیے ہیں کہ ہم ان کو دہشت گردی کے مقابلے میں اور فتح کرنے کے بعد جس انداز سے ہم نے وہاں پر developmentکرنی تھی، دونوں صوبائی اور وفاقی حکومتیں اس میں ناکام رہی ہیں۔ کہ ہم اس وعدے پہ پورا اتریں۔

ہم نہ surplusکی صورت میں پیسہ مانگ رہے ہیں، وسائل طریقے سے دے نہیں رہے ہیں اور افسوس کے ساتھ جناب سپیکر! اس بجٹ میں ہم ناکام رہے ہیں کہ جو قبائلی علاقوں کو ٹیکس reliefدیا جاتا تھا وہ 2026ء میں وہ expireہو رہا ہے اور ہم اس کو extendنہیں کرسکے۔

اور بلوچستان کی جو معاشی مشکلات ہیں وہ آپ کے سامنے ہیں۔ تو آج جب ملک مشکل میں ہے۔ یہ جو اسرائیل اور انڈیا کا nexusپاکستان کو نقصان ہر صورت میں پہنچانا چاہتا ہے۔ وہ دہشت گردی کے صورت میں نقصان پہنچانا چاہ رہے ہیں، افغانستان کے ساتھ جو ہمارے مسئلے پیدا ہوئے ہیں اس کی صورت میں ہمیں نقصان پہنچایا جارہا ہے۔ ہم نے سب یہ consensusپیدا کیا ہے۔ تمام صوبوں نے یہ طے کیا ہے کہ ہم اپنے قومی مفاد کے لیے اس extraordinary timeپہ یہ قربانی contributionدینے کے لیے تیار ہیں اور یہ contributionحکومت اور ان کے اتحادی صرف نہیں بلکہ سب سے اہم بات ہے کہ صوبہ پختونخوا جو ہماری حزب اختلاف کی جماعت چلا رہی ہے۔ انہوں نے بھی اپنا سیاسی یا اپنے مسئلے کو ایک طرف رکھ کے یہ فیصلہ کیا ہے کہ قومی مفاد کے لیے ہم اس contributionمیں اپنا حصہ ڈالیں گے اور میں Floor of the Houseپہ PTIکے اس فیصلے کو نہ صرف welcomeکرنا چاہ رہا ہوں۔ اگر PTIنے اور ہمارے Oppositionکے اتحادیوں نے اسی قسم کا طریقہ کار اپنایا، اسی قسم کی سیاست کرتے رہیں۔ جہاں سیاسی اختلافات ہوتا ہے۔ جس پہ آپ کا نقطہ نظر الگ ہو سکتا ہے ہمارا اور حکومت کا الگ ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر قومی مفاد پہ ہم اسی انداز میں کام کرتے رہے جناب سپیکر! تو پاکستان کا کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جس کا ہم مقابلہ نہیں کرسکتے۔

جناب سپیکر! جبکہ ہم نے وقتی طور پہ اور ان مشکل حالات میں ایسے فیصلے کیے ہیں these are non-sustainable solutionsوفاقی حکومت کو اور صوبائی حکومتوں کو مل کے اب جب یہ Budget passہوتا ہے، آپس میں ایک کوشش کرنی چاہیئے کہ ہم ایسا ایک planبنائیں جو long termہو، جو sustainableہو، جو وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتیں مل کے growth orientated economic policies introducedکرائیں تاکہ ہم ملک میں ایسی ترقی لے کر آئیں، ملک میں ایسی معاشی ترقی ہو۔ جس

یہ contributions دینے کی بجائے ہماری معیشت اتنی ترقی کر رہی ہو کہ اپنے تمام development کی ضروریات پورا کر سکیں، بلکہ قومی دفاع کی ضروریات بھی پورا کر سکیں۔

اسی سلسلے میں جناب سپیکر! اسی conversation میں بہت سی debates چھیڑی گئی ہیں اور میرے پاس وقت نہیں ہے کہ میں ہر ایک topic کا دفاع کروں اور اپنا version دے دوں۔ مگر ایسا ایک اہم topic جناب سپیکر! جس کا میں نے آج Floor of the House defend کرنا ہے۔ اور وہ اس لیے کہ جس انداز سے اور جس طریقے سے Benazir Income Support Programme کو target کیا گیا ہے، یہ افسوسناک ہے اور یہ شرمناک ہے جناب سپیکر۔

جناب سپیکر! آج میں Benazir Income Support Programme کے حق میں چار بنیادی دلائل پیش کرنا چاہتا ہوں۔ پہلا argument یہ ہے کہ Benazir Income Support Programme کام کرتا ہے۔ یہ عالمی دنیا مانتی ہے، عالمی ادارے مانتے ہیں، IMF سے لے کے ورلڈ بینک کی رپورٹ موجود ہے کہ یہ ادارہ کام کر رہا ہے۔ وہ آپ سے یہ نہیں کہتے کہ اس کو کیسے cut کیا جائے گا۔ یہ آپ سے نہیں کہتے اس کو کیسے محدود کیا جائے گا۔ عالمی دنیا آپ سے یہ کہہ رہی ہیں کہ یہ آپ کا کامیاب منصوبہ ہے۔ یہ پاکستان میں ایک ایسا مثالی منصوبہ ہے جو پسماندہ طبقہ کو، غریب طبقہ کو مالی مدد اور معاشی طور پہ ان کو support کیا جا رہا ہے۔ مگر یہ ناکافی ہے، اس میں اضافہ ہونا چاہیئے۔ پاکستان میں اگر صحیح معنوں میں غربت کا مقابلہ کرنا ہے تو بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کو ختم نہیں، بڑھانا چاہیئے۔ اور میں حکومت کا اور خاص طور پہ وزیراعظم صاحب کا شکر گزار ہوں کہ اس قسم کے Benazir Income Support Programme کے خلاف جو باتیں چلی ہیں۔ اس کے باوجود حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ Benazir Income Support Programme میں اضافہ ہوگا۔

Benazir Income Support Programme کام کرتا ہے، یہ کوئی نعرہ نہیں ہے، یہ حقیقت ہے۔ Benazir Income Support Programme لاکھوں گھرانوں کی مدد کر رہا ہے۔ اس نے غریب بچوں کو سکول میں رکھا ہے، ماؤں اور بچوں کی صحت بہتر کی ہے اور مشکل وقت میں غریبوں کو سہارا دیا ہے۔ COVID سے لے کر سیلاب تک Benazir Income Support Programme مدد کا سب سے موثر ذریعہ ثابت ہوا ہے۔ پاکستان کا سب سے موثر ذریعہ ثابت ہوا ہے جس سے ضرورت مند لوگوں تک مدد پہنچائی گئی۔

دوسری دلیل جناب سپیکر! کہ یہ انسانیت میں بھی ہے اور اسلام میں بھی ہے۔ ہمارا دین ہمیں سکھاتا ہے کہ غریب، یتیم، بیوہ اور ضرورت مندوں کا خیال رکھو۔ ہمارے نبیؐ نے فرمایا ہے کہ جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔ جب Benazir Income Support Programme کسی ماں کو اپنے بچوں کو کھانا کھلانے، تعلیم دلانے اور بہتر مستقبل دلانے میں مدد کرتا ہے۔ تو یہ صرف policy نہیں ہوتی، یہ ہماری دینی اور اخلاقی ذمہ داری ہوتی ہے جناب سپیکر۔

تیسری دلیل جناب سپیکر! Benazir Income Support Programme اچھی معیشت ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ دولت اوپر سے نیچے آتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ترقی نیچے سے اوپر جاتی ہے جناب سپیکر۔ جب ایک غریب گھرانے کو Benazir Income Support Programme کی رقم ملتی ہے وہ اس پیسے کو bank locker میں نہیں رکھتا۔ وہ آٹا خریدتا ہے، دوائی خریدتا ہے، بچوں کے لیے کتابیں خریدتا ہے، دکاندار کماتا ہے، کسان کماتا ہے، transport والا کماتا ہے، چھوٹا کاروبار چلتا ہے۔ پیسہ معیشت میں گھومتا ہے اور روزگار پیدا کرتا ہے۔ غریب دولت جمع نہیں کرتے۔ وہ دولت کو معیشت میں واپس دلاتے ہیں۔ اس لیے Benazir Income Support Programme صرف ایک welfare programme نہیں ہے بلکہ ایک economic معاشی programme بھی ہے جناب سپیکر۔

چوتھی دلیل جناب سپیکر! یقین مانیں بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام ایک قومی سلامتی کا programme بھی ہے۔ پاکستان دہشت گردی کا مقابلہ کر رہا ہے۔ Insurgency کا مقابلہ کر رہا ہے، مذہبی انتہا پسندی سے لے کے علیٰحدگی پسند تنظیموں کا مقابلہ کر رہا ہے۔ جو ہم جانتے ہیں کہ foreign backed ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ عالمی دنیا کی طاقت، عالمی دنیا کے پیسے ان تنظیموں اور دہشت گردوں کے پیچھے ہیں۔

اور جناب سپیکر! دنیا بھر میں ہر فوج کو یہ پتہ ہے کہ آپ کسی بھی insurgency کا مقابلہ ہتھیاروں کے ساتھ اکیلے نہیں کر سکتے۔ اگر آپ نے insurgency کا مقابلہ کرنا ہے، اگر آپ نے militancy کا مقابلہ کرنا ہے، اگر آپ نے انتہا پسندی اور دہشت گردی کا مقابلہ کرنا ہے you have to win hearts and minds یہ دنیا بھر میں concept مانا جاتا ہے جناب سپیکر۔ کسی ملک کی طاقت صرف ہتھیاروں سے نہیں ہوتی، کسی ملک کی اصل طاقت اس کے لوگوں کا اعتماد ہوتا ہے۔ جب ریاست مشکل وقت میں اپنے شہری کے ساتھ کھڑی ہوتی ہے۔ تو لوگوں کو پاکستان پر یقین مضبوط ہوتا ہے۔ انتہا پسندی اور بے چینی کا مقابلہ صرف قوت سے نہیں ہوتا، دل اور دماغ سے جیتا جاتا ہے جناب سپیکر۔

جب ایک ماں کو محسوس ہوتا ہے کہ پاکستان اس کا ساتھ دے رہا ہے، جب ایک بچے کو تعلیم ملتی ہے، جب ایک گھرانہ مشکل وقت میں سنبھالا جاتا ہے۔ تو پاکستان ایک اور دل جیت لیتا ہے۔ اور جناب سپیکر! جو قوم اپنے لوگوں کے دل جیت لیتی ہے اسے کوئی شکست نہیں دے سکتا۔

اس لیے Benazir Income Support Programme صرف غربت کم کرنے کا programme نہیں۔ یہ انسانیت کا programme ہے، یہ معیشت کا programme ہے اور یہ قومی سلامتی کا programme ہے اور سب سے بڑھ کر یہ پاکستان اور اس کے عوام کے درمیان ایک مضبوط رشتے کا programme ہے۔

جناب سپیکر! Benazir Income Support Programme کا دفاع کوئی اور کرے نہ کرے پاکستان پیپلز پارٹی ان شاءاللہ کرتی رہے گی۔ اور اسی انداز میں جناب سپیکر! ہماری نظر میں پاکستان کی معیشت تب ترقی کرے گی جب اسی policy کو، اسی mindset کو، اسی نظریہ کو ہماری پوری معیشت میں اپنایا جائے، جب حکومت اور معیشت پر فیصلے کرنے والے تمام لوگ یہ طے کریں کہ پاکستان کی معیشت تب تک ترقی

نہیں کرے گی جب تک پسماندہ طبقات ترقی نہ کریں، جب تک کمزور طبقات ترقی نہ کریں۔ یہ سوچ کہ امیر امیر تر ہوتا رہے، غریب غریب تر ہوتا رہے، اور ہم اس concept کو، اس معاشی development کو ترقی کا نام دیں، یہ ناانصافی ہوگی۔

جناب سپیکر! جب میرے اور آپ جیسے بڑے بڑے زمیندار ترقی کرتے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ پاکستان کی زرعی معیشت ترقی کر رہی ہے۔ پاکستان کی زراعت تب ترقی کرے گی جب پاکستان کا کسان ترقی کرے گا۔ ویسے بھی جناب سپیکر! پاکستان کی معیشت تب ترقی نہیں کرتی جب مل مالکان ترقی کرتے ہیں۔ پاکستان کی معیشت اصل معنوں میں ترقی کرے گی جب مزدوروں کو، محنت کشوں کو، ان کی محنت کا صلہ دیا جائے گا۔ جناب سپیکر! پاکستان کی معاشی ترقی کا مطلب یہ نہیں کہ ہمارے ہاں کتنے لوگ مزید امیر ہوئے ہیں۔ پاکستان کی معاشی ترقی کا مطلب یہ ہے کہ پاکستان کے نوجوانوں کو روزگار کے مواقع دیئے گئے ہیں۔ اور جناب سپیکر! اگر ہم یہ concept اپنائیں تو میں خاص طور پر اس دور میں، جہاں اس وقت معاشی مشکلات کے باوجود مواقع بھی نظر آرہے ہیں، اگر حکومت یہ طے کرے اور فیصلہ کرے کہ اس معاشی ترقی کا فائدہ ہم سب سے پہلے پاکستان کے عوام کو دلوائیں گے، سب سے پہلے پاکستان کے عوام کو relief دلوائیں گے، سب سے پہلے پاکستان کا پسماندہ طبقہ، پسماندہ علاقے کو relief پہنچائیں گے، تو میں آپ کو دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ پورا پاکستان ترقی کرے گا۔

اسی concept سے، جب میں وزیر خارجہ تھا، تو میں کسی دوسرے ملک کے وزیر خارجہ سے بات کر رہا تھا، اور China-Pakistan Economic Corridor کی میں بہت تعریف کر رہا تھا کہ China-Pakistan Economic Corridor introduce ہونے کے بعد پاکستان میں ایسی سڑکیں بنی ہیں، پاکستان کا جو ہمارا Gwadar Port ہے، اس کی ترقی، جب صحیح معنوں میں وہ چلے گا تو جو ترقی کے دروازے ہیں پاکستان کیلئے معاشی طور پر، وہ اس انداز سے کھل جائیں گے اور اسی CPEC کے تحت ہم نے لاہور میں Orange Train بھی بنا دیا، بہت سے ایسے منصوبے، بجلی گھر، وغیرہ وغیرہ، تو اس ملک کے وزیر خارجہ کچھ دیر کے لیے خاموش رہے، پھر مجھ سے سوال کرنا شروع کر دیا کہ اس CPEC میں آپ کا پہلے eastern route نہیں تھا؟ پھر وہ western route، جس پر ہم نے کام کیا تھا۔ مان لیا کہ ہاں، بالکل صحیح، پہلے eastern route ہوتا تھا، اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ western route کو ترجیح دی جائے گی۔ تو پھر اس پہ انہوں نے تبصرہ کیا کہ جبکہ آپ نے اپنے western route پہ کام کیا اور پاکستان میں پہلے سے جو ترقی یافتہ علاقے ہیں، اُس میں مزید ترقی لے کر آئیں، اگر آپ اس کے بجائے پہلے eastern route پہ کام کرتے تو پختونخوا اور بلوچستان اور پسماندہ طبقے، جو ویسے دہشت گردی سے متاثر ہیں، آپ ترقی وہاں بھی لے کر آتے اور اگر وہاں بھی ترقی ہوتی اور اُس کے بعد آپ western route پہ لے کر آتے تو آپ کو اس انداز میں معاشی فائدہ ملتا تھا، آپ کو نہیں ملا۔ پھر اس نے یہ کہا کہ آپ نے یہ فلاں energy plant کے لیے اور فلاں فلاں train کے لیے کتنا قرض لیا؟ کافی زیادہ قرض لیا۔ تو again اسی ملک کے وزیر خارجہ نے مجھ سے کہا کہ کاش اگر آپ وہ قرض لے کے Gwadar Port کو اس انداز میں اس وقت develop کرتے تو آج آپ پاکستان کے ہر شہر کو Orange Train دلوا سکتے تھے، قرض پہ نہیں، اپنے پیسوں پر۔

تو جناب سپیکر! یہ کہانی سنانے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں اپنی policies کو اس انداز میں بنانا چاہئے جہاں ہم ترقی اور growth کا concept focus کریں۔ پسماندہ علاقوں میں ہم ایسے growth-oriented منصوبے لے کر آئیں جس سے پاکستان کی معیشت کو فائدہ دیا جائے، تاکہ ہم قرض لینے کے بجائے، اور اس وقت پاکستان قرض میں چل رہا ہے، ہم اپنا وفاقی Budget قرض پہ چلاتے ہیں، ہم قرض ادا کرنے کے لیے قرض لیتے ہیں، اگر ہم growth-oriented approach لیں تو ہم یہ قرض کے بوجھ کا مقابلہ بھی کر سکتے ہیں۔ اور جو پاکستان کی ترقی جو چند علاقوں تک محدود ہے، کراچی سے لے کے لاہور تک، اور باقی جو ترقی یافتہ شہر ہیں وہاں تک محدود ہیں، اگر ہم broad based approach لیں تو ہم یہ ترقی ان شاءاللہ تعالیٰ پاکستان کے ہر گاؤں میں، ہر شہر میں پہنچا سکتے ہیں، اور وہ دن دور نہیں جناب سپیکر! جب ہم پہنچائیں گے۔

پاکستان کی جو معاشی مشکلات ہیں وہ اپنی جگہ جناب سپیکر! اس موقع کا فائدہ لیتے ہوئے گلگت بلتستان کے بارے میں بات کرنا چاہوں گا، اور میں Floor of the House پہ گلگت بلتستان کے عوام کا شکریہ ادا کرنا چاہ رہا ہوں کہ جس انداز میں گلگت بلتستان کے عوام نے پاکستان پیپلز پارٹی پہ اعتماد کیا، پاکستان پیپلز پارٹی کو واضح اکثریت کے ساتھ گیارہ نشستیں دلوائیں، گلگت بلتستان کے ہر division سے پاکستان پیپلز پارٹی کے نمائندے کو منتخب کروایا، اور پاکستان پیپلز پارٹی کے ساتھ جو ان کا تین نسلوں کا رشتہ ہے، انہوں نے اس election میں مجھے اور آصفہ بی بی کو یہ دکھایا ہے کہ گلگت بلتستان کے پہاڑوں کے درمیان جو عوام بستی ہے، وہ آج تک قائد عوام شہید ذوالفقار علی بھٹو کی جماعت کے ساتھ وفادار ہیں۔

جناب سپیکر! گلگت بلتستان کے عوام میرے خیال میں mind نہ کریں، پورے پاکستان میں، کسی اور علاقے سے آپ مقابلہ کریں، سب سے زیادہ محب وطن پاکستانی ہیں۔ یہ وہ قوم ہے جناب سپیکر! جنھوں نے خود اپنے آزادی کا بندوبست کیا۔ انہوں نے خود ڈوگرہ راج سے لڑ کے، جیت کے آزادی حاصل کی، تو کراچی پہنچ کر کہا ہم نے پاکستان کا حصہ بننا ہے۔ اور ہم نے ان کے ساتھ الحاق کیا، جناب سپیکر! ہمارے لئے تو مشکل ہوتا پاکستان کی فوج کو اُس زمانے میں ان پہاڑوں اور glaciers میں پہنچ کے آزادی کے لئے جنگ لڑنا، ہمیں یہ کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی، انہوں نے خود اپنی آزادی کا بندوبست کیا۔ ہم نے ان کو اس کے جواب میں کیا دیا، جناب سپیکر! FCR کا نظام، ایک تحصیل دار کو ڈوگرہ راج سے آزادی، اور تحصیل دار کا غلام بنا دیا ہم نے ان کو۔ اور پھر قائد عوام شہید ذوالفقار علی بھٹو آیا تھا، اس نے FCR کا نظام کا خاتمہ کیا، جاگیرداری نظام کا خاتمہ کیا، یہ ڈوگرہ راج اور ان کا جو royal والا نظام کا خاتمہ کیا، اور یہی subsidy دلائی etc۔ اور یہی وجہ ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی سے گلگت بلتستان کے عوام کے ساتھ رشتے کی بنیاد رکھی۔ اور قائد عوام کے دور کے بعد گلگت بلتستان کے عوام لاوارث تھے۔ جب شہید محترمہ بے نظیر بھٹو کی حکومت آئی، تو شہید محترمہ بے نظیر بھٹو نے ان کو سیاسی حقوق دیے، ان کو سیاسی بنیادوں پر سیاست کرنے کی اجازت دی گئی، اور ان کے حقوق کی جو جدوجہد ہے، اُس کو آگے لے کے گئے۔

اس کے بعد جناب سپیکر! صدر زرداری اس ملک کے صدر بنے، اور پاکستان پیپلز پارٹی کا ہی دور تھا جہاں ہم نے گلگت بلتستان کو شناخت دی، گلگت بلتستان کو نام دیا۔ میں نے تو الیکشن campaign میں یہ کہا ہے کہ صدر زرداری نے ایک آصفہ بھٹو زرداری کا نام رکھا ہے، ایک گلگت بلتستان کا نام رکھا ہے، اور ایک میرے پختونخوا کا نام رکھا ہے۔ نہ صرف شناخت دی، جناب سپیکر! بلکہ انتظامی صوبہ دیا، Governor، Chief Minister، Assembly، اور جو گلگت بلتستان کے عوام کے حقوق وجدوجہد کو وہ آگے لے کے گئے۔

ابھی میں گلگت بلتستان سے ہو کر آیا ہوں، جناب سپیکر! اور میں نے بھی گلگت بلتستان کے عوام سے وعدہ کیا ہے، اور اسی تاریخ کی وجہ سے گلگت بلتستان کے عوام نے مجھ پر، میری جماعت پر اعتماد کیا ہے۔ اور میرا منشور یہ تھا کہ میں نے گلگت بلتستان کے عوام سے یہ وعدہ کیا کہ ان کے جو حق حاکمیت کے بارے میں اور حق روزگار کے بارے میں حقوق ہیں، انشاءاللہ تعالیٰ میں ان کے لیے جدوجہد کروں گا اور ان کو یہ حقوق دلواؤں گا۔

میری جماعت اور کشمیر Cause کے ساتھ جو تعلق ہے، وہ بھی کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ ہمارا تاریخی تعلق ہے۔ میں اس ملک کا سب سے نوجوان وزیر خارجہ بھی رہا ہوں۔ میں ملک کی جو خارجہ سطح پر مشکلات ہیں، ان کو بھی جانتا ہوں۔ یہ تمام چیزیں مد نظر رکھتے ہوئے، جناب سپیکر! میں اس Assembly سے پوچھنا چاہوں گا کہ وہ لوگ جنہوں نے ڈوگرہ سے آزادی حاصل کی، ان کو ہم کب تک اس حق سے محروم رکھیں گے کہ وہ میرے ساتھ اس House میں بیٹھیں؟ ہم کب تک گلگت بلتستان کے عوام کو ان کے اپنے آئینی حقوق سے محروم رکھیں گے؟

ہم کب تک یہ کہیں گے کہ آپ گلگت سے تعلق رکھیں، یا استور سے تعلق رکھیں، یا سکردو سے تعلق رکھیں، یا خپلو سے تعلق رکھیں، یا خرمنگ سے تعلق رکھیں، یا غذر سے تعلق رکھیں، یا گانچھے سے تعلق رکھیں، اگر آپ نے Budget پر بات کرنی ہے، آپ سڑکوں پر جا کے بات کریں، آپ اپنی عبوری صوبائی Assembly میں جا کے بات کریں، مگر آپ یہاں آ کے اپنے مستقبل کے فیصلے اپنے ہاتھوں سے، اپنے ووٹ سے خود نہیں کر سکتے۔

اس موضوع پہ بحث ہونی چاہیئے، جناب سپیکر! طریقہ کار موجود ہے، جہاں آپ اپنا بین الاقوامی سطح پر جو قومی مفاد ہے اس پہ کوئی نقصان کرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ ان کو عبوری طور پر یہ اجازت دیں کہ ان کے MNAs آ کے اس House میں بیٹھیں، ان کے Senators آ کے بیٹھیں۔

ویسے قادر بھائی کا الگ خیال ہے Senator صاحبان کے بارے میں، ان کو بھی Senator منتخب کرنے کا حق ہے۔ وہ اپنے فیصلے کریں، وہ آ کے اس House میں بیٹھیں، اور ہم یہ لکھیں کہ یہ interim decision ہے۔ جب تک ہمارا plebiscite پر ووٹ نہیں ہوتا، تب تک۔ میری درخواست ہے اس House سے، سیاسی جماعتوں سے، ملکی اداروں سے، کہ گلگت بلتستان کے عوام کے اس مطالبے پر غور کریں۔ اور پاکستان پیپلز پارٹی کی کوشش یہ ہوگی کہ ہم گلگت بلتستان کے حق حاکمیت کو یقینی بنانے کے لیے اس جدوجہد کو آگے لے کے جائیں، اور ان موضوعات پر قومی سطح پر اتفاق رائے پیدا کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں گلگت بلتستان کی election campaign مکمل ہی کر رہا تھا، اور جو آزاد کشمیر کی صورتحال ہے، اس میں کچھ ایسے developmentsہو گئے جس سے پورے پاکستان کو بھی ضرور تشویش ہو گی، اور کشمیریوں کو بھی۔

اور ہم سب جانتے ہیں، جناب سپیکر، یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ Iran-Israel جنگ شروع ہونے سے، ایک دن پہلے، نیتن یاہو کا مہمان کون تھا؟ وہی مودی تھا، جو Operation Sindoor 2 کی رٹ لگائے ہوا تھا۔

اور یہ Israel-India nexus جو پاکستان میں کر رہا ہے، وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ بلوچستان میں جن مشکلات کا ہمیں سامنا کرنا پڑ رہا ہے، وہ ہر پاکستانی جانتا ہے۔ ہر پاکستانی نے یہ بھی دیکھا، کہ کلبھوشن یادیو بلوچستان میں پکڑا گیا، ایک RAW کا agent بلوچستان میں پکڑا گیا۔ وہ picnicکے لیے تو نہیں آیا تھا، جناب سپیکر! سارے پاکستان نے یہ دیکھا، جب پوری مسلم اُمہ اسرائیل اور امریکہ کی جنگ کے خلاف تھی، ان کی مزاحمت کر رہی تھی، کچھ ایسے عجیب علیحدگی پسند، so-called قوم پرست تنظیمیں بلوچستان میں موجود ہیں جو اس حملے کو، اسرائیل اور امریکہ کا حملہ ایران پر، اس کو welcome کر رہے تھے، اس کو خوش آئند کہہ رہے تھے۔

جناب سپیکر! یہی Israel-India nexus آپ کو معلوم ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں جب اسرائیل کی IDF تھک جاتی ہے اپنا genocideکرتے ہوئے، بچوں کا قتل کرتے ہوئے، وہ آ کے اپنی چھٹیاں کہاں مناتے ہیں؟ جناب سپیکر! مقبوضہ کشمیر میں منائی جاتی ہیں۔ جناب سپیکر! وہاں وہ اپنے Indian counterparts کے ساتھ ہوتے ہیں مقبوضہ کشمیر میں، اور کیا کیا جاتا ہے؟ جناب سپیکر! یہ high altitude trainingدونوں ساتھ کرتے ہیں۔

تو آپ یہ نہ سمجھیں کہ پاکستان میں مزید مسائل پیدا کرنے کیلئے یہ معاہدہ ہوا ہے، اور اب اسرائیل اور انڈیا کا جو nexus ہے، وہ خاموش ہو جائے گا۔ وہ آج بھی پاکستان کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں، وہ آج بھی پاکستان کو نقصان پہنچانا چاہ رہے ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ سیاسی قوتوں اور سیاسی جماعتوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے عوام کی اس طریقے سے نمائندگی کریں، اپنے عوام کے مسائل کا حل نکالنے کی کوشش کریں، سیاسی مسائل کا سیاسی مقابلہ اس انداز سے کریں کہ پاکستان میں ایسی fault lines پیدا نہ ہوں، اور اگر fault linesہیں تو ان fault lines کو address کرنے کی کوشش کریں، تاکہ بیرونی طاقتیں ہماری ان fault lines کا فائدہ نہ اٹھا سکیں۔

ہمیں اسی انداز میں جو آزاد کشمیر میں challenge ہے، اس کا مقابلہ کرنا ہے۔ ایک تو اس بات پر کوئی دو رائے نہیں ہیں، چاہے آزاد کشمیر کی حکومت ہو، وفاق پاکستان ہو یا ریاست پاکستان ہو، یہ بات طے ہے۔ اس سے کوئی پیچھے ہٹنے کے لیے تیار نہیں، کہ اگر کوئی قانون اپنے ہاتھ میں لے کے پاکستان کی ریاست کو نشانہ بنائے، پاکستان کے اداروں کو نشانہ بنائے، پاکستان کی police کو، لوگوں کو نشانہ بنائے، تو ان کے خلاف action لینا پڑے گا۔ ان کو قانون کے دائرے میں آ کے اپنے جرائم کا سامنا کرنا پڑے گا۔

ساتھ ساتھ، جناب سپیکر! اس وقت جب ہم سب جانتے ہیں کہ international spotlight پاکستان میں ہے، پاکستان کی قیادت، وزیراعظم صاحب، Field Marshal صاحب کو اتنی بڑی کامیابی ملی اور Iran Deal پر sign کیا ہے، تو جتنا آج Israel-India nexus آپ کو نقصان پہنچانا چاہ رہا ہے، وہ شاید پہلے اتنا نقصان آپ کو نہیں پہنچانا چاہ رہا تھا۔

اسی context میں، جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی بیان دیا اور میں آج Floor of the House سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ جو کشمیری احتجاج کر رہے ہیں، میں تنظیم کی بات بھی نہیں کر رہا، وہ تنظیم ہو یا جو لوگ احتجاج کر رہے ہیں، اس صورتحال میں جو کچھ ہو رہا ہے آزاد کشمیر میں، وہ نہ صرف پاکستان کو، پاکستان کی reputation کو نقصان پہنچا رہا ہے، اس سے کشمیر Cause کو نقصان پہنچایا جا رہا ہے۔

تو ہماری demand ہے ان احتجاج کرنے والوں سے کہ اب اٹھو، بس ہو گیا۔ آپ اس طریقے سے پاکستان کو، کشمیر Cause کو نقصان نہیں پہنچا سکتے، نہ ہی آپ کو نقصان پہنچانے دیں گے۔ Pakistan People's Party ایک سیاسی جماعت ہے، مجھے چھ مہینے ملے، یہ جو آزاد کشمیر کی حکومت تھی اور میں نے اپنی حکومت کو صرف ایک ہی mandate دیا کہ یہ حکومت بننے سے پہلے جو معاہدہ طے کیا گیا، جب حکومت بن رہی تھی تو یہ لوگ نہیں تھے لیکن اب جو آزاد کشمیر میں حکومت بنی ہے، میں نے ان کو یہی mandate دیا تھا کہ آپ اِس معاہدے پر عمل درآمد کریں اور پھر انتخابات کی طرف چلے جائیں۔

میں واضح طور پر clearly کہنا چاہوں گا کہ یہ معاہدہ 80 percent مکمل ہے۔ جو 80 percent مکمل ہوا، جو بھی آزاد کشمیر کا اپنا scope تھا، آزاد کشمیر حکومت کے پاس کچھ کرنے کے لیے جو اپنا اختیار تھا، وہ چیزیں سو فیصد مکمل ہیں۔ جو رہتی ہیں وہ تھوڑی سی long term چیزیں ہوتی ہیں۔ اس میں چاہے آپ کو funding چاہیئے، وفاق سے بات کرنا یا اپنی funding raise کرنے کی بات ہو یا اگر وہ پاکستان سے متعلق نہ بھی ہو، آزاد کشمیر اسمبلی میں وہ اکثریت نہیں ہے، میں نے دوسری سیاسی جماعتوں سے اتفاقِ رائے پیدا کر کے اُن points پر عمل درآمد کیا۔

اس صورت میں کیا justification ہے کہ اس انداز سے اور جس طریقہ کار سے یہ احتجاج کیا جا رہا ہے، اُس سے نہ صرف آپ اپنے مطالبات کو پورا نہیں کر سکیں گے بلکہ Kashmir cause کو نقصان پہنچایا جا رہا ہے۔ آزاد کشمیر میں مسائل پیدا کیے جا رہے ہیں، جو اُن کے لیے production تک نہیں پہنچ سکتی، petrol اُن تک نہیں پہنچ سکتا، ان کی کھانے پینے کی ضروریات اس وقت پورا نہیں ہو سکتیں۔

ہم نے کبھی انکار کیا کہ ان سے بات نہیں ہو گی؟ ہم نے کبھی کہا ہے کہ ہم کسی وعدے پر عمل درآمد نہیں کریں گے؟ میں ایک بار پھر زور سے کہتا ہوں کہ ان کے لیے بہتر ہے، پاکستان کے لیے بہتر ہے، آپ خود اٹھیں اور وہ لوگ جنہوں نے قانون کو اپنے ہاتھ میں لیا، اُن کو پولیس کے سامنے Will have to surrender these individuals to the police in Azad Kashmir. Let the police take action.

میں نہیں چاہوں گا کہ جنہوں نے کوئی جرم نہیں کیا، کوئی غلطی نہیں کی اُن کو کوئی مسئلہ ہو یااُن کے لیے کوئی مشکلات ہوں۔ لیکن جنہوں نے جرم کیاہے، جنہوں نے قانون کو اپنے ہاتھ میں لیاہے، ان کے خلاف تو action لیناپڑے گا۔ اس سے بہتر کہ ہمیں زبردستی وہاں پہنچ کر action کروانا پڑے، بہتر یہ ہو گا کہ اس سے پہلے جو احتجاج کرنے والے ہیں وہ خود اپنے آپ کو اُن افراد سے دور کریں، الگ کریں جو انتہا پسندی کی سیاست کر رہے ہیں، جنہوں نے قانون اپنے ہاتھ میں لیاہے۔

اگر اس طریقے سے آگے development ہوتی ہے تو I am confident کہ ہم سیاسی انداز میں، پرامن انداز میں اِن مسائل کا حل نکال سکتے ہیں۔ اگر اس انداز سے یہ اٹھتے ہیں تو پھر اگر وہ اٹھنے کے بعد آزاد کشمیر حکومت کو ایسی کوئی درخواست دیتے ہیں جو اُن کے خلاف notification نکلاہے اُس پر نظرِ ثانی ہو، تو پھر ضرور تمام stakeholders آزاد کشمیر، وفاق کے ساتھ مل کر بات کر کے اس پر دیکھا جا سکتا ہے۔

اگر یہ اس طریقے سے اٹھیں، اگر وہ unconditionally اٹھیں، وہ لوگ جنہوں نے قانون کو اپنے ہاتھ میں لیا ہے ان کو surrender کرتے ہیں، پھر پرامن طریقے سے، سیاسی انداز سے ان مسائل کا حل نکالا جا سکتا ہے۔ سڑکوں کے بجائے آزاد کشمیر میں پارلیمان کے اندر ان مسائل کا حل نکلنا چاہئیے۔

جہاں تک اُن کے مختلف مطالبات ہیں اور ایک ایسا مطالبہ ہے جو متنازع بن چکا ہے، یہ جو مہاجرین کی seats ہیں، آزاد کشمیر والی، اُن کے بارے میں تھوڑا سا کہنا چاہوں گا کہ یہ جو تنظیم بنی ہے یہ پاکستان کی تاریخ میں کبھی کوئی election تو نہیں لڑی ہے۔ یہ جو مہاجر کی seats ہیں، یہ آپ کو پتہ ہے کب، پچھلے elections میں، وہ جنرل فیض اور خان صاحب کے دور میں جو آزاد کشمیر میں انتخابات ہوئے، تب Pakistan People's Party نے بھی اس election میں حصہ لیا۔ ہم نے اس election campaign میں محنت کی اور ہم نے جہاں تک آزاد کشمیر کی بات ہے، Pakistan People's Party نے اچھی performance دی۔

اگر آزاد کشمیر میں ہی elections ہوتے اور آزاد کشمیر تک ہی محدود رکھتے تو Pakistan People's Party کو اپنی حکومت بنانے میں اتنی مشکلات کا سامنا نہیں کرنا پڑتا مگر یہی مہاجرین کی seats کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ خان صاحب نے پھر پنجاب اور خیبر پختونخوا کی seats کو ملا کر حکومت بنائی۔ اب یہ کہنا کہ کسی علاقے کی یہ خواہش ہے کہ ان کے مستقبل کے فیصلے وہ خود کریں اور اُن کے مستقبل کے فیصلے کہیں اور سے نہ ہوں، تو یہ کوئی بری بات تو نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں کہ کم از کم پاکستان کا کوئی اور صوبہ جو یہ برداشت کرتا ہے۔ اگر بلوچستان کا election ہو رہا ہو مگر آدھی seats کا یا quarter seats کا فیصلہ پاکستان کے کسی اور صوبے میں ہوتا تو بلوچستان سے تو reaction آجاتا۔

اگر صوبہ سندھ کا صوبائی الیکشن ہو رہا ہو اور ان کی quarter seats یا آدھی seats کا فیصلہ صوبہ پنجاب کرتا تو اعتراض ضرور ہوتا۔ اگر پنجاب میں صوبائی الیکشن ہو رہا ہو اور وہاں کی آدھے سے زیادہ seats صوبہ سندھ میں ہوتیں تو میرا نہیں خیال کہ میرے اتحادی اس بات پر اتنا

خوش ہوتے۔ یہ واقعی ایک question mark بن جاتا ہے، آپ نے جدوجہد کی ہے۔ ہمارا موقف یہ ہے کہ کشمیر کا فیصلہ کشمیری کریں گے، plebiscite ہوگا تو اپنا مستقبل طے کریں گے۔ دنیا بھر میں 1947ء سے لے کر آج تک عالمی دنیا میں، پاکستان بھر میں ہم حقوق کی بنیاد پر اور جمہوریت کی بنیاد پر یہ جدوجہد کرتے آرہے ہیں، یہ ایک complication تو ضرور ہے۔ اب اس complication کی وجہ سے کسی کی جان کو، کسی کے مال کو، کسی کی property کو تو نقصان نہیں پہنچانا چاہیئے۔ ہمیں ایک normal انداز میں اس پر debate کرنی چاہیئے۔ آپ زبردستی مجھے کیسے کہہ سکتے کہ ان کو ختم کریں؟ بندوق لا کر اس زور پر کیسے کہہ سکتے ہیں کہ اسے ختم کریں؟

میرے پاس آزاد کشمیر اسمبلی میں اتنے votes ہیں، جب تک میں وہاں consensus نہیں بنا سکتا تو اس پر ترمیم نہیں لے کر آ سکتے۔ ہم نے 1973ء کے Constitution کیلئے 30 سال جدوجہد کی کہ بحال کرو، قائد عوام کے آئین کو بحال کرو۔ شہید محترمہ بے نظیر بھٹو کی پوری سیاسی زندگی اُس میں لگی رہی اور شہادت کے بعد اٹھارہویں ترمیم کی صورت میں ہم نے کامیابی حاصل کی۔

یہ لوگ آکر مظفر آباد میں بیٹھ کے، شور شرابہ کر کے، دھمکیاں دے کر یہ سمجھتے ہیں کہ آئین بن جائے گا، ایسے تو نہیں ہوتا جناب سپیکر! ہمیں convince کرنا پڑے گا Muslim Conference کو، ہمیں convince کرنا پڑے گا Muslim League کو، کہ What is the appropriate consensus?

میری جماعت کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ ہم مہاجرین کی نمائندگی پر compromise نہیں کر سکتے اور مہاجرین کے vote پر compromise کرنے کے لیے تیار نہیں۔ اور اگر If this is not acceptable to anybody else to hell with them. I have a political party, Muslim League is a political party, Muslim Conference is a political party. ہمارا حق ہے کہ ہم کہیں یہ میری رائے ہے۔ جتنا ان کا حق ہے وہ کہیں کہ یہ ان کی رائے ہے۔

میری جو suggestion ہے یا میری party کا جو نقطہ نظر یہ ہے کہ ایسے اتفاق رائے پیدا ہو کہ ہم مہاجرین کی نمائندگی پر بھی اور مہاجرین کے vote پر بھی compromise نہ کریں مگر ان کے اعتراضات دور کریں، کشمیریوں کے جائز اعتراضات دور کریں کہ کشمیر کا فیصلہ کشمیر ہی کرے گا۔

Pakistan People's Party کی طرف سے تجویز یہ ہے کہ ہم اُن کی نمائندگی کو اور ان کے vote کو تحفظ اس طریقے سے دیں کہ جو reserve seats ہیں overseas کی minorities کی ہیں، خواتین کی ہیں، اسی انداز میں جو مہاجرین کی seats ہیں وہ اسی reserve کے ratio کے مطابق اس پر فیصلہ کریں۔ جو elections آزاد کشمیر کے علاقے میں ہوتے ہیں اس بنیاد پر آپ کو reserve seats مہاجرین کی نمائندگی کو دی جائیں۔ ساتھ ساتھ اس بات کو ensure کرنا ہے کہ مہاجرین کو vote کا حق بھی دیا جائے۔ تو جناب سپیکر! اُسی انداز میں، میں جانتا ہوں کہ آپ زیادہ time ویسے ہی کراچی اور اسلام آباد میں گزارتے ہیں، نواب شاہ میں زیادہ گزارنا چاہیئے۔

لیکن جب ووٹ کی باری آتی ہے تو آپ واپس گھر جا کے ووٹ دے سکتے ہو۔ تو اسی طرح کوئی رکاوٹ نہیں ہے، مہاجرین کا ووٹ بھی ہو سکتا ہے، جائیں مظفر آباد میں ووٹ ڈالیں، آپ کی جماعت الیکشن بھی جیت سکتی ہے تو جیتیے، اسی بنیاد پر آپ کو representation بھی مل سکتی ہے۔ مگر اس طریقے سے کشمیر cause کو نقصان پہنچایا جائے، پاکستان کی reputation کو نقصان پہنچایا جائے، میری سمجھ سے باہر ہے۔ جناب سپیکر! یہ بہت اہم issue ہے، اس کا حل نکالنا چاہیئے، لیکن کسی ایک انسان کی جان اس جھگڑے میں کیوں چلی جائے؟ میں ایک بار پھر appeal نہیں، insist کرتا ہوں ان تمام احتجاج کرنے والوں سے کہ آپ کشمیر Cause کو بچائیں، کشمیر کی reputation کو بچائیں۔ آپ نے، سیاسی انداز میں جدوجہد کرنی ہے تو سیاسی کامیابی مل سکتی ہے۔

مجھے یاد ہے کہ چند ہفتوں پہلے مقبوضہ کشمیر سے ایک آواز اٹھی۔ مجھے یہ یقین نہیں تھا کہ ایسی آواز اٹھے گی۔ محبوبہ مفتی نے تقریر کی اور وہ کہہ رہی تھیں کہ مقبوضہ کشمیر میں چین نہیں ہے، مگر آزاد کشمیر میں چین ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں آزادی نہیں ہے، مگر آزاد کشمیر میں آزادی ہے۔ اور جناب سپیکر! میں آزاد کشمیر کو آزاد دیکھنا چاہتا ہوں، میں آزاد کشمیر کو مقبوضہ کشمیر کی طرح نہیں دیکھنا چاہتا۔

ایک تو یہ ہے کہ احتجاج کرنے والوں کو سمجھنا پڑے گا، دوسرا احتجاج کرنے والوں کو، سیاسی جماعتوں کو اور سب کو مل بیٹھ کر تمام مسائل کا حل نکالنا چاہیئے۔ ہمیں short term نہیں، ایک ایسا truth and reconciliation establish کرنا چاہیئے جہاں یہ تمام issues کو ہم ایک دفعہ، ایک وقت میں ختم کریں، address کریں، تاکہ بار بار، دوسرے ہفتے بعد، پورے آزاد کشمیر کی عوام کو اس طریقے سے یرغمال نہ بنایا جائے۔

جناب سپیکر! ایک بار پھر، this challenge requires us to break from the past, to break from the status quo. ہم وہی سیاست 1947ء سے لے کر 2027ء تک نہیں چلا سکیں گے آزاد کشمیر میں۔ ادھر elections ہونے والے ہیں، اور اب جو اس elections میں حصہ لے رہے ہیں، ان کو یہ فیصلہ کرنا پڑے گا۔ کیا ہم روایتی سیاست کریں گے؟ کیا ہم وہاں جا کر یہی وعدہ کریں گے کہ آپ کو رائے شماری تک، آزادی تک، plebiscite تک ایسے ہی چلائیں گے؟ نہیں، جناب سپیکر! ایک نئی نسل پیدا ہو رہی ہے آزاد کشمیر میں۔ اس نئی نسل نے اپنے حقوق کی جدوجہد کرنی ہے۔ ہم نے یہ تربیت دی ہے، نسل در نسل تربیت دی ہے ان کو، کہ اپنے حقوق کا تحفظ کریں، اپنے حقوق کے لیے جدوجہد کریں۔ ابھی آپ اس کو change تو نہیں کر سکتے۔ آزاد کشمیر کے عوام اپنے حقوق کے لیے جدوجہد کرنا جانتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ as a mature political party, a mainstream political party that understands that Modi wants to take advantage of this situation، کہ ہم آزاد کشمیر کو ایک نیا منشور دیں، آزاد کشمیر کو ایک نیا programme دیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی ان شاءاللہ تعالیٰ اس election میں حصہ لے گی۔ جیسے میں نے گلگت بلتستان کے عوام سے وعدہ کیا کہ میں ان کو حق حاکمیت دلواؤں گا، حق ملکیت دلواؤں گا، حق روزگار دلواؤں گا، ان شاءاللہ تعالیٰ میرا وعدہ آزاد کشمیر کے

عوام کے لیے وہی ہو گا۔.We have to think outside the box ہم نے جموں وکشمیر کی جو آزادی کی تحریک ہے، اس کو نقصان نہیں پہنچانا۔ جو ہمارا goal ہے، جو ہمارا aim ہے کہ رائے شماری ہونی ہے، اس کو نقصان نہیں پہنچانا۔ لیکن اسی دائرے میں رہ کر، جناب سپیکر! جیسے میں request کر رہا تھا کہ عبوری طور پر، عبوری طور پر گلگت بلتستان کے عوام کو اپنا نمائندگی کا حق دیا جائے، تو ویسے ہی عبوری طور پر، جب تک ہم رائے شماری کے عمل سے نہ گزریں، ہمیں سوچنا پڑے گا کہ آزاد کشمیر کے عوام کو مزید حقوق کیسے دیے جا سکتے ہیں۔

اور میری تجویز یہ ہے، جناب سپیکر! کہ یہاں بھی ہمیں یہ سوچنا چاہیئے کہ آزاد کشمیر کے عوام کو اگر اپنا issue اٹھانا پڑے، اگر بجٹ میں کچھ شامل کرنا پڑے، اگر میرپور کو airport چاہیئے، تو یہ کیوں ضرورت پڑی ہے کہ لاڑکانہ کا MNA وفاق سے بات کرے کہ میرپور میں airport ہو؟ یہ کیوں ضرورت ہے؟ اگر انہوں نے بجلی پر بات کرنی ہے یا subsidy پر بات کرنی ہے، ہمیں اتنی کوشش کرنی چاہیئے کہ ایسا راستہ نکلے۔ عبوری مگر ان کو ادھر آنے کی اجازت ہمیں دینا پڑے گی۔

میں وہ دن دیکھنا چاہتا ہوں کہ مظفر آباد کا MNA میرے ساتھ چلے۔ MNA کا نام نہ دے، ان کو سفیر کا نام دے دے، عبوری سفیر کا نام دے دے، مگر ووٹ کا حق دے دے، بولنے کا حق دے دے، آئین بنانے کا حق دے دے، قانون بنانے کا حق دے دے، اپنا مستقبل طے کرنے کا حق دے دیں۔ ان کو دکھائیں کہ تمام مسائل کا حل، تمام مسائل کا حل پاکستان، ان کے دائرے میں رہ کر، آزاد کشمیر کی ریاست میں اور پاکستان کی ریاست کے پاس، ان تمام مسائل کا حل ہے۔ امیر مقام صاحب، میرا پسندیدہ تھا، مسلم لیگ (ن) کا نمائندہ ہے، مگر کب تک آزاد کشمیر کی وزارت، کب تک ہم اسی تنخواہ پر آزاد کشمیر کو چلائیں گے؟

جب سے 1947ء سے یہ جدوجہد شروع ہوئی ہے، یہ پاکستان پیپلز پارٹی، جناب سپیکر! وہ پاکستان پیپلز پارٹی جس کی بنیاد آزاد کشمیر میں رکھی گئی۔ RAW کا ایجنٹ میں نہیں ہوں، پاکستان کا نمائندہ ہوں، پاکستان کے مفاد میں بات کر رہا ہوں۔ آواز دو، حقوق دو، حق حاکمیت دو۔ آپ اس کو جیسے بھی phrase کرنا چاہیں گے، جیسے بھی package کرنا چاہیں گے، لیکن ان کو یہ راستہ دکھانا پڑے گا۔ یہ ہمارے اوپر لازم ہے، یہ آپ کے اوپر لازم ہے کہ کیسے راستہ ہم طے کریں گے، کیسے consensus بنائیں گے، جس سے آزاد کشمیر کے عوام کو یہ سکون ہو کہ ان کے فیصلے یہ خود کر رہے ہیں، ان کے فیصلے نہ کوئی اور صوبہ، نہ کوئی وفاقی وزیر کر سکتا ہے، وہ خود کریں گے۔ اور جب وہ اپنے فیصلے ہی، جناب سپیکر! خود کریں گے، تو پھر یہ واضح ہو گا کہ پاکستان ہی وہ راستہ ہے جس سے وہ کشمیری اپنے تمام خواب پورے کر سکتے ہیں۔

ہم مودی کی سازشیں دیکھ رہے ہیں، بلوچستان سے لے کر پختونخوا تک، پختونخوا سے لے کر ہمارے پہاڑوں تک، ہم مودی کی سازشیں دیکھ رہے ہیں۔ مگر ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ ان کی تمام سازشوں کو ناکام، ان شاءاللہ تعالیٰ، یہ House اس side سے لے کر اس side تک مل کر مقابلہ کر کے ان کو شکست دلائے گا۔ مودی ہمارا پانی روکے گا۔ مودی کہتا ہے کہ وہ Indus Waters Treaty کو نہیں مانتا۔ جناب سپیکر! مودی کی یہ بھول ہے۔ پورا پاکستان ان کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہے، ان کی سازشوں کو ناکام کرنے کے لیے تیار ہے۔ اگر پاکستان کا پانی بند کرنے پر یہ

اڑے ہوئے ہیں تو، جناب سپیکر! پاکستان جنگ کے لیے تیار ہے۔ان شاءاللہ تعالیٰ، Indus Waters Treaty کو بچانے کے لیے، پاکستان کے پانی کو بچانے کے لیے، پاکستان کا بچہ بچہ لڑنے کے لیے تیار ہے۔because this is our survival.

جناب سپیکر! اس کے ساتھ strategy پر ہمیں اب کام کرنا پڑے گا۔ ہمیں اس سازش کو ناکام کرنے کے لیے، جو عالمی سطح پر ڈار صاحب اور ان کی ٹیم محنت کر رہی ہے، وہ ہم سب سراہتے ہیں۔ جو ہم نے اپنی تیاری کرنی ہے، ایک تو اگر جنگ کی ضرورت ہو تو معاشی طور پر تمام صوبوں نے یہ اب طے کیا ہے کہ ان حالات میں ہم سب contribute کر رہے ہیں۔ لیکن اندرونی سطح پر اب یہ پانی کی کمی، اور یہ پانی پر دہشت گردی، اور یہ پانی پر دھمکیاں، ان کے لیے پاکستان کے کیا solutions ہیں؟ کیا response ہو سکتے ہیں؟

سب سے پہلے، جناب سپیکر، پاکستان میں جو موجودہ پانی اور irrigation کے منصوبے ہیں، پاکستان کا بہترین irrigation network، پاکستان کے جو تمام dams کے منصوبے ہیں، جو داسو ڈیم ہے، جو گلگت میں دیامر بھاشا ڈیم ہے، ہمیں ensure کرنا چاہیئے کہ ongoing projects کو مکمل کیا جائے، اس کے بجائے کہ سالہا سال انتظار کرنا پڑے، منصوبہ بھی نہ چلے اور اس کا نقصان ہو۔ But, outside the Indus Waters Treaty, Pakistan needs solution. Outside of the Indus Waters Treaty, Pakistan needs such a solution جو ہماری پانی کی ضروریات ہیں، اس پر ہمیں مدد کر سکیں، اور یہ پانی کی قلت پیدا کر کے پاکستان میں جو بے چینی پیدا ہوتی ہے۔ خاص طور پر Lower Riparian کا، ہم اس کو کیسے address کر سکتے ہیں؟ اس وقت بھی، جناب سپیکر! ایک مہینے سے زیادہ ہو گیا ہے کہ بلوچستان اور سندھ IRSA سے شکایت کرتے آ رہے ہیں کہ ہمارے ہاں پانی کی قلت ہے اور جو نقصان ہوا ہے، وہ بلوچستان یا سندھ کا نقصان نہیں، وہ پاکستان کا نقصان ہے۔ ہمیں اپنے internal systems کو اتنا مضبوط کرنا چاہیئے کہ جب ہم بیرونِ ملک جا کر Upper Riparian کی شکایت کریں، تو اندرونِ ملک ہمارا نظام اتنا مضبوط ہو کہ اس قسم کی شکایتیں ہمارے ملک کے اندر سے نہ آئیں۔ ہمیں پانی کی quantity میں اضافہ کرنے کے لیے Indus Waters Treaty کا کوئی حل نکالنا پڑے گا، کیونکہ Indus Waters Treaty ایک مسئلہ ہے۔ پاکستان نے یہ کہا کہ ہم Indus Waters Treaty کو مانتے ہیں، وہ کہتے ہیں ہم نہیں مانتے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم dams بنا رہے ہیں، تو پاکستان کو ایسا کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہیئے جہاں عالمی سطح پر یہ impression جائے کہ پاکستان ہار مان چکا ہے، ہم Indus Waters Treaty پر give up کر چکے ہیں اور ہم بھارت کے dams کو قبول کر رہے ہیں۔ خطرہ ہے کہ اگر خدا نخواستہ ہم کوئی loose ball کھیلیں، ہم ایسا کوئی قدم اٹھائیں جس سے عالمی سطح پر یہ پیغام جائے کہ پاکستان مان چکا ہے کہ dams ادھر بن رہے ہیں اور اب ہمیں یہی ایک trajectory اختیار کرنا ہے، تو یہ نقصان ہو گا۔

اس کے outside ایک حل موجود ہے۔ آج کل صدر زرداری کی شروع کی ہوئی Gas pipeline پر بہت بات ہو رہی ہے کیونکہ صدر زرداری نے Iran-Pakistan Gas Pipeline شروع کی اور امید ہے اس سلسلے میں وہ pipeline اگر چلے تو پاکستان کو بہت فائدہ

ہو گا۔ایک اور صدر زرداری صاحب کا منصوبہ ہے کہ Central Asian Republics سے پاکستان کو پانی دیا جائے،اور یہ اضافی پانی ہو گا، Indus Waters Treaty سے زیادہ پانی ہو گا، جو ہم پاکستان کے system میں لے کر آ سکتے ہیں۔ وہاں ان علاقوں میں یہ پریشانی اور بے چینی ہے کہ ان کے Glaciers global warming کی وجہ سے اتنی تیزی سے پگھل رہے ہیں کہ ان کی پوری آبادی کو نقصان ہے، ان کے infrastructure کو نقصان ہو رہا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ ان کی ضرورت سے زیادہ پانی، جو ان کے پاس ہے، وہ کسی نہ کسی طریقے سے ملک سے باہر بیچیں۔

ایک brotherly Muslim country ہے، Arab ملک ہے، جنہوں نے خود 3 ملین ڈالرز خرچ کیے ہیں feasibility report پر، کہ Central Asian ممالک سے پانی کو pipe کے ذریعے سے Gulf countries تک پہنچانا ہے۔ تو اس منصوبے پر financial planning ہوئی ہے، feasibility بنائی گئی ہے اور طے ہوا ہے کہ یہ feasible ہے۔ تو ہم یہ propose کرنا چاہیں گے کہ جہاں بھارت کی ان سازشوں کا مقابلہ کرنے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ جو موجودہ dam کے infrastructure کو بہتر کریں، ساتھ ساتھ ہمیں، outside of the Indus Waters Treaty، صدر زرداری کی تجویز کردہ جو پانی کی pipeline ہے، Central Asian Republics سے پاکستان کے water system میں آئے، پاکستان کو اضافی پانی ملے، Indus Waters Treaty کی کمی کا مقابلہ بھی کریں اور پاکستان کے اندر جو پانی کی قلت ہے، اس کو دور کیا جائے۔ اگر ہم step by step اپنے پانی کا بندوبست کرتے ہیں تو پھر ان شاءاللہ تعالیٰ extra پانی ہو گا، پانی کی قلت نہیں ہو گی، پھر ہم ایسا consensus بنا سکیں گے کہ ایسے water infrastructure کے منصوبوں کا بندوبست کر سکیں گے اور اس اضافی پانی کو ان شاءاللہ تعالیٰ پاکستان کے کونے کونے تک پہنچا سکیں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے، جناب سپیکر! کہ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان ایک crossroads پر کھڑا ہوا ہے اور ہم اگر مل کر اتفاقِ رائے سے، consensus سے، ان تمام issues کا کوئی حل نکالنے کی کوشش کریں تو میرا ایمان یہ کہتا ہے کہ جیت پاکستان کی ہو گی اور شکست پاکستان کے ہر مخالف کی ہو گی۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب محمد معین عامر پیرزادہ صاحب۔

جناب محمد معین عامر پیرزادہ: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ بہت شکریہ، سر! موجودہ مالی سال کے Budget کے سلسلے میں آپ نے تقریر کرنے کا موقع دیا۔ سر! یہ timing بہت زیادہ مختصر ہوتی ہے، تو میں بہت کم بات کروں گا۔ Wind up سے ہی شروع کروں گا۔ جہاں اسمبلی میں مختلف چیزوں کی باتیں ہو رہی ہیں، وہاں میں پہلے آغاز کرنا چاہوں گا اپنے شہر کے مسائل کے حوالے سے۔ پانی کا مسئلہ پاکستان اور صوبوں میں تو ہے ہی، وہاں پورے کراچی اور بالخصوص میرے حلقہ کورنگی میں انتہائی کم پانی ہے۔ سر! لوگوں کو لائنوں میں لگ کر tanker سے بھی اب ملنا محال ہو چکا ہے۔ کراچی میں پانی کی کمی دور کرنے کے لیے K-IV کا project 2008ء سے جاری وساری ہے اور نہ جانے کب تک اس project کو ہم complete کریں گے۔ ایک طرف تو پانی کی کمی ہے۔ دوسری طرف میں آپ کی توجہ

دلانا چاہوں گا۔ میرے حلقے میں ایک علاقہ قیوم آباد میں گزشتہ چار سال سے سندھ حکومت مین لائن کو تبدیل کرنے کا فنڈ اپنے Annual Development Programme میں رکھتی ہے۔ سر! ضرورت اس لیے ہے کہ قیوم آباد میں نئی پانی کی لائن ڈالنے کا project گزشتہ چار سال سے سندھ حکومت اپنی ADP میں رکھ رہی ہے۔ اس علاقے میں ملیر ندی میں اس کی لائن ہے۔ سر! آپ کی توجہ درکار ہے۔ وہ لائن جگہ جگہ سے ٹوٹی ہوئی ہے۔ اس میں chemical کا پانی، industrial waste کا پانی مل جاتا ہے۔ جب ان کا پانی کھلتا ہے تو پہلے لاکھوں گیلن پانی انہیں بہانا پڑتا ہے۔ وہ لائن نہ صرف حکومتِ سندھ کے ایک صوبائی وزیر کے ایماء پر روکی گئی ہے۔ وہاں کے لوگوں نے گزشتہ دنوں پانی کے لیے ایک مظاہرہ کیا۔ ظلم یہ ہے کہ ان کو پانی دینے کے بجائے وہاں کے بزرگوں، نوجوانوں اور رہائشیوں کو مظاہرہ کرنے کی پاداش میں ان پر FIR درج کی گئی ہیں۔ لوگ جگہ جگہ جا کر Court میں دھکے کھا رہے ہیں اور اپنی ضمانتیں کروا رہے ہیں۔ میری وفاقی وزیرِ داخلہ سے بھی گزارش ہے کہ اس مسئلے میں intervene کریں اور اس مسئلے کو حل کرائیں اور لوگوں پر FIRs واپس دلوائیں۔ سر، دوسری اہم بات یہ کرنا چاہوں گا کہ formula milk کے اوپر حکومت نے بچوں کے پینے کے دودھ پر جو ٹیکس عائد کیا ہے، اب مجھے نہیں پتا کہ وزیرِ خزانہ صاحب کے back of mind میں کیا ہے۔ سر! 1800, 1900, 1000 ارب روپے کا آپ کا بجٹ ہے، ایک بچے کے پینے والے دودھ میں آپ 4,5 ارب روپے جمع کروا کر عوام کو کیا پیغام دینا چاہ رہے ہیں؟

اس حکومت نے ماضی میں جو Tetra Pak کی انڈسٹری تھی، juices کی، milk کی، وہ سب تباہ کر دی۔ ان کی sales آدھی ہو گئی ہیں۔ سر، اگر کوئی بھی ٹیکس لاگو کیا جاتا ہے اور اس کے بعد اگر اس انڈسٹری کا نقصان ہو رہا ہے تو سر، ان انڈسٹری والوں کے ساتھ بیٹھ کر اور اس سے وابستہ لوگوں کی بات سن کر اس مسئلے کا کوئی حل نکالنا چاہیئے۔ سر، اگر Tetra Pak کی juice industry متاثر ہو رہی ہے تو صرف انڈسٹری ہی برباد نہیں ہو رہی، بلکہ آج جو ہمارا کسان ہے، خاص طور پر وہ جن کے اپنے باغات ہیں، جو پھلوں کے باغات ہیں، سر ان کی pulp کی جو requirement تھی کمپنیوں کی، وہ کم ہو گئی ہے اور وہ پھل اونے پونے مارکیٹوں میں بک رہے ہیں۔ نہ وہ باہر جانے کے قابل ہیں اور نہ وہ اس قابل ہیں کہ ان کو مزید process کر کے کوئی کمپنی آگے اپنا کام کر سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی آپ سے کہنا چاہوں گا کہ کراچی کے جتنے بھی projects ہیں، مجھے تو بڑی شکایت ہے اپنے وزیراعظم میاں شہباز شریف صاحب سے کہ جب وہ پنجاب کے وزیراعلیٰ تھے تو Shehbaz speed کا ہم نام سنتے تھے اور ان کو دیکھ کر مختلف سیاست دانوں نے اپنے نام کے ساتھ speed لگانا شروع کر دیا، لیکن جب کراچی کے منصوبے آتے ہیں، سر، چاہے KCR ہو، چاہے S-3 ہو، چاہے K-IV ہو، چاہے PSDP کے مسائل ہوں، سر وہاں آ کر اس speed کو brake لگ جاتی ہے۔ تو میری ان سے گزارش ہے کہ وہاں بھی تھوڑا look after کریں۔ کراچی کے لوگوں کو آپ کی توجہ کی شدید ضرورت ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ اس ملک کے مسائل کا جو بنیادی حل ہے، سر، وہ مقامی حکومتوں کے اندر ہے۔ جب تک مقامی حکومتوں کو طاقتور نہیں کیا جائے گا، ان کو معاشی خود مختاری نہیں دی جائے گی، ان کو سیاسی خود مختاری نہیں دی جائے گی، اس وقت تک اس ملک کی ترقی کا خواب صرف ایک خواب ہی ہو گا۔

جب تک مقامی حکومتوں کے لوگوں کو وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی طرح ان کے tenure، ان کے elections، ان کے funds اور ان کے departments کا تحفظ آئین میں نہیں دیا جائے گا، اس وقت تک اس ملک کی ترقی صرف ایک خواب ہو گی۔ سر! آخر میں چونکہ آپ نے پینسل اٹھالی ہے، wind up کا اشارہ کرنے کے لیے، تو چند شعر آپ کی خدمت میں عرض کروں گا اور پھر آپ سے اجازت چاہوں گا۔

لب پہ پابندی تو ہے، احساس پہ پہرا تو ہے
پھر بھی اہلِ دل کو احوالِ بشر کہنا تو ہے
خونِ اعدا سے نہ ہو، خونِ شہیداں ہی سے ہو
کچھ نہ کچھ اس دور میں رنگِ چمن نکھرا تو ہے

اور سر:

جھوٹ کیوں بولیں فروغِ مصلحت کے نام پر
زندگی پیاری سہی، پر ایک دن مرنا تو ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، time کی پابندی کرنے کا بھی شکریہ۔ اور اس کے بعد ہیں جناب ارشد عبداللہ وہرہ صاحب، ہیں؟ نہیں ہیں۔ ڈاکٹر درشن صاحب بھی موجود نہیں ہیں، محترمہ نوشین افتخار بھی موجود نہیں ہیں، محترمہ سعیدہ جمشید، حسان صاحب۔

جناب حسان صابر: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں اور اپنی پارٹی کی جانب سے بھی اس رب کا شکر ادا کرتا ہوں جو رحمان و رحیم ہے، اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے ہمیں اس قابل کیا کہ ہم اس کی حمد و ثنا بیان کر سکیں۔ جناب سپیکر! میں شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اپنی پارٹی کی جانب سے بھی اور پاکستانی قوم کی جانب سے بھی جناب وزیر اعظم پاکستان شہباز شریف صاحب کا، فیلڈ مارشل سید عاصم منیر صاحب کا۔ اور تمام رفقاء جو اس ایران، امریکہ تنازع میں پاکستان کی طرف سے نمائندگی کرتے رہے اور اس دجالی فتنے جو اسرائیل کی طرف سے پوری مسلم اُمہ پر مسلط کیا گیا تھا، اس کا مقابلہ کرتے ہوئے جس طرح پاکستان نے اپنے سفارتی محاذ کے اوپر کامیابی حاصل کی، وہ لائقِ تحسین بھی ہے اور مبارک باد کے مستحق بھی ہیں۔ وہ تمام ادارے، افواجِ پاکستان، جو مئی 2025ء سے پاکستان کے ان تمام حکومتی اداروں کو، افواجِ پاکستان کو، جنہوں نے یہ تنازع جو امریکہ اور اسرائیل کے ساتھ ایران کا تھا، اور اس معاہدے پر دستخط کرتے ہوئے جس طرح mediation میں پاکستان کا تذکرہ آیا، یہ دنیا کے اوپر مسلط کی جانے والی تیسری عالمی جنگ کا خاتمہ ہے۔ دنیا بھر کا پاکستان سے تشکر کرنا، پاکستان کا شکریہ ادا کرنا، اس قوم اور اس ملک کے وقار کو

سربلند کرنا، یہ لائقِ تحسین ہے۔ میں گزارش کروں گا آپ کے توسط سے ہمارے وزیراعظم صاحب سے بھی، ہمارے فیلڈ مارشل صاحب سے بھی اور تمام متعلقہ اداروں سے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام محاذوں پر کامیابی عطا کی ہے۔

گزشتہ کئی مہینوں سے پاکستان دنیا بھر میں اپنی کامیابی کا ڈنکا بجا رہا ہے، لیکن ایسا کیا ہے کہ میرے شہر کے لوگ جو پریشانی میں مبتلا ہیں، جو depression کا شکار ہیں، جو frustration کے مارے ہوئے ہیں، جن کو پانی نہیں مل رہا، جن کو گیس نہیں مل رہی، جن کو بجلی نہیں مل رہی، جن کا روڈ infrastructure تباہ و برباد ہو گیا، جہاں لاقانونیت عروج پر ہے، جہاں لوگوں کے مسائل کم ہونے کی بجائے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ جو پاکستان کا سب سے بڑا شہر ہے، پاکستان کی سب سے بڑی آبادی کا شہر ہے، پاکستان میں رہنے والے ہر زبان، رنگ، نسل اور مذہب کے لوگ وہاں پر آباد ہیں، پاکستان کے revenue engine کی حیثیت رکھتا ہے، پاکستان کی معاشی ترقی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے، لیکن اس کی طرف توجہ اس طرح سے نہیں دی گئی جس کا وہ مستحق ہے۔ کراچی شہر 1947ء میں بابائے قوم رحمۃاللہ علیہ کے حکم پر دارالحکومت منتخب کیا گیا تھا، تو پاکستان کے بانی نے جب دارالحکومت منتخب کیا تھا تو بہت سوچ بچار اور پاکستان کو تعمیر و ترقی کرنے والوں کے مشورے کے بعد کیا تھا۔

پہلا دارالخلافہ اس ملک کا کراچی جو 1947 سے 1967 تک اس ملک کا نظام و انتظام بہترین طریقے سے golden era declared کیا جاتا ہے اس ایریا کو جب اتنے سال سے پاکستان ترقی کر رہا تھا اور تیزی سے ترقی کر رہا تھا۔

لیکن اس میں کوئی شکایت نہیں ہے کہ 1967 کے اندر اس خوبصورت شہر اسلام آباد کا انتخاب کیا گیا پاکستان کے دارالخلافہ کی صورت میں، یہ کوئی شکایت نہیں ہے کراچی والوں کی، کراچی نے کبھی یہ نہیں کہا کہ اگر دارالخلافہ یہاں سے منتقل ہو گیا تو پاکستان کو نقصان ہو سکتا ہے۔ 1967ء یہ بھی نہیں کہا آج بھی نہیں کہتے۔ پاکستان کے مسائل بڑھتے چلے گئے، 1967ء کے بعد پاکستان میں مسائل بڑھے ہیں۔ اس دارالخلافہ کے شفٹ ہونے پہ کراچی والوں کا مسئلہ نہیں تھا۔ لیکن کراچی کے مسائل کیوں بڑھ گئے؟ اس لیے کیونکہ عدم توجہی کا شکار ہو گیا سر۔ عدم توجہی آج بھی موجود ہے۔

پاکستان کی حکومت اگر کراچی کے مسئلے کو MNAs کے فنڈ کے ذریعے اگر حل کرنا سمجھتی ہے تو یہ غلط ہے۔ PSDP account میں MNAs fund کے ذریعے چند سو ارب روپے دینے سے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ یہ دیرینہ مسائل اس طرح سے حل نہیں ہوں گے کہ پاکستان حکومت وہ اخراجات کی مد میں دے کے اور لوگوں کی ذہنی پسماندگی کو دور کر دیں۔ نہیں ہو رہی سر human infrastructure ہے وہ تباہ و برباد ہو گیا سر۔ صرف کراچی کا روڈ infrastructure تباہ و برباد نہیں ہوا۔ کراچی کا human infrastructure بھی تباہ و برباد ہو گیا۔

کراچی میں صنعت کار پریشان ہیں، تاجر برادری پریشان ہے، تنخواہ دار طبقہ پریشان ہے۔ کراچی میں رہنے والا ہر وہ شخص جو کراچی کی مضبوطی، کراچی کی ترقی، پاکستان کی ترقی سے جڑا ہوا ہے وہ پریشان ہے سر۔

یہاں میں نے ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ سے گزارش کی تھی کہ بانی پاکستان نے شہر کراچی کو منتخب کیا قائداعظم رحمۃاللہ علیہ کے اور آئین پاکستان میں ان فرمودات کو تحفظ حاصل ہے کہ ہم نے انہی guidelines کے اوپر جو بانی پاکستان نے ہمیں دی ان پر اس ملک کو چلانا ہے۔ ان

guidelines کو ہم نے follow کرنا ہے۔ لیکن جب ان کے اس حکم کے ساتھ ہم نے زیادتی کردی اور کراچی کو دارالخلافے سے ہٹادیا۔ تو کراچی کے مسائل جنم لینے لگ گئے سر۔ کراچی اتنا بڑا شہر ہے، چار کروڑ کی آبادی کا شہر ہے۔ پاکستان کے 18 فیصد لوگ وہاں پر رہتے ہیں۔ لیکن عدم توجہی کا شکار ہے سر۔

سر! میری گزارش یہ ہوگی کہ اس شہر کو ترجیح دینی چاہیئے اور بجٹ میں نہ سہی، بجٹ میں اگر کچھ اس کے لیے نہیں گرانٹ مل رہی ہے اور اٹھارہویں ترمیم آڑے آجاتی ہے اور جب کبھی کراچی کی اس ایوان میں بات کی جائے تو اٹھارہویں ترمیم یاد دلائی جاتی ہے کہ اٹھارہویں ترمیم میں یہ سارے مسئلے جو ہیں وہ صوبوں کے پاس ہیں۔

سر! صوبوں کے ذریعے اگر مسئلے حل کرنے تھے تو اس ترمیم میں یہ بھی لکھ دیا جاتا ہے کہ اگر اس ٹائم لائن کے اندر صوبوں نے ان مسائل کو حل نہیں کیا۔ تو وفاق intervene کر سکتا ہے سر۔ لیکن وفاق intervene جب کرنے کی کوشش کرے، جب اس پر MQM بات کرے یا ملک توڑنے کی سازش declare کر دیا جاتا ہے سر۔ یہ بات کراچی کے شہریوں نے کبھی نہیں کی کہ اگر کراچی کے ساتھ زیادتی ہوئی، تو کراچی کے لوگ بندوق اٹھا کر سڑکوں پر آجائیں گے، پورے ملک کے اندر جہاں کہیں تحفظ کی بات آتی ہے، ان کے مسائل اور وسائل کی بات آتی ہے، وہ کہتے ہیں کہ یہ تو پاکستان توڑنے کی سازش ہو رہی ہے۔ اگر ہمارے حقوق نہیں دیے گئے تو پاکستان کو نقصان ہو سکتا ہے سر، ایسی بات کراچی والوں نے کبھی نہیں کی گئی سر۔

دوسری بات یہ ہے سر اٹھارہویں ترمیم کے اوپر MQM نے ایک suggestion دیا تھا کہ اٹھارہویں ترمیم rollback کرنے کی بات MQM نے کبھی نہیں کی سر۔ اٹھارہویں ترمیم سے اگر ملک کو فائدہ پہنچتا ہے، تو یقیناً کیا جانا چاہیئے۔ لیکن 2010 کے بعد اٹھارہویں ترمیم پر اس طرح سے عمل درآمد نہیں ہوا جس طرح اس میں لکھا ہے۔ جیسے MQM نے اٹھارہویں ترمیم کے لیے بات کی اور بات یہ تھی سر کہ Article 140(a) جو کہ empower کرتا تھا لوکل گورنمنٹ کو اور اس میں یہ تمام صوبوں کو یہ کہا گیا تھا کہ وہ فوری طور پر اس وقت عمل کریں کہ اور لوگوں کو اختیارات تفویض کر دیے جائیں financial matters اس کے اندر سر انتہائی ضروری تھے۔ لیکن financial matters میں جہاں کیونکہ NFC ان کے سامنے آجاتا ہے۔ تو NFC کے اوپر بات کرنا انہوں نے مناسب نہیں سمجھا۔ NFC کے اوپر ہر دفعہ بات کی جاتی ہے۔ لیکن NFC کے بعد PFC کا سلسلہ کبھی نہیں جاری کیا۔ Political administrative and financial matters کو devolve کرنے کا کبھی بھی Provincial Government نے کبھی اعلان ہی نہیں کیا سر۔ ایک مضبوط local government system پاکستان کی کامیابی کر سکتی ہے سر۔ لیکن کراچی کے ساتھ جو زیادتی ہے سر اس کو point out کرنا انتہائی ضروری ہے سر۔

کراچی میں سر دہشت گردی موجود ہے۔ Financial دہشت گردی بھی موجود ہے، کرپشن کی صورت میں موجود ہے سر۔ یہ کرپشن پورے ملک کو تباہ و برباد کر رہی ہے۔ لیکن اس کا main target کراچی ہے۔ کراچی میں ہر دو سے تین مہینے میں ایک ایسا بڑا scam سامنے آتا ہے

جیسے ابھی recent تین سے چار دن پہلے بھی سامنے آیا اربوں روپے کے سکینڈل سر، اربوں روپے کے۔ ایک سرکاری ملازم اربوں روپے کے scam کے اندر گرفتار ہوا ہے۔اس کے target operations کیا تھے سر؟اس کی JIT کب بنے گی؟ سر اس کی JIT کے اوپر کب عمل درآمد ہوگا؟اس سے پیسے کی recovery کا کیا mechanism تیار کیا گیا ہے؟ یہ اربوں روپے کے scandal ہر دو سے تین مہینے کے اندر آتے ہیں اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کراچی کے اندر financial terrorism جاری ہے۔ سر! جو حقوق پر وسائل پر قبضہ کر کے بیٹھے ان کی کوئی بات نہیں کر رہا۔ سر! یہاں ضروری ہے کہ کراچی شہر کو ان financial terrorists سے بھی آزاد کیا جانا چاہیئے سر۔

پھر سر! جو ملک کے اندر تنخواہ دار طبقہ ہے، صنعت کار طبقہ ہے، تاجر برادری ہے جن کے پاس اب capability موجود ہے جو اپنے بزنس کو پروان چڑھاتے ہیں۔ تنخواہ دار طبقہ تو پس گیا سر %Government employee7 کی جو تنخواہ بڑھائی جائے گی تو 7 پرسنٹ سے یقین جانیے لوگوں کے بجٹ کے اندر کوئی addition نہیں ہو سکتا، کوئی بہتری نہیں ہوتی۔ لیکن یہاں پر %7 ہے۔ میں تو Government of Pakistan سے گزارش کروں گا کہ 7 نہیں increase %7 ہونا چاہیئے جو سرکاری ملازم ہیں اور even جو پرائیویٹ سیکٹرز کے ملازمین ہیں۔ جن کی تنخواہ اس وقت 40 ہزار روپے ہے ان کی بھی کم از کم ایک لاکھ روپے سے زیادہ ہونی چاہیئے، کیونکہ ایک لاکھ روپے میں بھی آج ایک normal غریب طبقے کا بجٹ ناممکن ہے۔

بجلی اور گیس کے بل ہیں جو کہ اب available نہیں ہیں اس کے باوجود ان کے بل کا جو increment آتا ہے، جو پیٹرول کی صورتحال ہے، جو ڈیزل کی صورتحال ہے، جو سکولوں کی صورتحال ہے، جو صحت کی صورتحال ہے۔ یہاں میں یہ عرض کروں کہ جو وسائل ہیں وہ کم کر دیے گئے اور مسائل بڑھ گئے سر۔اس کے اوپر کوئی بات سننے کو تیار نہیں ہے۔

گزارش یہ ہے سر! کہ اس شہر کے اوپر توجہ دینے کے لیے جس طرح سے initiative لیے گئے وہ ناکافی ہیں۔ بجٹ کی صورت میں ریلیف عوام کو دیا جانا چاہیئے اور اس میں زیادہ تر استعمال اس شہر کا انتخاب کریں ،اس علاقے کا انتخاب کیا جانا چاہیئے جس سے سب سے زیادہ tax collection کر کے دیتا ہے۔ کراچی چار کروڑ آبادی کے لحاظ سے اپنا اتنا بجٹ کا حصہ نہیں حاصل کر پا رہا جتنا وہ ٹیکس دیتا ہے۔ ایسا نہ ہو سر کہ یہ کراچی میں بھی لوگوں کے اندر ایک انتشار کی کیفیت ہے depression کی کیفیت ہے، financial terrorism سے بچانا انتہائی ضروری ہے۔

سر! میں آپ کے توسط سے Government of Pakistan سے، وزیراعظم صاحب سے، تمام متعلقہ اداروں سے گزارش کروں گا کہ اس پر فی الفور توجہ دی جائے تاکہ اس ملک کے اندر استحکام پیدا ہو۔ بہت شکریہ سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترمہ سعیدہ جمشید صاحبہ۔

محترمہ سعیدہ جمشید: شکریہ ڈپٹی سپیکر صاحب کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ سب سے پہلے میں حکومت اور وزیراعظم شہباز شریف صاحب اور فیلڈ مارشل سید عاصم منیر صاحب اور ڈپٹی وزیراعظم اسحاق ڈار صاحب اور وزیر داخلہ محسن نقوی کو مبارکباد دینا چاہتی ہوں۔ جنھوں نے کمال سفارت کاری، محنت اور ایمانداری سے امریکہ اور ایران کے درمیان جنگ کا خاتمہ کر کے دنیا کو تیسری جنگ عظیم سے بچالیا اور پاکستان کا نام پوری دنیا میں روشن کیا۔

جناب سپیکر صاحب! بجٹ 27-2026 پر میرے ساتھی ممبران اسمبلی نے سیر حاصل تقریریں کی ہیں۔ میں زیادہ تفصیل میں جانا نہیں چاہتی۔ بجٹ میں ہر طبقے کا خصوصاً خواتین اور نوجوانوں کی فلاح و بہبود کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے فنڈز بڑھادیے گئے ہیں۔ نوجوانوں کے لیے آسان شرائط پر کاروبار کے لیے قرضے اور بے گھر افراد کے لیے اپناگھر اسکیم تعارف کرایا گیا ہے جو کہ خوش آئند ہے۔

جناب سپیکر! میرا تعلق خیبر پختونخواہ کے ضلع مردان سے ہے، جہاں لوگوں کا 80 فیصد انحصار زراعت پر ہے۔ ہماری ایک نقد آور فصل تمباکو کی ہے جس سے سالانہ سینکڑوں ارب روپے central excise duty کی مد میں مرکز کو حاصل ہوتے ہیں لیکن ہمارے لوگوں کے ساتھ، جن میں زمیندار، چھوٹے کارخانہ دار اور tobacco dealers ہیں، اُن کے ساتھ ناروا سلوک کیا جاتا ہے۔ Tobacco پر ناروا ٹیکس عائد کیا گیا ہے جو سراسر غیر قانونی ہے۔ پورے پاکستان میں کسی فصل پر ٹیکس عائد نہیں ہے تو tobacco پر کیوں لگایا گیا ہے؟ حکومت کو یہ ٹیکس واپس لینا چاہیئے۔ چھوٹے کارخانہ داروں اور tobacco dealer کو ہراساں نہیں کرنا چاہیئے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو زمینداروں کو multinational companies کے استحصال سے بچاتے ہیں۔ Multinational companies اور چھوٹے کارخانہ داروں کے ٹیکس slabs کو جدا جدا ہونا چاہیئے تاکہ روزگار کا پہیہ چلتا رہے۔ تمباکو کو فصل کا درجہ دینا چاہیئے، تمباکو فصل ہے، اسے Commerce سے ہٹا کر زراعت کے نیچے بطور فصل رکھنا چاہیئے۔

میرا خاندان پاکستان مسلم لیگ (ن) سے وابستہ ہے اور ہم تین حلقوں میں الیکشن لڑتے ہیں۔ ایک قومی اسمبلی اور دو صوبائی اسمبلی کے الیکشن لڑتے ہیں۔ PTI کی صوبائی حکومت ہمارے حلقوں میں کام نہیں کرتی، اس لیے ہمارے حلقوں کے لیے ترقیاتی funds جاری کیے جائیں۔ بہت بہت شکریہ، پاکستان زندہ باد۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ Honourable ممبران اور Chief Whip Sahib سے گزارش ہے کہ جن ممبران نے بجٹ کی general debate میں حصہ نہیں لیا اُن کے نام دے دیں، we would like to run the House، ابھی time ہے۔ اگر کوئی ممبر رہ گیا ہے تو ہمیں بتائیں۔ ہم پانچ منٹ تک انتظار کرتے ہیں۔ وہ پیچھے، آپ نے general debate پر تقریر نہیں کی ہے؟ شاکر بشیر اعوان صاحب on general debate، بولیں۔

ملک شاکر بشیر اعوان: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم۔بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔جناب سپیکر! بہت شکریہ۔میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس خاص موقع پر آپ نے مجھے وقت دیا۔میں اپنی تقریر شروع کرنے سے پہلے بات کرنا چاہوں گا کہ شکر الحمدللہ پاکستان مسلم لیگ (ن)اور ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف اور موجودہ وزیراعظم میاں محمد شہباز شریف جو ہمارے لیڈر ہیں، ان کی عملی زندگی ان گنت کامیابیوں کے ساتھ عبارت ہے۔

اس حوالے سے اگر ہم تھوڑا پیچھے جائیں تو 28 مئی 1998 یومِ تکبیر، جب پاکستان نے ایٹمی دھماکے کیے اور پاکستان ایٹمی قوت بنا۔اس کے بعد مئی 2025 میں ہم سے کئی گنا بڑے ہمسایہ ملک نے پاکستان پر حملہ کرنے اور پاکستان کو ختم کرنے کی کوشش کی لیکن ہماری پاک افواج اور پاک فضائیہ نے جس جرأت اور دلیری کے ساتھ مقابلہ کیا اور پاک فضائیہ نے جس طرح اپنے دشمن پر دھاک بٹھائی، پوری اقوامِ عالم ان کی معترف ہوئی اور پاکستان کا نام سر بلند کیا۔

اس کے بعد ابھی جب تیسری عالمی جنگ کا خطرہ تھا۔ایران اور امریکہ کی آپس میں جنگ تھی اور ساڑھے تین ماہ سے زیادہ کا عرصہ ہو گیا تھا، اس میں پاکستان نے جو کلیدی کردار ادا کیا ہے، اس میں، میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے فیلڈ مارشل جنرل سید عاصم منیر، وزیراعظم پاکستان میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ساری ٹیم نے جس طرح محنت کی اور ان دونوں کو میز پر لے کر آئے، 47 سال کے بعد امریکہ اور ایران کے درمیان جو گفت و شنید کا سلسلہ شروع ہوا۔کل جو ایک تاریخی دن ہے جب جنیوا میں یہ دو ممالک اور دیگر جو ممالک اس کوشش میں تھے وہ سب مل کر اس معاہدے کو عملی شکل دیں گے، اور آج صبح ہم دیکھ رہے تھے کہ امریکی اور ایرانی صدر نے دستخط کر دیئے۔تیسری عالمی جنگ جس کے خطرات پوری دنیا پر منڈلا رہے تھے وہ اب ختم ہو چکی ہیں اور ان شاءاللہ ہم امید کرتے ہیں کہ یہ جنگ انشاءاللہ ختم ہو گی، اور جنگ کے بعد اُس کے ثمرات پوری دنیا پر ہوں گے اور دنیا جس مشکل میں تھی ان شاءاللہ اس کا خاتمہ ہو گا۔

2026-27ء کا بجٹ جو ہمارے وزیر خزانہ نے پیش کیا، ان حالات میں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہتر بجٹ ہے۔اس میں کئی شعبوں کو وہ بہتری کی طرف لے کر گئے ہیں، لیکن جیسے موجودہ حالات میں دونوں اطراف سے ہمارے مختلف ممبران نے تقاریر کی ہیں، اس میں کچھ تجاویز بھی ہیں اور بجٹ پر تنقید بھی ہوئی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان شاءاللہ آنے والے وقت میں اور جیسے ہم دیکھ رہے ہیں کہ آج جب امریکہ اور ایران کی جنگ ختم ہوئی ہے تو ان شاءاللہ پاکستان بھی ان ممالک میں ہو گا جہاں بہتری کی صورت نکلے گی۔

وزیر خزانہ نے Youth Development Programme کے حوالے سے بات کی ہے، اِس میں ہماری youth کو آسان شرائط پر قرض دیئے ہیں، Youth Talent Hunt کی بات کی ہے اور youth کیلئے skill development programme کی بات کی ہے، یہ میں سمجھتا ہوں کہ بڑا اچھا قدم ہے، کیونکہ کسی بھی ملک کی youth ملکی ترقی کیلئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ Youth کو develop کرنا تاکہ آنے والے وقت میں وہ اپنے ملک کا سرمایہ بن سکیں اور اپنے ملک میں کام کر سکیں تو اِس حوالے سے جو اسکیمیں انہوں نے

رکھی ہیں، یہ اچھی ہیں لیکن Youth Talent Huntجو سکیم ہے جس میں sportsکے حوالے سے جن بچوں میں صلاحیتیں ہیں انہیں آگے لانے کیلئے، تو اُس میں، میں سمجھتا ہوں کہ جیسے ہم کرکٹ کو دیکھ لیں، میری چیئرمین پی سی بی محسن نقوی سے یہ درخواست ہو گی کہ اس میں آپ ہمارے سابق legendsسے بھی مشاورت کریں،اُن سے بہتر تجاویز لیں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت کرکٹ کا structureاچھا نہیں ہے اور ہماری ٹیم تینوں شعبوں میںT-20, One day, Testمیں کارکردگی ایسی خاص نہیں ہے،اس لیے ضروری ہے کہ اس میں آپ بہتر کارکردگی لا سکیں۔

اسی طرح ہمارا قومی کھیل ہاکی جو اس وقت بالکل ختم ہو چکا ہے،اس کو بھی بہتر کرنے کے لیے ہمارے legendsسے رہنمائی لی جائے۔ ابھی کچھ دن پہلے ہاکی کے تمام playersیہاں آئے تھے تو میں امید کرتا ہوں اس حوالے سے جو Hockey Boardہے وہ ان سے رہنمائی حاصل کرے گا۔اس کے ساتھ ساتھ جو NAVTTC کا پروگرام ہے، جس میں youth کی skill development ہوتی ہے،تو یہ ایک بہت اچھا step ہے governmentکا،اور اس میں ان کو skill training دی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں وزیراعظم سے یہ requestکروں گا کہ ایسے دوست ممالک ہیں،ان کے ساتھ آپ معاہدہ کریں،تاکہ زیادہ سے زیادہ youth skill training حاصل کر کے وہاں جا سکیں اور اپنا وہاں سے کما سکیں۔

ابھی جو کچھ دیر پہلے Chairman Bilawal Bhutto Zardari بات کر رہے تھے،اور انہوں نے بہت اچھا خطاب تھا،اور اس میں انہوں نے تمام شعبوں کو discuss کیا۔تو میں سمجھتا ہوں کہ جیسے انہوں نے بات کی پانی کے حوالے سے، تو یہ نہ صرف پورے ملک کا بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہر فرد کی ضرورت ہے۔جب 2025ء میں پاک بھارت جنگ ہوئی تھی، تو اس میں بھارت کو شکست ہوئی۔اس کے بعد یہ اعلانیہ انہوں نے بات کی کہ ہم پاکستان کو ایک ایک بوند کے لیے ترسائیں گے اور ان کا پانی بند کریں گے۔ لیکن اس کے جواب میں پاک فوج نے بھی، پاکستان governmentنے بھی، جو اپنا stance لیا ہے کہ ہم کسی صورت یہ ہونے نہیں دیں گے اور نہ یہ برداشت کریں گے کہ کوئی پاکستان کا پانی بند کرے۔اس کے لیے ضروری ہے،اور میں سمجھتا ہوں کہ جو بھی زیرِ تعمیر ہمارے dams ہیں،ان کی تعمیر مکمل کی جائے۔اور اس کے ساتھ ساتھ جو پانی ذخیرہ کرنے کے اور کئی طریقے ہیں،ان کو اپنایا جائے تاکہ ہم پانی زیادہ سے زیادہ store کر سکیں،اور پھر پانی کی قلت جو ہم آنے والے وقت میں دیکھ رہے ہیں،وہ ان شاءاللہ نہیں ہو گی۔اور جو ایک ادارہ SPARCO ہے،اس کی جو report ہے،اس میں انہوں نے یہی mention کیا ہے کہ آنے والے وقت میں یہاں سیلاب آ سکتے ہیں،اور جو بھی دریا ہیں ان کے ساتھ ساتھ جو آبادیاں ہیں،ان کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔تو اس حوالے سے میری government سے یہ استدعا ہو گی کہ اس مسئلے کو ضرور دیکھیں،اور پانی کے حوالے سے، کیونکہ پانی ہر شخص، خواہ مرد ہو یا عورت ہو، یہ سب کی ضرورت ہے۔اس کے ساتھ جانوروں کے لیے بھی پانی کا مسئلہ بہت ضروری ہے، پاکستان ان چند ممالک میں شامل ہے جو موسمیاتی تبدیلی کی

وجہ سے بہت زیادہ متاثر ہیں۔ تواس وجہ سے ہمیں آنے والے وقت میں ایسی policies بنانی چاہئیں کہ ہم اس مشکل سے بچ سکیں اور پاکستان اپنا کوئی حل نکال سکے۔

اسی طرح جناب سپیکر! میں اپنے حلقے کا جو میرا ضلع خوشاب ہے، میں اس حوالے سے کچھ باتیں کروں گا۔ لیکن اس سے پہلے ایک اور عام مسئلہ، جو ہمارا ایک ادارہ ہے EOBI، جس میں mills کے جو محنت کش ہیں، جو کان کن ہیں، جو اپنی ساری زندگی محنت کر کے اور اپنا خون پسینہ اس ملک کی جو معیشت ہے، اس کو مضبوط کرنے کے لیے محنت کرتے ہیں، اور ان کو ابھی pension 11500 مل رہی ہے، جو کہ بہت کم ہے۔ تو میری وزیر اعظم سے یہ درخواست ہو گی، وزیر خزانہ سے بھی اس حوالے سے، کم سے کم ان کی جو pension ہے وہ 15000 ہونی چاہئے، تاکہ وہ اپنا گزر بسر بہتر کر سکیں، اور اس میں ان کی جو کوئی ادویات ہوں گی، وہ لے سکیں۔

اس کے ساتھ ساتھ، جو میں اپنے ضلع کی بات کر رہا تھا، خوشاب، پہلے بھی یہ بات اٹھائی تھی۔ یہ بڑا ضروری ایک ہمارا مطالبہ ہے کہ Lilla جو M-II Motorway ہے، اس کو CPEC اور جو موسیٰ خیل وہاں سے link کیا جائے۔ اس حوالے سے وزیر اعظم صاحب نے directives جاری کیے، لیکن یہ project ان شاءاللہ آنے والے وقت میں بہت زیادہ اس ملک کو ترقی دے سکتا ہے۔ ہمارے ساتھ جتنے بھی اضلاع ہیں، جہلم، خوشاب، میانوالی، حافظ آباد اور ان تمام اضلاع کو اس سے فائدہ ہو سکتا ہے۔ ایک direct route ہے خوشاب اور میانوالی سے، آپ خواہ China جائیں یا کراچی جائیں۔

اس کے ساتھ یہ ایک بہت بڑا project ہمارا خوشاب کا اور سرگودھا کا اس وقت dual carriageway ہے، اس کی بھی منظوری ہوئی ہے، لیکن ابھی funds درکار ہیں۔ تو یہ میں request کروں گا کہ اس میں جتنی جلدی ہو سکے، کیونکہ آئے روز حادثات کی وجہ سے بہت زیادہ پریشانیاں ہیں، تو یہ اگر dual carriageway ہو جائے تو پھر فیصل آباد، سرگودھا اور میانوالی وہ link ہو جائیں گے، اور اس سے لوگوں کو بہت زیادہ آسانی ہو گی۔

تو یہ کچھ ہمارے اپنے ضلع کے حوالے سے بات ہو گی۔ باقی Budget کے حوالے سے تو میں امید کرتا ہوں کہ جیسے اب جو ایک عالمی جنگ بھی اب جو ختم ہو گئی ہے، تو ان شاءاللہ اس کے ثمرات پاکستان کو ملیں گے، اور خاص طور پر جو oil prices کی جو بات تھی، جیسے جنگ کی وجہ سے یہاں ہماری oil prices بڑھی ہیں، اس سے کافی مہنگائی آئی ہے، لیکن اب جنگ ختم ہوئی ہے تو oil prices ان شاءاللہ کم ہوں گی، تو وہ مہنگائی بھی کم ہونی چاہیئے۔ تو یہ کچھ گزارشات تھیں، کچھ باتیں تھیں۔ آپ کا بہت شکریہ، شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عامر طلال خان۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے توانائی، پاور ڈویژن (جناب عامر طلال خان): بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جناب ڈپٹی سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے Floor دیا، تاکہ میں Budget پر اور اپنے حلقے کے بارے میں کچھ بات کر سکوں۔ سب سے پہلے میں یہ عرض کرنا چاہوں

گا، جناب ڈپٹی سپیکر! کہ پاکستان کی تاریخ میں تین مواقع ایسے آئے ہیں کہ جو میں سمجھتا ہوں کہ تاریخ کی کتابوں میں ہمیشہ سنہرے لفظوں سے لکھے جائیں گے۔

پہلی دفعہ جب 1947ء میں قائدِاعظم محمد علی جناح نے ایک غریب، ایک لاچار اور ایک کمزور قوم کی رہنمائی کی، انگریز اور ہندوؤں کی مزاحمت کے باوجود دنیا کے نقشے پر ایک خوبصورت ملک پاکستان بنایا۔

دوسرا لمحہ، میں سمجھتا ہوں کہ وہ تاریخی لمحہ تھا جب یورپ اور امریکہ کی مزاحمت کے باوجود، اور ان کی دھمکیوں کے باوجود، جناب میاں نواز شریف صاحب نے پاکستان کو ایک ایٹمی قوت بنایا۔

اور تیسرا لمحہ، میں سمجھتا ہوں کہ آج کا وہ تاریخی دن ہے، 18 جون، کہ جب پوری دنیا اس پریشانی میں تھی کہ شاید یہ جو خطے میں جنگ شروع ہوئی ہے، جو امریکہ اور اسرائیل نے ایران پر جارحیت کی شاید یہ جنگ دنیا کو تیسری عالمی جنگ میں نہ لے جائے۔

اس وقت وزیرِاعظم پاکستان، میاں محمد شہباز شریف صاحب نے جس طرح دن رات سفارتی سطح پر محنت کر کے آج جب ایک طرف امریکہ کا صدر sign کر رہا ہے، اور دوسری طرف ایران کا صدر کر رہا ہے، اور ان کے جو guarantor ہیں اور ان کے جو endorse کیا ہے، وہ جناب وزیرِاعظم پاکستان، میاں محمد شہباز شریف صاحب نے کیا۔

تو میں سمجھتا ہوں، جناب سپیکر صاحب! کہ ان شاءاللہ آج کا دن تاریخ کی کتابوں میں ہمیشہ سنہرے الفاظ سے لکھا جائے گا۔

جہاں تک Budget کی بات ہے، میں اپنے دوستوں کی باتیں سنتا رہا ہوں، جناب سپیکر! کہ بہت زیادہ تنقید کی گئی government پہ بھی، مسلم لیگ کی ہماری حکومت پہ بھی، جناب وزیرِاعظم صاحب پہ بھی اور بجٹ پر بھی۔ لیکن میں ان کو یہ یاد دلانا چاہتا ہوں جب اس ملک کی باگ دوڑ وزیرِاعظم پاکستان میاں شہباز شریف صاحب نے سنبھالی تو پورے پاکستان کے تمام channels اور اس پر بیٹھے ہوئے تمام فلاسفرز اور سکالرز یہ تقریریں کرتے تھے کہ یہ ملک آج default ہوا یا کل ہوا یا پرسوں ہوگا۔ آج الحمدللہ وہی ملک ہے جو 20 بلین ڈالرز کا زرمبادلہ collect کر چکا ہے۔ تو جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ تنقید کرنے سے پہلے یہ بھی دیکھا کریں کہ یہ ملک کس حالت میں چھوڑ کر گئے تھے۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں اس سے بہتر بجٹ نہیں دیا جا سکتا تھا۔ صرف چند گزارشات ہیں جو میں وزیرِاعظم پاکستان اور جناب وزیرِ خزانہ کی خدمت میں ضرور کہنا چاہوں گا کہ ساؤتھ پنجاب کے خطہ کی معیشت کا ٹوٹل دارومدار زراعت پر ہے۔ تو اس سلسلے میں میری گزارش ہوگی کہ آئندہ جو گندم کی فصل آئیگی تو اس میں امدادی قیمت جو ہے کم سے کم 5000 روپے فی من گندم رکھی جائے۔

جناب سپیکر! اس دفعہ PSDP پروگرام میں جو block allocation ہے اس میں ضلع مظفر گڑھ کا ایک بہت پرانا مطالبہ ہے، بلکہ ایک درخواست ہے کہ جناب ہمارے مظفر گڑھ ضلع کی جس میں کوٹ ادو بھی شامل ہے اس کی جو population ہے وہ 5.6 million سے بھی

زیادہ ہے، تو 56 لاکھ کے ضلع میں ایک university بھی نہیں ہے۔ مہربانی فرما کر ہمیں جلد سے جلد مظفر گڑھ کے لیے university چاہیئے، اور یہ وہاں کی عوام کا ایک جائز مطالبہ ہے جس کو پورا ہونا چاہیئے۔

جہاں تک پنجاب حکومت کا تعلق ہے، میں اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب مریم نواز شریف صاحبہ کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں، Floor of the House پر کہ اس Budget میں انہوں نے میرے کچے کے علاقے کے لیے small bridges دی ہیں۔ اس سے وہ علاقہ، جہاں ہر وقت ڈکیتی، اغوا اور اس قسم کے امن وامان کے مسائل تھے، وہاں پہ law enforcement agencies کی آمدورفت کے لیے مسائل تھے، جس کے لیے میں نے درخواست کی محترمہ وزیر اعلیٰ صاحبہ کو اور انہوں نے مہربانی فرما کر اس Budget میں ہمیں وہ small bridges دی۔

اس کے علاوہ، مظفر گڑھ تا ترنڈہ محمد پناہ تک جو dualization کا مطالبہ تھا، اس کی amount بھی Budget میں رکھی گئی۔ آخر میں، میں پھر ایک دفعہ خراجِ تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں جناب محمد شہباز شریف صاحب اور Field Marshal جناب عاصم منیر صاحب کا جس طرح انہوں نے سفارتی محاذ پر کامیابیاں حاصل کیں اور پاکستان کا نام روشن کیا ہے، اس کے لیے وہ خراجِ تحسین کے مستحق ہیں۔ Thank you so much۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اس وقت Chief Whip میں سے تو کوئی نہیں ہے۔ اگر کسی نے General Discussion میں حصہ لینا ہے تو please ہاتھ اٹھائیں، ورنہ یہ دکان، معاف کیجیئے گا، یہ اسمبلی ہم بند کرنے والے ہیں۔ There is no Member.

Mr. Deputy Speaker: The House is adjourned to meet again on Friday, the 19th June, 2026, at 11:00 a.m.

(The House was adjourned to meet again on Friday, the 19th June, 2026, at 11:00 a.m.)